فقیہ اعظم پبلی کیشنز

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

باب مدینۃ العلم

مرتضٰی، مشکل کشا، مولیٰ علی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی
آلِ سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰی لَہٗ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَ سَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ
سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّکَ

باب مدینۃ العلم

مرتضٰی، مشکل کشا، مولیٰ علی

کرم اللہ وجہہ الکریم

اضافہ شدہ ایڈیشن

تصنیف

صاحبزادہ محمد محبّ اللہ نوری

ناشر

فقیہ اعظم پبلی کیشنز بصیر پور (اوکاڑا)

کتاب	باب مدینۃ العلم ---مرتضیٰ، مشکل کشا، مولیٰ علی
تصنیف	(صاحبزادہ) محمد محبّ اللہ نوری
حروف سازی	نوری کمپوزنگ سنٹر، بصیر پور شریف
کمپیوٹر کوڈ	Mohib\MaolaAli.inp
اشاعت اوّل	جنوری 1998ء
اشاعت دوم	مارچ 2001ء
اشاعت سوم	اگست 2003ء
اشاعت چہارم	جولائی 2005ء
اشاعت پنجم	نومبر 2010ء
اشاعت ششم	جولائی 2019ء
صفحات	496
مطبع	بی پی ایچ پرنٹرز، لاہور
ناشر	فقیہ اعظم پبلی کیشنز، بصیر پور شریف

ISBN 969-9079-01-0

سٹاکسٹ

1. انجمن حزب الرحمٰن، بصیر پور شریف، ضلع اوکاڑا
2. ضیاء القرآن پبلی کیشنز، گنج بخش روڈ، لاہور
3. فرید بک سٹال، 38-اردو بازار، لاہور
4. شبیر برادرز، 40-اردو بازار، لاہور
5. ضیاء القرآن پبلی کیشنز، 4-انفال سنٹر اردو بازار، کراچی
6. مکتبہ غوثیہ، بابا جلال بلڈنگ، یونی ورسٹی روڈ، کراچی

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ط

[الشوریٰ، ۴۲: ۲۳]

"(اے محبوب) آپ فرمایئے! میں تم سے (اس دعوت حق پر) کوئی معاوضہ نہیں مانگتا، بجز قرابت کی محبت کے"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَّوْلَاہُ، اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَّالَاہُ وَ عَادِ مَنْ عَادَاہُ---

''جس کا میں مولیٰ (محبوب اور مددگار) ہوں، علی بھی اس کے مولیٰ (محبوب اور مددگار) ہیں---

اے اللہ! جو علی سے محبت رکھے، تو بھی اس سے محبت فرما اور جو علی سے بُغض و عداوت رکھے، تو بھی اس سے عداوت رکھ''---

[کنز العمال، جلد ۶، صفحہ ۴۰۳]

کچھ بیاں اپنا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امن وآشتی، محبت ومودّت، اتفاق واتحاد اور بھائی چارے کی جتنی آج ضرورت ہے، شاید پہلے کبھی نہ تھی---مگر بدقسمتی سے ملک عزیز میں فرقہ واریت کے مسموم اثرات کی بنا پر دوفریق برسرِ پیکار ہیں اور ستم بالائے ستم یہ کہ دونوں گروہ، صحابۂ کرام اور اہل بیت عظام کے مقدس نام پر لڑ رہے ہیں---اور ''گرفتارِ محبت ابوبکروعلی'' اپنی باہمی آویزش سے تأثر یہ دے رہے ہیں جیسے خدانخواستہ اہل بیت اطہار اور خلفاء راشدین و دیگر صحابۂ کرام میں غیریت اور دوری ہو---اس ساری کش مکش کا المناک پہلو یہ ہے کہ سوادِ اعظم اہل سنت و جماعت خاموش تماشائی ہیں اور صحابہ کے ذکر کو خوارج اور

ذکرِ اہل بیت کو روافض و اہل تشیع کے سپرد کر دیا ہے--- حالاں کہ ہمارے اسلاف نے صحابہ کرام و اہل بیت اطہار کی مدح میں بہت کچھ لکھا اور کہا ہے---

شورش و آویزش کی اس انتہائی مسموم فضا میں ضرورت اس امر کی ہے کہ پیغامِ محبت کو عام کیا جائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یاروں، پیاروں اور قرب و معیت رکھنے والوں--- صحابۂ کرام اور اہل بیت اطہار--- کا زبان و قلم سے ذکر خیر کیا جائے، ان کے تذکار کو حرزِ جاں اور ان کی محبت کو زینت ایماں بنایا جائے--- اسی امر کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے شاہ کارِ نبوت، پروردۂ آغوش رسالت--- مخزنِ جود و کرم--- منبع علم و حکم--- معدنِ حلم--- بابِ مدینۃ العلم--- صاحبِ اخلاق و کردار--- عابد شب زندہ دار--- دلیر، بہادر، نڈر اور جانباز مجاہد--- چوتھے خلیفۂ راشد--- شیرِ خدا--- امام الاتقیا--- مظہرِ کمالاتِ مصطفٰی--- سیدنا علی المرتضٰی (کرم اللہ تعالیٰ وجہہ) کی بارگاہِ قدس میں خراجِ عقیدت پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے---

دیگر صحابۂ کرام اور خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم میں سے حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کو یہ امتیاز اور انفرادیت حاصل ہے کہ آپ، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب ترین رشتہ دار بھی ہیں اور تربیت یافتہ بھی--- صحابی بھی ہیں اور اہل بیت کے ممتاز فرد بھی--- ان سے محبت و عقیدت مندی کا تقاضا تو یہ ہے کہ صحابہ کرام اور اہل بیت عظام (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین)، دونوں طبقوں کی عظمت کو دل سے تسلیم اور عملاً اس کا اقرار و اظہار کیا جائے، کہ محبت رسول کا فطری، بدیہی اور ناگزیر تقاضا یہی ہے--- بغیر اس کے ایمان کا کوئی تصور نہیں ہے---

اس کتاب ''باب مدینۃ العلم--- مرتضٰی، مشکل کشا، مولیٰ علی'' کا پہلا ایڈیشن رمضان کریم ۱۴۱۸ھ/ جنوری ۱۹۹۸ء میں ماہ نامہ نور الحبیب کے خصوصی نمبر کے طور پر اور بعد ازاں کتابی صورت میں شائع ہوا تو اسے بحمد اللہ تعالیٰ بے حد مقبولیت نصیب ہوئی،

ملت اسلامیہ کے تمام طبقات نے اسے قدر کی نگاہ سے دیکھا، اخبارات و جرائد نے جان دار تبصرے کیے اور اہل علم نے اپنے گراں قدر تأثرات سے نوازا--- مختصر مدت میں کتاب ہاتھوں ہاتھ نکل گئی، احباب کے تقاضا پر اشاعت نو کا ارادہ ہوا، تو خیال آیا کہ چند مزید مباحث کا اضافہ کر دیا جائے---"باب مدینۃ العلم کرم اللہ وجہہ الکریم" کے روحانی تصرف سے قلم چلتا گیا اور بحمدہ تعالیٰ کم و بیش ڈیڑھ سو صفحات مزید بڑھ گئے--- ہم نے کتاب کے حسن اور اس کی داخلی ترتیب کو بہتر بنانے کی اپنی سی کوشش کی--- عربی عبارات، خصوصاً آیات و احادیث کو اعراب سے مزین کرنے کا اہتمام کیا اور یوں بحمد اللہ تعالیٰ یہ نیا ایڈیشن نئی آب و تاب کے ساتھ پیش کیا گیا، جسے بے حد پسند کیا گیا--- اب چند مفید اضافوں کے ساتھ نیا ایڈیشن پیش خدمت ہے---

کتاب چار ابواب پر مشتمل ہے--- پہلے باب "شخصیت" میں آپ کے ابتدائی حالات، اشاعت اسلام کے لیے خدمات، فضائل و مناقب، اخلاق و کردار، عشق رسول، عبادت و ریاضت، شجاعت و بسالت، فہم کتاب و سنت، ذوقِ شعر و سخن، قضا اور فیصلہ کی قوت، حاضر جوابی، مختلف علوم میں مہارت، دورِ خلافت اور شہادت کا بیان ہے، نیز آپ کے حکمت و موعظت سے بھرپور ملفوظات طیبات کا انتخاب بھی پیش کیا گیا ہے---

دوسرے باب میں خلفاء راشدین کے ساتھ آپ کے تعلق اور باہمی عقیدت و محبت کو واضح کیا گیا ہے، جس سے اہل فہم کو اس امر کا بہ خوبی اندازہ ہو سکے گا کہ صحابۂ کرام اور اہل بیت اطہار (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ کی تصویر، سراپا محبت اور پیکر مہر و مودّت تھے---

تیسرے باب کا عنوان ہے "چمنستانِ کرم"--- اس میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی رفیقۂ حیات، جگر گوشۂ رسول، سیدۂ بتول، خاتون جنت، حضرت سیدہ

فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا اور آپ کے جلیل القدر شاہزادگان حضرت امام حسن مجتبیٰ اور سید الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما اور سانحہ کربلا میں برابر کی شریک، حیدر کرار رضی اللہ عنہ کی پیکر جرأت و استقامت شہزادی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا تذکرۂ جلیلہ ہے، نیز امام عالی مقام شہید کربلا رضی اللہ عنہ کے جگر گوشہ اور آپ کی نسبی و روحانی عظمتوں کے امین سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کا ذکر جمیل بھی شامل کر دیا گیا ہے---

جب کہ چوتھے اور آخری باب میں اہل بیت کرام کے فضائل و مناقب اور حب اہل بیت کی اہمیت کا بیان ہے---

کتاب کے آخر میں کتاب، مصنف، مطبع، جلد اور صفحہ نمبر کی تفصیل کے ساتھ مکمل حوالہ جات پیش کیے گئے ہیں--- اسی طرح مصادر و مراجع کے عنوان سے محولہ کتب کی فہرست بھی شامل کر دی گئی ہے---

اس پُر آشوب دور میں شاہ کار رسالت، محبّ رسول، زوج بتول اور اسلام کی نابغۂ روزگار شخصیت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اخلاق و کردار اور ملفوظات طیبات کو مد نظر رکھنا، ان پر عمل پیرا ہونا اور انہیں حرز جاں بنانا نہایت ضروری ہے---

احقر ان تمام احباب کا شکر گزار ہے، جنہوں نے کتاب کی تحریر سے لے کر طباعت تک کے مراحل میں معاونت فرمائی---خصوصاً مولانا قاری محمد اسد اللہ نوری، مفتی محمد لطف اللہ نوری اشرفی، پروفیسر خلیل احمد نوری اور مولانا حافظ محمد عرفان اللہ اشرفی جنہوں نے کتاب کا بہ نظر غائر مطالعہ کیا اور مفید مشورے دیے---

حضرت مولانا غلام دستگیر قادری کریمی (منڈی احمد آباد) نے بعض اہم کتابیں عنایت فرمائیں--- قاری محمد فیض الکریم اشرفی اور مولانا حافظ نذیر احمد سیفی نے کمپوزنگ میں معاونت کی---عزیز القدر مولانا صاحبزادہ محمد فیض المصطفیٰ نوری نے کمپوزنگ سے طباعت تک کے تمام مراحل کو خوش اسلوبی سے نبھایا---عزیزم

محمد ساجد نوری نے حروف خوانی کے علاوہ مآخذ و مراجع کی فہرست بھی مرتب کی---
علامہ محمد منشاء تابش قصوری اور علامہ احمد علی قصوری حوصلہ افزائی کرتے رہے، جب کہ
مولانا عزیز احمد نوری (لاہور) اور مولانا محمد یوسف نوری نے طباعتی امور میں معاونت کی---
نیز وہ معزز کرم فرما احباب اور قارئین بھی میرے خصوصی شکریہ کے مستحق ہیں، جن کی
محبتیں اور دعائیں احقر کے شامل حال رہیں--- اللہ تعالیٰ جملہ معاونین کو برکات و
سعادت دارین سے نوازے---

اسلام سے دوری، بے راہ روی، مادہ پرستی اور جہالت کی تاریکی میں ڈوبے ہوئے،
حقیقی علم سے غفلت کے اس عہد میں "باب مدینۃ العلم" کی طرف رجوع اور آپ کی
تعلیمات پر عمل سے ہی ہم منزل مقصود پا کر حقیقی فلاح حاصل کر سکتے ہیں---

اللہ تعالیٰ جل و علا ہمیں اہل بیت اطہار اور صحابہ کرام کی غلامی اور ان کے نقش قدم پر
چلنے کی سعادت بخشے، ان کے صدقے دنیا و آخرت کی زندگی میں سرخ رو فرمائے اور
اس ملک کو امن و سکون کا گہوارہ بنائے---

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ
و علٰی آلہ و اصحابہ اجمعین

محمد محبّ اللہ نوری
۱۲؍ جمادی الاخریٰ، ۱۴۲۱ھ
۱۱؍ اگست ۲۰۰۳ء

مرتضیٰ، مشکل کشا، مولیٰ علی

(پیش لفظ طبع اوّل سے اقتباس)

کتاب کی آخری سطور لکھ رہا تھا کہ سیدی و ابی حضرت فقیہ اعظم قدس سرہ العزیز کے مرید خاص محترم چودھری محمد اسحاق نوری مدنی نے لاہور سے بذریعہ فون عراق اور شام کے راستے مدینہ منورہ کی حاضری کی نوید جاں فزا سنائی --- چناں چہ ہم بحمد اللہ تعالیٰ ۲۳ر دسمبر ۱۹۹۷ء کو لاہور سے روانہ ہوئے، ایک ہفتہ عراق، ایک ہفتہ دمشق اور دو ہفتے حجاز مقدس، مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں حاضر رہے اور متعدد انبیاء کرام علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام، اہل بیت اطہار، صحابۂ کبار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہوں میں شرف نیاز حاصل رہا --- اس دفعہ صرف حاضریٔ حرمین شریفین کا پروگرام تھا، مگر نجف اشرف، کربلائے معلی، بغداد شریف اور شام کی زیارات کرم بالائے کرم اور بارگاہ مرتضوی میں اس ہدیۂ عقیدت کی قبولیت کی بشارت ہے---

اسی سال (۱۴۱۸ھ) سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ پر میری کتاب ''ورفعنا لك ذكرك کا ہے سایہ تجھ پر'' شائع ہوئی ہے--- یقین محکم ہے کہ بارگاہ غوثیت مآب کی عنایات بھی شامل ہیں--- فللہ الحمد و المنة

محمد محبّ اللہ نوری

۲۷ر رمضان کریم ۱۴۱۸ھ

فہرست

اجمالی فہرست

فہرست

سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ ۳۳۳

✿✿✿✿✿

مسلمِ اوّل شہِ مرداں علی
عشق را سرمایۂ ایماں علی

[علامہ اقبال]

بابِ مدینۃ العلم

ذِكْرُ عَلِيٍّ عِبَادَةٌ

''علی مرتضیٰ کا ذکر عبادت ہے'' ---

[تاریخ دمشق الکبیر، جلد ۴۵، صفحہ ۲۷۱]

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْعَلِیِّ الْاَعْلٰی وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ حَبِیْبِنَا رَسُوْلِہِ الْمُصْطَفَی الْمُعَلّٰی وَ عَلٰی خُلَفَائِہٖ اُولِی الصِّدْقِ وَ الصَّفَا خُصُوْصاً عَلٰی بَابِ مَدِیْنَۃِ الْعِلْمِ وَ الْحِکْمَۃِ وَ الْھُدٰی مَوْلَانَا اَبِی الْحَسَنِ وَ الْحُسَیْنِ عَلِیِّ نِ الْمُرْتَضٰی وَ عَلٰی جَمِیْعِ الْاٰلِ ذَوِی الْمَجْدِ وَ الْعُلٰی وَ سَائِرِ الْاَصْحَابِ التُّقٰی وَ النُّقٰی وَ مَنْ تَبِعَھُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الْجَزَاء

اللہ تعالیٰ ہی کے نام سے (شروع کرتا ہوں)
جو نہایت رحم فرمانے والا، بہت مہربان ہے

"سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے جو اعلیٰ و بالا ہے اور درود و سلام ہمارے سردار اور ہمارے حبیب، اللہ کے رسول (حضرت) محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر، جن کا مرتبہ بہت بلند کیا گیا ہے اور آپ کے خلفاء (راشدین رضی اللہ عنہم) پر جو صاحب صدق و صفا ہیں---بالخصوص مدینۂ علم و حکمت و ہدایت کے دروازے، ہمارے مولا، امام حسن و امام حسین کے والد گرامی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر اور درود و سلام ہو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت و بلندی والی تمام آل اور تقویٰ و پاکیزگی والے تمام اصحاب پر اور تا قیامت نیکی اور بھلائی کے کاموں میں ان کے نقش قدم پہ چلنے والوں پر"---

شخصیت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

عَلِیٌّ مِنِّیْ وَ اَنَا مِنْ عَلِیٍّ

''علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں''---

[سنن ترمذی، کتاب المناقب، حدیث ۳۷۱۹]

رات اپنی سیاہ زلفیں بکھیرے ہوئے تھی--- ہر طرف سناٹا چھایا تھا--- چارسو خاموشی کا پہرا تھا---لوگ محوخواب تھے---پچھلی رات کا وقت تھا--- انوار و تجلیات کا سماں تھا---رحمتِ الٰہیہ کا نزول ہو رہا تھا---کہیں سے مسلسل صدا آ رہی تھی---

''بار الٰہا! نبی آخر الزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی قریبی عزیز کی زیارت کرادے''---

یہ زاہدِ یمن، کتب سابقہ کے عالم مثرم بن دعیب کے دعائیہ الفاظ تھے---

❁❁❁

شہ سوار مشرق کی آمد کا غلغلہ بلند ہوا--- چاند نے اپنی ردا سمیٹی---ستارے اپنی محفل برخاست کر گئے---سورج کی کرنیں عالم کو منور کرنے لگیں اور ہوا کے

جھونکوں میں آفتاب کی حدت رچ بس گئی--- ادھر ابو طالب کسی ضروری کام سے یمن روانہ ہو رہے ہیں--- مکہ کی سنگلاخ اور پتھریلی زمین پر چلتے ہوئے، تپتے صحراؤں سے گزرتے ہوئے، طویل سفر کی صعوبتیں برداشت کر کے ایک عرصہ بعد یمن پہنچتے ہیں---

❁❁❁

مثرم اپنی عبادت گاہ میں مجسمۂ حیرت بنا ہوا تھا---وہ سوچ رہا تھا کہ یہ دنیا فانی ہے--- یہاں جو آیا ہے، اسے کوچ کرنا ہے--- زندگی کے آخری لمحات سے گزر رہا ہوں اور پھر اب تو میری عمر بھی ایک سو نوے (۱۹۰) سال ہو چکی ہے---میری دعا قبول ہو گی بھی یا نہیں؟---آخر وہ دن کب آئے گا، جب میری دعا ثمر بار ہو گی؟--- اس کے ذہن میں ایسے ہی بے شمار سوال کروٹ لے رہے تھے---

❁❁❁

جناب ابو طالب نے جہاں دوسرے شرفاء یمن سے ملاقاتیں کیں، وہاں مثرم کی زیارت کے لیے اس کی عبادت گاہ بھی گئے---مثرم نے پوچھا: کہاں سے آئے ہو؟---

''مکہ سے آیا ہوں''---

''کس قبیلے سے تعلق رکھتے ہو؟''---مثرم نے دوسرا سوال کیا---

''بنی ہاشم بن عبد مناف سے''---

مثرم کو شاید اپنی دعا کی قبولیت کا احساس ہونے لگا تھا، تبھی تو اس نے ابو طالب کی پیشانی کو چومتے ہوئے کہا:

''ذرا اپنا نام تو بتائیں''---

''میں ابو طالب بن عبد المطلب ہوں''---

اب تو مثرم کو اپنی دعا کی قبولیت، یقین کے سانچے میں ڈھلتے ہوئے دکھائی دینے لگی تھی---اس نے بات جاری رکھتے ہوئے، خوش خبری دی---

''میں نے کتب سابقہ میں پڑھا ہے کہ عبدالمطلب کی اولاد سے دو لڑکے پیدا ہوں گے، ایک نبی آخرالزماں ہوگا، جن کے باپ کا نام عبداللہ ہوگا---ان کی پیدائش سے تیس سال بعد دوسرے لڑکے کی پیدائش ہوگی، جس کے باپ کو لوگ ابوطالب کے نام سے پکارتے ہوں گے اور وہ لڑکا کامل ولی ہوگا''---

مثرم ایک ہی سانس میں سب کچھ کہہ گیا اور پھر تفصیل پوچھتے ہوئے گویا ہوا:

''کیا عبداللہ کے ہاں لڑکا پیدا ہوگیا ہے؟''---

''کیوں نہیں! ان کی تو عمر بھی انتیس (۲۹) سال ہوگئی ہے اور ان کا نام ''محمد'' ہے''---ابوطالب نے وضاحت کے ساتھ جواب دیا---

''تو پھر مبارک ہو، تمہیں اسی سال وہ فرزند دل بند عطا ہوگا جو امام المتقین اور پیشوائے مومنین ہوگا--- یہاں سے جب واپس پہنچو، تو حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو میرا سلام عقیدت پیش کرنے کے بعد عرض کرنا کہ مثرم آپ کے نیازمندوں میں سے ہے---اللہ تعالیٰ کو واحد اور آپ کو اس کا آخری نبی مانتا ہے اور جب تمہارے ہاں وہ لڑکا پیدا ہو تو اسے بھی میری طرف سے سلام شوق پیش کرنا''---

مثرم نے فرط عقیدت اور نہایت محبت آمیز لہجے میں کہا---

''آخر آپ کی بات کا کیسے یقین کرلوں؟---کوئی ایسی علامت ہو جس سے میں آپ کو صاحب کشف تسلیم کرسکوں''---

ابوطالب نے متردادانہ انداز میں کہا---

''آپ خود بتائیں کہ کس طرح آپ کی تسلی ہو سکتی ہے؟--- میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں گا اور مجھے یقین ہے کہ وہ مجھے شرم سار نہیں کرے گا''---

مثرم نے بڑے عزم اور یقین کے ساتھ کہا---

''تو پھر یہ درخت تر و تازہ ہو جائے''---

ابو طالب نے سامنے کھڑے انار کے خشک درخت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا---

مثرم نے دعا کی تو قدرت خداوندی کا یہ عجیب منظر نمودار ہوا کہ خشک درخت یکا یک سرسبز و شاداب اور ثمر آور ہو گیا---[۱]

ابو طالب نے یہ کرشمہ دیکھ کر نہایت پُر امید اور شاداں و فرحاں مکہ واپسی کا سفر شروع کر دیا---

❁❁❁

بہ کعبہ ولادت

صحن حرم میں حسب معمول آج بھی خاصی گہما گہمی تھی--- مرد و زن کعبۃ اللہ کے طواف میں مصروف تھے، کچھ کعبہ میں رکھے ہوئے، اپنے خود ساختہ ''خداؤں'' (بتوں) کے آگے کورنش بجالا رہے تھے اور اپنی پیشانیاں زمین پر رکھے گڑگڑا رہے تھے---

جناب ابو طالب کی اہلیہ فاطمہ بنت اسد بھی ان بتوں کو سلامی دینے کے لیے آگے بڑھیں، مگر کوشش اور خواہش کے باوجود جھک نہ سکیں--- حیرانی کے عالم میں سوچنے لگیں کہ آخر ماجرا کیا ہے؟--- ایک آدھ بار تو ایسا نہیں ہوا کہ اسے واہمہ قرار دیا جائے--- گزشتہ چند ماہ سے یہی ہو رہا ہے کہ وہ جب بھی بتوں کے آگے

جھکنے کا ارادہ کرتی ہیں، پیٹ کا بچہ جھکنے سے باز رکھتا ہے--- بچہ ایسی پوزیشن اختیار کر لیتا ہے کہ ہزار کوشش کے باوجود ان ''خداؤں'' کی تعظیم بجا نہیں لاسکتیں---[۲]

فاطمہ بنت اسد باہر نکل کر خانہ کعبہ کے طواف میں مشغول ہو جاتی ہیں، دو تین چکر ابھی باقی تھے کہ دردزہ کی شدت کے باعث طواف روک کر کعبہ کے اندر داخل ہو گئیں اور پھر وہاں وہ بچہ پیدا ہوا، جس کی بشارت مشرم نے دی تھی اور جس کی پیشانی والدہ کے پیٹ سے لے کر مرتے دم تک کبھی بتوں کے آگے سجدہ ریز نہ ہوئی تھی، مگر کائنات کے قلوب آج بھی عقیدت سے ان کے سامنے خمیدہ ہیں:

بنا اس واسطے اللہ کا گھر جائے پیدائش
کہ وہ اسلام کا کعبہ ہے یہ ایمان کا کعبہ [۳]

کعبہ میں پیدا ہونے والا یہ بچہ وہ تھا، جو بعد میں سرخیل اولیاء اور اہل تصوف کا پیشوا بنا، جسے کائنات آج ابوالحسن، حیدر کرار اور علی المرتضیٰ (کرم اللہ وجہہ الکریم) کے نام سے یاد کرتی ہے---

کعبہ میں ولادت علی رضی اللہ عنہ تواتر سے ثابت ہے

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی کعبہ میں ولادت کے بارے میں امام المحدثین حاکم نیشاپوری (م۴۰۵ھ) اپنی تحقیق یوں بیان کرتے ہیں:

فَقَدْ تَوَاتَرَتِ الْاَخْبَارُ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ اَسَدٍ وَلَدَتْ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ فِيْ جَوْفِ الْكَعْبَةِ---[۴]

''متواتر روایات سے ثابت ہے کہ فاطمہ بنت اسد نے امیر المومنین

کرم اللہ وجہہ الکریم کو کعبہ کے اندر جنم دیا"---

امام ذہبی نے حاکم کی اس تحقیق کو برقرار رکھا[۵] شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے بھی حاکم کے اس فیصلہ کن بیان کو نقل کیا ہے---[۶]

عالم عرب کے معروف مصنف عباس محمود عقاد رقم طراز ہیں:

وُلِدَ عَلِيٌّ فِيْ دَاخِلِ الْكَعْبَةِ---[۷]

"حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کعبہ میں پیدا ہوئے"---

تاریخ ولادت

آپ کی ولادت باسعادت بعثت نبوی سے دس سال پہلے رجب المرجب کے مہینے میں ہوئی---علامہ مومن شبلنجی لکھتے ہیں:

وُلِدَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ بِمَكَّةَ دَاخِلَ الْبَيْتِ الْحَرَامِ عَلٰى قَوْلٍ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ثَالِثَ عَشَرَ رَجَبَ الْحَرَامِ سَنَةَ ثَلَاثِيْنَ مِنْ عَامِ الْفِيْلِ قَبْلَ الْهِجْرَةِ بِثَلَاثٍ وَعِشْرِيْنَ سَنَةً وَقِيْلَ بِخَمْسٍ وَّعِشْرِيْنَ وَقَبْلَ الْمَبْعَثِ بِاثْنَى عَشَرَ سَنَةً وَقِيْلَ بِعَشَرِ سِنِيْنَ وَلَمْ يُوْلَدْ فِي الْبَيْتِ الْحَرَامِ قَبْلَهٗ اَحَدٌ سِوَاهُ---[۸]

"آپ رضی اللہ عنہ بیت اللہ شریف کے اندر جمعہ کے دن، ۱۳/رجب شریف، ۳۰ عام الفیل (چھٹی صدی عیسوی)، ہجرت نبوی سے تیئیس یا پچیس سال اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اظہار نبوت سے دس یا بارہ سال قبل پیدا ہوئے، آپ سے پہلے کسی شخص کو کعبہ میں پیدا ہونے کی سعادت نہیں ملی"---

گھٹی

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی ولادت ہوئی تو آپ کی والدہ فاطمہ بنت اسد نے آپ کو حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیا، آپ ﷺ نے اس نومولود کو ''علی'' کے نام سے موسوم فرمایا اور اپنے لعاب دہن کی گھٹی سے نوازا---حضرت علی کی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت اسد بیان کرتی ہیں:

لَمَّا وَلَدتُّهُ سَمَّاهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا وَ بَصَقَ فِي فِيْهِ ثُمَّ اَنَّهُ اَلْقَمَهُ لِسَانَهُ فَمَا زَالَ يَمُصُّهُ حَتّٰى نَامَ---[۹]

''جب میرے اس بچے کی ولادت ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام ''علی'' رکھا اور اس کے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور اپنی زبان مبارک نومولود کے منہ میں ڈالی، جسے چوستے چوستے وہ سو گیا''---

حضرت فاطمہ بنت اسد کا کہنا ہے کہ اگلے دن دودھ پلانے والی دائی کا انتظام کیا گیا مگر علی رضی اللہ عنہ نے اس کا اور کسی بھی دوسری عورت کا دودھ نہ پیا، بالآخر حضور ﷺ نے اپنی زبان چُسائی تو علی سکون سے سو گئے---پھر ایک عرصہ تک یہی معمول رہا---[۱۰]

کفالت وتربیت

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم پر اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا خصوصی انعام تھا کہ انہیں بچپن ہی سے رحمۃ للعالمین ﷺ کی آغوش رحمت وشفقت میں پرورش اور تربیت کی

سعادت میسر آئی --- اس کا ظاہری سبب یوں بنا کہ قریش قحط سالی کی وجہ سے سخت تنگ دستی کا شکار تھے، ابو طالب چوں کہ کثیر العیال تھے، ظاہر ہے انہیں مزید مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دوسرے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو، جو خوش حال تھے، مشورہ دیا کہ ہمیں ابو طالب کا بوجھ ہلکا کرنا چاہیے--- چناں چہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت جعفر اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی کفالت اپنے ذمہ لے لی---[۱۱]

یوں سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو اپنے بچپن سے لے کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال تک کم و بیش تیس سال کا عرصہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت و معیت میں رہنے کا شرف نصیب ہوا---

حسب ونسب

حضرت سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کا تعلق قریش مکہ کے ممتاز خاندان بنی ہاشم سے ہے--- یہ خاندان اپنی عالی نسبی، مہمان نوازی، شجاعت و جواں مردی اور زبان ولہجہ کے اعتبار سے تمام قبائل عرب میں امتیازی حیثیت کا حامل ہے--- حرم کعبہ کی خدمات، زم زم پلانے کے انتظامات اور اس کی نگرانی کے علاوہ حجاج کی رہنمائی اور راحت رسانی بھی اس خاندان کا محبوب مشغلہ تھا---

اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے محبوب اور آخری رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت اور بعثت مبارکہ نے اس خاندان کو چار دانگ عالم میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے معزز وممتاز بنا دیا---

حضرت علی مرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم نجیب الطرفین ہاشمی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سگے چچازاد بھائی ہیں، آپ کا شجرۂ نسب اس طرح ہے:

علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک ---[۱۲]

سیدنا علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم کو خاندانی اعتبار سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بہت زیادہ قرب ہے، آپ کے دادا وہی ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جد امجد ہیں---

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پردادا

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پردادا حضرت ہاشم بڑی عزت وشوکت کے مالک تھے--- اصلی نام عمرو تھا--- یہ انتہائی باصلاحیت، بڑے بہادر اور صاحب جود وسخا تھے--- اونٹ کے گوشت کے شوربے میں روٹیوں کے ٹکڑے ڈال کر ثرید تیار کرا کے حاجیوں کی مہمان نوازی کرتے--- اپنے والد عبدمناف کے بعد کعبہ کے متولی و جانشین بنے، بڑے وجیہ اور حسین وجمیل تھے---[۱۳]

آپ نور محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے امین تھے، اس لیے چہرے سے نور کی شعاعیں نکلتیں[۱۴] مدینہ منورہ میں قبیلہ خزرج کے ایک سردار عمرو کی صاحبزادی سے ان کی شادی ہوئی--- تجارت کی غرض سے ملک شام جاتے ہوئے ''غزہ'' کے مقام پر[۱۵] پچیس سال کی عمر میں وفات ہوئی---[۱۶]

آپ کے چار صاحبزادے تھے[۱۷]، جن میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت علی کے دادا جان حضرت عبدالمطلب اور حضرت علی کے نانا جان جناب اسد کو بہت زیادہ شہرت ملی---

حضرت علی کے داداجان

حضرت علی کے داداجان حضرت عبدالمطلب کا اصلی نام شیبۃ الحمد ہے---
ان کی پرورش اپنے ننھیال کے ہاں مدینہ منورہ میں ہوئی تھی---[۱۸]

حاجیوں کے خورونوش کا انتظام بڑی خوبی سے انجام دیتے---عوام وخواص میں ان کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا---کعبہ شریف کے متولی تھے[۱۹] آپ موحد[۲۰] اور مستجاب الدعوات تھے---غارحرا میں کئی دنوں تک لگاتار اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے، خصوصاً رمضان المبارک کا مہینا یہاں اعتکاف میں رہ کر یادالٰہی میں مگن رہتے[۲۱] ان کی پیشانی نورنبوت سے چمکتی تھی، بدن سے کستوری کی مہک آتی تھی[۲۲] بچیوں کو زندہ درگور کرنے سے منع کرتے، شراب اور زنا کو حرام جانتے تھے---[۲۳]

آپ کو کامل یقین تھا کہ کعبۃ اللہ بڑی عظمتوں کا حامل اور اللہ تعالیٰ کا گھر ہے---
جس کا اندازہ اس گفتگو سے ہوتا ہے، جو آپ نے حبشہ کے بادشاہ ابرہہ سے کی---

ابرہہ نے جب کعبۃ اللہ کی اہانت کے ارادے سے مکہ مکرمہ پر حملہ کیا، تو اس کے سپاہی حضرت عبدالمطلب کے دوسو یا چارسو اونٹ بھگا کر لے گئے تھے---عبدالمطلب اس سلسلے میں گفتگو کے لیے گئے تو ابرہہ نے ان کو اپنے خیمے میں بلالیا---ابرہہ ان کی بلند قامت، رعب و دبدبہ حسن و جمال اور پیشانی سے چمکتے ہوئے نورنبوت کو دیکھ کر آپ کی شخصیت سے بے حد متاثر ہوا اور اپنے تخت سے اتر کر کھڑے ہو کر نہایت عزت و احترام کے ساتھ استقبال کیا اور اپنے برابر بٹھا کر تشریف آوری کا مقصد دریافت کیا---آپ نے اپنے اونٹوں کی بازیابی کی بات کی، تو وہ بولا:

''اس سوال نے میری نظروں میں تمہارا وقار کم کر دیا ہے، جانوروں کی کیا حقیقت؟--- میں تو تمہارے کعبہ کو منہدم کرنے آیا ہوں، اس کی تمہیں کوئی فکر نہیں؟---

حضرت عبدالمطلب نے فرمایا:

أَنَا رَبُّ الْإِبِلِ وَ إِنَّ لِلْبَيْتِ رَبًّا سَيَمْنَعُهُ---

''میں اونٹوں کا مالک ہوں (مجھے ان سے غرض ہے) اور البیت کا رب اپنے گھر کی خود مدافعت فرمالے گا''---

ابرہہ نے فرعونی لہجے میں کہا:

''میں کعبے کا نام ونشان مٹا دوں گا''---

آپ نے فرمایا:

''تم جانو اور ربِّ کعبہ جانے''---

ابرہہ نے تمام اونٹ واپس کر دیے--- گھر پہنچ کر آپ حرم کعبہ میں گئے اور بیت اللہ شریف کا حلقہ پکڑ کر انتہائی گریہ وزاری کے ساتھ بارگاہ الٰہی سے یوں دعا گو ہوئے:

لَاهُمَّ إِنَّ الْمَرْءَ يَمْنَعُ رَحْلَهُ فَامْنَعْ رِحَالَكْ

وَانْصُرْ عَلٰى آلِ الصَّلِيْبِ وَ عَابِدِيهِ اليوم آلك

''اے اللہ! ہر کوئی اپنے اپنے گھر کی حفاظت کرتا ہے تو بھی اپنے گھر کی حفاظت فرما اور صلیب اور صلیب کے پجاریوں (عیسائیوں) کے مقابلہ میں اپنے فرماں بردار بندوں کی مدد فرما''---

پھر چشم فلک نے وہ منظر دیکھا، جب ''ربّ البیت'' نے اپنے گھر کی حفاظت فرمائی اور ابابیلوں کی صورت ''میزائل'' بھیجے، جنہوں نے کنکریوں کی بارش کر کے ابرہہ اور

اس کے لشکر کو تہس نہس کر دیا، جس کا بیان سورۃ الفیل [۲۴] میں ہے---[۲۵]
اس واقعہ کے بعد لوگوں کی نظروں میں آپ کی عزت و عظمت مزید بڑھ گئی---
ایک سو بیس یا ایک سو چالیس سال کی عمر میں آپ کی وفات ہوئی---[۲۶]

حضرت علی کے والد، جناب ابو طالب

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے والد کا نام عبد مناف ہے، بعض نے ان کا نام عمران بھی لکھا ہے، لیکن یہ اپنی کنیت ابو طالب کے ساتھ مشہور ہیں---عمر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ۳۵ برس بڑے تھے--- جناب ابو طالب اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد گرامی حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ دونوں سگے بھائی تھے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دادا جان حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ کی کفالت میں تھے، ان کا وصال ہوا تو حسب وصیت یہ سعادت جناب ابو طالب کے حصہ میں آئی---[۲۷]

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بچپن کی پیاری پیاری اداؤں اور نیک خصلتوں نے جناب ابو طالب کو ایسا گرویدہ بنا دیا کہ وہ ہمیشہ آپ کو اپنے ساتھ رکھتے، اپنے ساتھ کھلاتے، پلاتے، اپنے پاس آپ کا بستر بچھاتے اور کبھی اپنی نظروں سے اوجھل نہ ہونے دیتے---[۲۸]

جناب ابو طالب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دلی محبت رکھتے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکات کے شاہد تھے---ایک بار عرب میں شدید قحط پڑ گیا، لوگ دانہ پانی نہ ملنے سے تڑپ تڑپ کر مر رہے تھے--- جانور گھاس اور پانی کے لیے ترس گئے--- سردارانِ عرب ابو طالب کے پاس آئے اور کہا:

''اے متولیٔ کعبہ! آپ بانیٔ کعبہ خلیل اللہ علیہ السلام کی نسل سے ہیں،

بارش کے لیے دعا کریں"---

آپ حضور ﷺ کو اپنے ساتھ لے کر حرم میں داخل ہوئے، حضور کو کعبۃ اللہ کی دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر بٹھا دیا اور خود دعا میں مشغول ہو گئے--- اسی اثناء میں حضور ﷺ نے اپنی انگشت مبارک کو آسمان کی طرف اٹھا دیا--- اچانک چاروں طرف سے بادل اُمڈ آئے اور بارانِ رحمت اس زور سے برسا کہ سرزمین عرب سیراب ہو گئی، جس سے قحط سالی، خوش حالی میں تبدیل ہو گئی---[۲۹]

جناب ابو طالب نے حضور ﷺ کی مدح میں طویل قصیدہ کہا، جس میں اس واقعہ کی طرف یوں اشارہ کیا:

وَأَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ
ثِمَالُ الْيَتَامٰى عِصْمَةٌ لِّلْأَرَامِلِ

"وہ ایسے گورے رنگ والے ہیں جن کے چہرۂ انور کے وسیلے سے بادل سے بارش طلب کی جاتی ہے، یتیموں کے سہارا اور بیواؤں کے سرپرست ونگہبان ہیں"---[۳۰]

الغرض! جناب ابو طالب نے نہایت شفقت ومحبت سے حضور ﷺ کی کفالت کی ذمہ داری انجام دی--- حضور ﷺ کے اعلان نبوت فرمانے کے بعد کفار کی تمام تر سازشوں، مزاحمتوں اور دھمکیوں کے باوجود حضور ﷺ کے اس شفیق چچا نے عمر بھر آپ ﷺ کی خدمت وحفاظت میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی--- بعثت نبوی کے دس برس بعد (اور ہجرت مدینہ سے تین سال قبل) جناب ابو طالب کا انتقال ہوا--- اسی سال ام المومنین حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے وصال فرمایا---[۳۱]

ان پے در پے صدمات کی وجہ سے جانِ عالم حضور ﷺ سخت غم گین ہوئے، اسی وجہ سے اس سال کو "عام الحزن" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے---

والدہ ماجدہ فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نجیب الطرفین ہاشمی ہیں۔ آپ کی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم وہ پہلی ہاشمی خاتون ہیں، جو ایک ہاشمی کے عقد میں آئیں اور ان کے ہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صورت میں ہاشمی صاحبزادے کا تولد ہوا---امام طبرانی لکھتے ہیں:

اِنَّهَا اَوَّلُ هَاشِمِيَّةٍ وَّلَدَتْ لِهَاشِمِيٍّ---[۳۲]

''فاطمہ بنت اسد، ہاشمی خاندان کی پہلی خاتون ہیں، جن کے بطن سے ایک ہاشمی پیدا ہوا''---

یہ وہ خوش بخت خاتون ہیں، جنہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ماں قرار دیا---انہیں اسلام اور ہجرت مدینہ کا شرف بھی نصیب ہوا---حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

جب حضرت علی کی والدہ ماجدہ کا وصال ہوا، تو رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے سرہانے بیٹھ گئے اور ان کا ذکر خیر کرتے ہوئے فرمایا:

رَحِمَكِ اللّٰهُ يَا اُمِّيْ بَعْدَ اُمِّيْ---

''اے فاطمہ بنت اسد! اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے، میری ماں کے بعد آپ میری ماں ہیں''---

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کفن میں تبرکاً اپنی چادر (اور بعض روایات میں اپنا کرتہ[۳۳]) عنایت فرمایا، قبر کی تیاری کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت اسامہ بن زید، حضرت ابوایوب انصاری، حضرت عمر بن خطاب اور اپنے غلام اسود (رضی اللہ عنہم) کو حکم دیا، انہوں نے کھدائی شروع کی--- جب لحد بنانے کا مرحلہ آیا تو سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اپنے دست مبارک سے مٹی نکال کر لحد کو درست فرمایا---[۳۴]

دعا بہ وسیلۂ انبیاء

حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کی قبر تیار ہو چکی، تو آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس میں لیٹ گئے، پھر آپ یوں گویا ہوئے:

''اللہ تعالیٰ حی و قیوم ہے، موت اور زندگی عطا کرنے والا وہی ہے---

اِغْفِرْ لِاُمِّیْ فَاطِمَۃَ بِنْتِ اَسَدٍ و وَسِّعْ عَلَیْھَا مَدْخَلَھَا بِحَقِّ نَبِیِّکَ وَ الْاَنْبِیَاءِ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِیْ فَاِنَّکَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ---[۳۵]

اے اللہ! میرے اور مجھ سے پہلے نبیوں کے وسیلہ سے میری ماں فاطمہ بنت اسد کی مغفرت فرما اور ان کی قبر کو (حد نگاہ تک) فراخ کر دے، بے شک تو ارحم الراحمین ہے''---

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبر سے باہر نکلے تو آپ کی چشمان مقدس سے آنسو بہہ رہے تھے---

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی:

حضور! آپ نے اس خاتون کے بارے میں جو کرم نوازی فرمائی ہے، ایسا معاملہ کسی اور کے ساتھ کبھی نہیں فرمایا، اس کا سبب کیا ہے؟---

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''میری والدہ کے بعد یہی میری ماں تھیں، ابو طالب جب دعوت کرتے اور گھر کے لوگوں کے ساتھ مجھے بھی شریک کرتے تو یہ خاتون میرے حصے کا کچھ کھانا بچا کر رکھ لیتیں، جسے میں پھر کسی وقت کھا لیا کرتا:

وَ اَنَّ جِبْرِیْلَ اَخْبَرَنِیْ عَنْ رَّبِّیْ اَنَّھَا مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ وَ اَخْبَرَنِیْ جِبْرِیْلُ اَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اَمَرَ سَبْعِیْنَ اَلْفًا مِّنَ الْمَلَائِکَۃِ یُصَلُّوْنَ عَلَیْھَا---[۳۶]

''اللہ تعالیٰ نے مجھے جبریل علیہ السلام کے ذریعے خبر دی ہے کہ یہ خاتون جنتی ہیں، نیز جبریل امین نے بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ستر ہزار فرشتوں کو حکم فرمایا ہے کہ فاطمہ بنت اسد پر درود بھیجیں--- (یعنی ان کے لیے دعائے رحمت و مغفرت کریں)''---

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چار تکبیروں کے ساتھ جنازہ کی نماز پڑھائی، پھر خود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عباس اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما کی معاونت سے انہیں قبر میں اتارا---[۳۷]

بھائی، بہن

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم چھ بہن بھائی تھے---

۱.....طالب
۲.....حضرت عقیل رضی اللہ عنہ
۳.....حضرت جعفر رضی اللہ عنہ
۴.....حضرت علی رضی اللہ عنہ
۵.....حضرت اُمّ ہانی رضی اللہ عنہا
۶.....حضرت جمانہ رضی اللہ عنہا

طالب

سب سے بڑے بھائی کا نام طالب تھا، اسی مناسبت سے ان کے والد کی کنیت ابوطالب ٹھہری--- طالب کو اسلام لانے کی توفیق نہ ہوسکی، یہ جنگ بدر کے موقع پر

لشکر کفار میں شامل تھا اور وہیں مارا گیا --- [۳۸]

حضرت عقیل رضی اللہ عنہ

دوسرے بھائی کا نام عقیل اور کنیت ابو یزید تھی، یہ صلح حدیبیہ سے پہلے مشرف بہ اسلام ہوئے اور غزوۂ موتہ میں شمولیت کی---

آپ قریش کے احوال و انساب کے بہت بڑے عالم تھے، ان مسائل میں لوگ ان کی طرف رجوع کرتے --- آپ بڑے حاضر جواب تھے --- حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے دور خلافت میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس چلے گئے تھے--- ایک دن انہوں نے کہا کہ اگر میں بہتر نہ ہوتا تو عقیل اپنے بھائی علی کو چھوڑ کر میرے پاس کیوں آتے؟ --- آپ نے فوراً جواب دیا:

اَخِیْ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ اَنْتَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دُنْیَایَ---

دینی حوالے سے میرے بھائی علی میرے لیے بہتر ہیں، جب کہ دنیوی مفاد کے اعتبار سے آپ بہتر ہیں، میں دنیا کو ترجیح دے کر آپ کے پاس آیا ہوں، خدا کرے میری عاقبت بالخیر ہو--- [۳۹]

حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کی وفات حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد میں ہوئی --- [۴۰]

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ

تیسرے بھائی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ ہیں، آپ کی کنیت ابو عبداللہ اور القاب الطیار

اور ذوالجناحین ہیں--- یہ سیرت وصورت کے لحاظ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ بہت زیادہ مشابہت رکھتے تھے--- انہیں غرباء ومساکین سے بڑا انس تھا اور ان کی خدمت وامداد کرتے، اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آپ کی کنیت ابوالمساکین رکھی--- آپ قدیم الاسلام ہیں، پچیس یا اکتیس افراد کے بعد دولت اسلام سے مشرف ہوئے---[۴۱]

قریش مکہ کے مظالم سے تنگ آ کر حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی اور وہاں نجاشی کے دربار میں اسلام کی حقانیت پر نہایت اعلیٰ تقریر کی، جس سے متاثر ہو کر شاہ حبشہ، نجاشی اور اس کے درباریوں نے اسلام قبول کر لیا---

بعد ازاں حبشہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے--- آپ نے تقریباً چالیس سال کی عمر میں جمادی الاولیٰ ۸ھ غزوۂ موتہ کے موقع پر جام شہادت نوش کیا[۴۲]، اس جنگ میں آپ بڑے جگرے سے لڑے، دشمنوں کی صفوں کے اندر گھس گئے، آپ کے دونوں بازو قلم ہو گئے اور جسم اقدس پر نوّے زخم آئے---

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جنت میں انہیں دونوں بازوؤں کے بدلے دو پر عطا فرمائے ہیں، جن سے وہ فرشتوں کے ساتھ پرواز کرتے ہیں[۴۳]، اسی لیے آپ کو ذوالجناحین ''دو پروں والے'' اور الطیار ''اڑنے والے'' کے القاب سے یاد کیا جاتا ہے---

عجیب اتفاق

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم چاروں بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے، اسی طرح آپ کی رفیقۂ حیات خاتون جنت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی چاروں صاحبزادیوں میں سب سے چھوٹی تھیں---

یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے بڑے بھائی طالب کی ولادت کے دس برس بعد دوسرے بھائی حضرت عقیل پیدا ہوئے، پھر عقیل کی ولادت کے دس برس بعد حضرت جعفر طیار پیدا ہوئے، پھر ان کی ولادت کے ٹھیک دس سال بعد حضرت مولا علی کی ولادت باسعادت ہوئی---[۴۴]

حضرت اُمّ ہانی رضی اللہ عنہا

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی دو حقیقی بہنیں تھیں:

۱......ام ہانی رضی اللہ عنہا ۲...... جمانہ رضی اللہ عنہا

ام ہانی کا نام فاختہ تھا--- فتح مکہ کے موقع پر مشرف بہ اسلام ہوئیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس موقع پر ان کے گھر چاشت کی آٹھ رکعتیں ادا فرمائیں اور ان کی سفارش پر ان کے سسرالی رشتہ داروں کو امان دی---[۴۵]

حضرت جمانہ رضی اللہ عنہا

آپ حضرت علی کی ہم شیر ہیں، ان کا نکاح ابوسفیان بن حارث بن عبد المطلب کے ساتھ ہوا--- جمانہ کے اسلام کے بارے میں اختلاف ہے، صحیح یہ ہے کہ آپ مشرف بہ اسلام ہوگئی تھیں---[۴۶]

❁❁❁❁❁

نام، کنیت، القاب، حلیہ

آپ کا نام نامی علی بن ابی طالب، القاب مرتضیٰ، اسد اللہ، حیدر کرار اور امیر المومنین ہیں---

علامہ حسین بن محمد دیار بکری نے احادیث مبارکہ کی رو سے یہ القاب تحریر کیے ہیں:

بَیْضَۃُ الْبَلْدَہْ (علاقہ کے بے تاج بادشاہ)، امین، شریف، ہادی، مہتدی، ذِیْ اُذُنٍ وَّاعِیَۃٍ (علم و حکمت کو محفوظ رکھنے والے) اور یَعْسُوْبُ الْاُمَّۃِ (امت کے سردار)---[۴۷]

خصوصی القاب

شبِ معراج اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا تذکرہ ان القاب سے کیا:

سَیِّدُ الْمُسْلِمِیْنَ، وَلِیُّ الْمُتَّقِیْنَ، قَائِدُ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِیْنَ---[۴۸]

''مسلمانوں کے سردار، مومنوں کے مددگار اور ایسی امت کے قائد کہ جن کے چہرے اور ہاتھ پاؤں قیامت کے دن چمکتے ہوں گے''---

آپ کی کنیت ابوالحسن، ابوالسبطین (دو شاہ زادوں کے باپ) اور ابوالریحانتین (دو نبوی پھولوں کے باپ، امام حسن اور امام حسین کے والد ماجد) اور پسندیدہ کنیت ابوتراب تھی---جب آپ کو اس کنیت سے پکارا جاتا تو بہت مسرور و شادماں ہوتے، کیوں کہ یہ انوکھا خطاب آپ کو بارگاہ نبوی سے مرحمت ہوا تھا---چنانچہ مروی ہے کہ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو مسجد نبوی میں سویا ہوا پایا، اس وقت آپ کے کندھے سے چادر سرکی ہوئی تھی اور کندھے خاک آلود تھے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے کندھوں سے مٹی جھاڑتے ہوئے فرمایا:

قُمْ اَبَا تُرَابٍ، قُمْ اَبَا تُرَاب---[۴۹]

''اے ابوتراب! (مٹی والے) اٹھیے، اے ابوتراب! اٹھیے''---

کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ

آپ کے اسم گرامی کے ساتھ کرم اللہ وجہہ (اللہ تعالیٰ آپ کا چہرہ مکرم کرے اور

آپ کو (مزید) عزت بخشے) کے دعائیہ الفاظ لکھے جاتے ہیں --- اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ عمر بھر کبھی کسی بت کے آگے سجدہ ریز نہیں ہوئے ---

ابن حجر ہیتمی لکھتے ہیں:

لَمْ یَعْبُدِ الْاَوْثَانَ قَطُّ لِصِغْرِہٖ اَیْ وَ مِنْ ثَمَّ یُقَالُ فِیْہِ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ --- [۵۰]

''آپ نے کبھی کسی بت کی پوجا نہیں کی، اس لیے آپ کے اسم گرامی کے ساتھ کہا جاتا ہے: کرّم اللّٰہ وجھہ'' ---

جب والدہ کے شکم اطہر میں تھے تو انہیں بھی کبھی بت کے آگے نہ جھکنے دیا ---

علامہ برخوردار ملتانی لکھتے ہیں:

وَ لِذٰلِكَ یُقَالُ عِنْدَ ذِکْرِہٖ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ اَیْ عَنْ اَنْ یَّسْجُدَ لِصَنَمٍ --- [۵۱]

''چوں کہ آپ نے اپنی پیشانی کسی بت کے آگے نہیں جھکائی، اسی وجہ سے آپ کو یہ دعا دی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے چہرہ (اور آپ کی ذات) کو مزید شرف و تکریم سے نوازے'' ---

ہے بے وجہ کیا کرّم اللہ وجہہ
نہ تھی جز خدا جبہہ سائی علی کی (رشک) [۵۲]

''کرم اللّٰہ وجھہ'' کہنے کا ایک سبب بعض اساتذہ کی زبانی یہ سنا کہ حضرت علی سے عداوت رکھنے والے خوارج اور دیگر لوگ آپ کا ذکر برے الفاظ میں کرتے اور (خاک بدہن قائل) یہ کہتے ''سوّد اللّٰہ وجھہ'' (اللہ ان کا چہرہ سیاہ کرے) تو جواباً اہل سنت نے آپ کے لیے ''کرم اللّٰہ وجھہ'' کے الفاظ کو رواج دیا ---

حلیہ

آپ کا رنگ سفیدی مائل گندمی --- آنکھیں خوب صورت، بڑی بڑی روشن اور سیاہ --- داڑھی مبارک گھنی --- بدن فربہ --- بازو پُر گوشت --- جسم گٹھا ہوا --- قد قدرے پست --- اور --- چاندی کی طرح چمکتی ہوئی صراحی دار گردن تھی --- چہرہ کیا تھا، گویا چودھویں رات کا چاند --- [۵۳]

وجاہت

حسن و جمال اور وجاہت کا یہ عالم تھا کہ زیارت کرنے والوں کی زبانوں پر بے ساختہ ذکر الٰہی جاری ہو جاتا --- گویا مولانا حسن رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر کا صحیح مصداق تھے:

دیکھنے والے کہا کرتے ہیں اللہ اللہ
یاد آتا ہے خدا دیکھ کے صورت تیری

محقق علی الاطلاق شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ حدیث مبارکہ ((اِذَا رُءُوْا ذُکِرَ اللّٰہُ))[۵۴] کی شرح میں بیان کرتے ہیں کہ آپ کرم اللہ وجہہ الکریم جب اپنے کاشانہ مبارکہ سے باہر تشریف لاتے اور لوگوں کی نگاہیں آپ کے چہرۂ اقدس پر پڑتیں تو بے ساختہ پکار اٹھتے:

لَا إِلٰـــہ إِلَّا اللّٰـہ مَـا أَشْرَفَ هٰذَا الْفَتٰـی

لا إلٰـــہ إِلَّا اللّٰـہ مَـا أَکْـرَمَ هٰذَا الفَتٰـی

لا إلٰـــہ إِلَّا اللّٰـہ مـا أَعْلَـمَ هٰذا الـفتٰـی

لا إلٰـــہ إِلَّا اللّٰـہ مـا أَشْجَعَ هٰذا الـفَتٰـی

یعنی کلمہ توحید کا ذکر کرتے جاتے اور کہتے جاتے:

''واہ! کس قدر صاحب عزّ و شرف ہے یہ جوان---کس قدر صاحب علم ہے یہ جوان---کتنا بہادر ہے یہ نوجوان''---[۵۵]

قبولِ اسلام

حافظ ابن اثیر اور حافظ ابن کثیر، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے قبول اسلام کے بارے میں ابن اسحاق کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں:

جس دن حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی، اس سے اگلے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ ایسے وقت آئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نماز [٥٦] ادا کر رہے تھے--- حضرت علی نے پوچھا یہ کیا معاملہ ہے؟---

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

یہ اللہ کا وہ دین ہے جسے اس نے اپنے لیے پسند فرمایا ہے، میں تمہیں اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے، اس کی عبادت کرنے اور لات وعزیٰ کے انکار کی دعوت دیتا ہوں---

حضرت علی نے کہا، یہ بات اس سے پہلے میں نے کبھی نہیں سنی، جب تک اپنے والد ابوطالب سے اس بارے میں مشورہ نہ کرلوں، فیصلہ نہیں کرسکتا---

رسول اللہ ﷺ علانیہ دعوت اسلام سے پہلے راز کے فاش ہونے کو ناپسند فرماتے تھے، چناں چہ آپ نے فرمایا:

اے علی! اگر تم ایمان نہیں لانا چاہتے تو اس امر کو مخفی رکھو---

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس رات توقف کیا، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں اسلام کو داخل کر دیا---صبح سویرے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی:

آپ نے مجھے کل کس چیز کی دعوت دی تھی؟---

حضور ﷺ نے فرمایا:

تم اس بات کی گواہی دو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ واحد ہے، کوئی اس کا شریک نہیں اور لات و عزیٰ وغیرہ بتوں کا انکار کرو اور اللہ تعالیٰ کے ہر شریک سے بیزاری اور براءت کا اظہار کرو---

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تعمیل حکم بجالاتے ہوئے اسلام قبول کر لیا اور کئی روز تک ابو طالب سے چھپ کر حضور ﷺ کے پاس آتے رہے اور حضور ﷺ کی منشا کے مطابق اپنے اسلام کو مخفی رکھا---[۵۷]

ایک دن حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے والد نے انہیں نماز پڑھتے ہوئے دیکھ لیا، پوچھا: بیٹے یہ کون سا دین ہے؟---

آپ نے کہا، ابا جان! میں اللہ اور اللہ کے رسول پر ایمان لا چکا ہوں، میں رسول اللہ ﷺ کے دین کی تصدیق کرتے ہوئے آپ کے اتباع اور معیت میں اللہ تعالیٰ کی عبادت بجالاتا ہوں---ابو طالب نے کہا:

اَمَا اِنَّہٗ لَمْ یَدْعُكَ اِلَّا اِلٰی خَیْرٍ فَالْزَمْہُ---[۵۸]

''وہ تمہیں اچھی بات کی طرف ہی بلاتے ہیں، لہٰذا اس پر قائم رہو''---

سب سے پہلے کس نے اسلام قبول کیا؟

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت پیر کے روز ہوئی اور میں نے (اگلے دن) منگل کو اسلام قبول کیا---[۵۹]

اس وقت آپ کی عمر دس سال تھی، بعض نے اس سے کم وبیش عمر کا ذکر بھی کیا ہے---[۶۰]

آپ نے اپنے قدیم الاسلام ہونے کا تذکرہ ان اشعار میں کیا ہے:

مُحَمَّدٌ النَّبِیُّ اَخِیْ وَصِهْرِیْ
وَحَمْزَةُ سَیِّدُ الشُّهَدَاءِ عَمِّیْ
وَجَعْفَرٌ الَّذِیْ یُضْحِیْ وَیُمْسِیْ
یَطِیْرُ مَعَ الْمَلَائِكَةِ ابْنُ اُمِّیْ
وَبِنْتُ مُحَمَّدٍ سَكَنِیْ وَعِرْسِیْ
مَشُوْبٌ لَّحْمُهَا بِدَمِیْ وَلَحْمِیْ
وَسِبْطَا اَحْمَدَ اِبْنَایَ مِنْهَا
فَمَنْ مِّنْكُمْ لَهٗ سَهْمٌ كَسَهْمِیْ
سَبَقْتُكُمْ اِلَی الْاِسْلَامِ طُرًّا
صَغِیْرًا مَّا بَلَغْتُ اَوَانَ حُلْمِیْ [۶۱]

''نبی کریم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے (چچازاد) بھائی اور سسر ہیں،

جب کہ سیّد الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ میرے چچاجان ہیں---

حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ جو صبح وشام فرشتوں کے ساتھ اڑ کر سیر کرتے رہتے ہیں،

میرے ماں جائے بھائی ہیں---

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحب زادی (حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا) میری اہلیہ اور میرا سکھ چین ہیں، ہم ''دو قالب یک جان'' ہیں---

ہمارے دونوں صاحب زادے (حسن و حسین رضی اللہ عنہما) احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے ہیں، بھلا تم میں کون ہے، جسے ان اعزازات و اکرامات میں سے اس قدر حصہ ملا ہو---

میں نے بچپن ہی میں اسلام قبول کر کے تم سب سے سبقت حاصل کر لی تھی، جب کہ میں ابھی اپنے سن بلوغ کو نہ پہنچا تھا''---

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

مسلمِ اوّل شہِ مرداں علی
عشق را سرمایۂ ایماں علی [۶۲]

سب سے پہلے اسلام کس نے قبول کیا؟ ---اس سلسلے میں متعدد روایات ہیں، جن میں تین نام بہت نمایاں ہیں---

۱ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

۲ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

۳ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

سراج الامۃ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے تمام روایات میں تطبیق کرتے ہوئے نہایت قرین قیاس اور مبنی بر انصاف بات کہی ہے، آپ فرماتے ہیں:

مردوں میں سب سے پہلے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، عورتوں میں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اور بچوں میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا---[۶۳]

❁❁❁❁❁

اشاعت اسلام

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کفالت میں رہتے ہوئے بچپن ہی سے مشرف با سلام ہو گئے تھے--- اشاعت اسلام کے سلسلے میں اپنی صغر سنی کے باوجود قدم قدم پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہے---

دعوتِ اسلام

جب اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے قریب ترین رشتہ داروں کو دعوت اسلام دینے کا حکم دیا اور یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی:

﴿وَ اَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ﴾---[۶۴]

''اور (اے محبوب!) اپنے قریب ترین رشتہ داروں کو ڈرائیے''---

تو آپ ﷺ نے بنی عبدالمطلب کو کھانے پر بلایا--- اس وقت حضرت علی کی عمر کوئی چودہ برس ہوگی---کم سنی کے باوجود حضور ﷺ نے دعوت کا انتظام و انصرام آپ کے ذمہ لگایا--- حضور ﷺ کی ہدایت کے مطابق آپ نے ایک صاع (تقریباً چار کلو) غلہ، بکری کی ایک دستی اور دودھ کا پیالہ مہیا کیا--- دعوت میں خاندان سے کم و بیش چالیس افراد شریک ہوئے، جن میں ابو طالب، حمزہ، عباس اور ابولہب شامل تھے (یہ چاروں حضور ﷺ کے چچا ہیں)---

حضور ﷺ نے گوشت کا ٹکڑا لیا اور دندان مبارک سے اسے چیر کر اسی پیالہ میں رکھ دیا اور فرمایا:

اللہ کا نام لے کر کھاؤ---

چناں چہ اسی ایک پیالہ گوشت سے سب سیر ہو گئے اور کچھ گوشت بچ بھی رہا، حالاں کہ وہ صرف ایک شخص کے لیے کافی تھا---پھر آپ ﷺ کے حکم سے دودھ کا پیالہ پیش کیا، پیالہ میں موجود دودھ ایک آدمی بآسانی پی سکتا تھا---مگر (حضور ﷺ کی برکت سے) چالیس افراد اسی ایک پیالہ سے سیر ہو گئے---

طعام سے فراغت کے بعد حضور ﷺ نے کچھ فرمانا چاہا تو ابولہب نے کہا:

لوگو! اٹھو، محمد (ﷺ) نے آج تمہارے کھانے پر جادو کر دیا ہے، ایسا جادو تو کبھی نہ دیکھا تھا، یہ سنتے ہی لوگ چلے گئے---

اگلے روز پھر حضور ﷺ نے حضرت علی کو اسی طرح کھانا تیار کرنے کا حکم دیا، سب لوگ جمع ہوئے، جب کھانے سے فارغ ہو گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''اے بنی عبد المطلب! اللہ کی قسم، میں تمہارے سامنے دنیا و آخرت کی بہترین نعمت پیش کرتا ہوں''---[۶۵]

دوسری روایت میں ہے، آپ ﷺ نے مزید فرمایا:

''بتاؤ، اس مشن میں کون میرا دست و بازو بنتا ہے''---

تمام مجلس میں سناٹا چھا گیا، صرف حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے جواب دیا:

''گو میں سب سے کم عمر ہوں، مجھے آشوب چشم ہے، میری ٹانگیں کم زور اور پتلی ہیں، تاہم میں آپ کا معاون و مددگار بنوں گا''---[۶۶]

بت شکنی

رسول اللہ ﷺ تمام تر مزاحمتوں کے باوجود دعوت و اشاعت اسلام میں کوشاں رہے، آپ قریش مکہ کی بت پرستی سے سخت نفرت کرتے تھے---جس کا عملی مظاہرہ آپ نے ایک بار کعبۃ اللہ میں رکھے ہوئے بتوں کو توڑ کر فرمایا--- بت شکنی کی اس مہم میں حضرت علی بھی آپ کے معاون تھے---چناں چہ مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے مروی ہے:

ایک دن رسول اللہ ﷺ کی معیت میں تھا، ہم گھر سے نکل کر کعبہ کے دروازے پر آئے، حضور ﷺ میرے کندھے پر سوار ہوئے مگر پھر میری کم زوری محسوس فرماتے ہوئے نیچے اتر آئے اور مجھے اپنے کندھے پر سوار کر لیا---

یُخَیَّلُ اِلَیَّ اَنِّیْ لَوْ شِئْتُ لَنِلْتُ اُفُقَ السَّمَاءِ---

''مجھے ایسا لگا کہ اتنا اونچا ہو رہا ہوں کہ چاہوں تو آسمان کے کنارے کو چھو لوں''---

اس طرح میں کعبہ کی چھت تک پہنچ گیا اور وہاں موجود پیتل یا تانبے کے بنے ہوئے بت کو اکھیڑ دیا---حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اسے نیچے گرا دو، میں نے گرایا تو وہ شیشے کی طرح چکنا چور ہو گیا---پھر ہم دونوں (میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تیز تیز چل کر چھپتے ہوئے گھر آ گئے کہ کوئی ہمیں دیکھ نہ لے"---[۶۷]

علامہ حلبی لکھتے ہیں:

وَ هٰذَا يَدُلُّ عَلٰى اَنَّ ذٰلِكَ لَمْ يَكُنْ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ---[۶۸]

"حدیث کے آخری الفاظ سے ظاہر ہے کہ یہ واقعہ فتح مکہ کے موقع پر پیش نہیں آیا"---بلکہ مکی زندگی کا ہے---

اس طرح کا ایک واقعہ فتح مکہ کے دن پیش آیا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کندھوں پر سوار ہونے کا اعزاز نصیب ہوا---شیخ محقق قدس سرہ العزیز لکھتے ہیں:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی، حضور! آپ میرے کندھے پر سوار ہو کر (ہبل نامی) بت اتار دیں، فرمایا:

یا علی! ترا طاقت برداشت بار نبوت نیست---

"علی! تو بار نبوت برداشت کرنے کا متحمل نہیں"---

حضرت علی تعمیل حکم بجالائے---

حضرت علی شانۂ اقدس پر سوار تھے، تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا:

علی! بتاؤ، کیا محسوس کر رہے ہو؟---عرض کی:

یارسول اللہ! چناں می بینم کہ حجب مکشوف شدہ گویا سرِ من بساقِ عرش

رسیدہ است و بہر چہ دست دراز می کنم بدست من می آید---

''یارسول اللہ! تمام حجابات اٹھ چکے ہیں، گویا میرا سر عرش تک پہنچ چکا ہے اور جو چیز چاہوں، پکڑ سکتا ہوں''---

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

تو کتنا خوش بخت ہے کہ اس وقت حق کے کام میں مصروف ہے اور میں کس اچھے حال میں ہوں کہ میں نے بارِ حق اٹھا رکھا ہے---

حضرت علی رضی اللہ عنہ بت کو گرا چکے تو ادب مصطفٰی کا لحاظ کرتے ہوئے فوراً نیچے کود پڑے اور تبسم فرمایا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وجہ پوچھی تو عرض کی:

یارسول اللہ! میں کیوں نہ مسکراؤں، اتنے بلند مقام سے چھلانگ لگائی ہے مگر کوئی چوٹ نہیں آئی---فرمایا:

علی! تجھے چوٹ کیوں کر آتی، جب کہ اٹھانے والے رسول اللہ اور نیچے اتارنے والے جبریل تھے---[۶۹]

ہجرت

رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے تبلیغ اسلام کا کام شروع کیا، تو قریش مکہ نے سخت مزاحمت کی، کم زور صحابہ چھپ کر عبادت کرتے اور اپنا ایمان مخفی رکھتے --- اللہ جل جلالہ کی نصرت و حمایت، حضور ﷺ کے شامل حال رہی اور حلقہ بہ گوش اسلام ہونے والوں کی تعداد میں روز افزوں اضافہ ہوتا رہا--- جوں جوں اسلام کا حلقہ وسیع ہوتا گیا، کفار کی مخالفت بھی اپنے شباب پر پہنچتی چلی گئی --- اس اثنا میں

کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حبشہ کی طرف ہجرت کی---بعدازاں جب بیعت عقبہ اولی اور ثانیہ کے موقع پر اہل مدینہ کے دو بڑے قبیلوں ''اوس'' اور ''خزرج'' نے اسلام قبول کیا تو اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کی--- مکہ مکرمہ میں صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت علی رضی اللہ عنہما رہ گئے یا وہ مسلمان جو انتہائی ضعیف تھے یا کفار کے نرغے میں محبوس تھے---[۷۰]

مولا علی رضی اللہ عنہ بستر رسول پر

دارالندوہ میں قریش مکہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف اتفاق رائے سے سازش تیار کی، طے پایا کہ تمام قبائل میں سے منتخب تنومند نوجوان شمشیر بکف کاشانہ نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا محاصرہ کرلیں اور جوں ہی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برآمد ہوں، یک بارگی حملہ کر کے شہید کر دیں تا کہ ان کے انقلابی منصوبے کا خاتمہ ہو جائے اور نئے دین کے پنپنے کے امکانات ہی معدوم ہو جائیں--- جبریل امین علیہ السلام نے بارگاہِ نبوی میں حاضر ہو کر کفار کے منصوبہ سے آگاہ کیا اور کہا کہ آپ رات کو اپنے مکان پر قیام نہ فرمائیں---

اس پُرخطر ماحول میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم میرے بستر پر سو جاؤ، تمہیں کوئی گزند نہیں پہنچا سکے گا---

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی سبز چادر، جس میں آپ سویا کرتے تھے، حضرت علی کو اوڑھا دی، مکان کے دروازے پر کفار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حملہ آور ہونے کے لیے پوری تیاری کے ساتھ مستعد ہو کر کھڑے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مٹھی بھر خاک اٹھائی اور ان کفار کے سروں پر پھینکی اور سورۂ یٰس کی ابتدائی نو آیات کی تلاوت کرتے ہوئے باہر تشریف لائے،

آخری آیت میں کفار کی کیفیت کی طرف اشارہ ہے:

فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ---[۷۱]

''پھر ہم نے ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا، پس وہ کچھ نہیں دیکھ سکتے''---

آپ کے باہر تشریف لے جانے کے بعد کسی نے ان کفار سے پوچھا، کس کا انتظار کررہے ہو؟---

انہوں نے کہا، محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا---اس نے کہا:

نامرادو! محمد تو تمہارے سروں پر مٹی ڈالتے ہوئے باہر نکل کر اپنے کام پر روانہ ہو چکے ہیں---انھوں نے اندر جھانک کر (حضرت علی رضی اللہ عنہ کو، جو سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بستر پر چادر تانے سو رہے تھے) دیکھا تو یہی سمجھا کہ حضور لیٹے ہوئے ہیں اور مطمئن ہو گئے---جب صبح ہوئی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ بستر سے اٹھے، انہیں دیکھا تو کفار خائب و خاسر ہو کر واپس چلے گئے---[۷۲]

جاں نثاری

شب ہجرت بستر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا لیٹنا خود کو موت کی دعوت دینے کے مترادف تھا---انھیں علم تھا، چاروں طرف دشمن بکھرے ہوئے ہیں اور کسی بھی لمحے اندر آ کر انھیں قتل کر سکتے ہیں---مگر انھوں نے ممکنہ اندیشوں اور ہر قسم کے خطرات سے بے نیاز ہو کر چادر تانی اور بستر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر میٹھی نیند سو گئے---

اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل و حضرت میکائیل علیہما السلام سے فرمایا:

''تم دونوں کو میں نے ایک دوسرے کا بھائی بنایا ہے، البتہ ایک کی عمر دوسرے سے کم رکھی ہے، اب تم میں سے کون ہے جو اپنے بھائی کے لیے ایثار کرے اور اپنی عمر کا حصہ اسے دے دے--- دونوں میں سے کوئی بھی ایثار کرنے اور اپنی عمر دوسرے کو دینے کے لیے تیار نہ ہوا''---

اللہ عزوجل نے ان سے فرمایا:

''تم دونوں میں سے کسی نے بھی ایثار کا راستہ اختیار نہیں کیا، اپنی اپنی ذات ہی کو ترجیح دی ہے، لیکن میرے علی کو دیکھو، میں نے اپنے نبی اور اس کے درمیان اخوت کا رشتہ قائم کیا تھا، اس نے اس رشتے کا حق ادا کر دیا ہے اور اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر میرے نبی کے بستر پر سو گیا ہے--- اسے کوئی پروا نہیں کہ دشمن اندر آ کر اسے قتل کر دیں گے--- اب جب کہ تم دونوں نے ایثار نہیں کیا، علی (رضی اللہ عنہ) کے پاس جاؤ، جس نے ایثار کیا ہے اور اس کا جا کر پہرہ دو''---

حضرت جبریل و حضرت میکائیل علیہما السلام، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئے، حضرت جبریل سرہانے اور حضرت میکائیل پائنتی کی طرف کھڑے ہو گئے، پیار سے انہیں دیکھا اور ان الفاظ میں خراجِ عقیدت پیش کیا:

بَخٍ بَخٍ ! مَنْ مِثْلُكَ یا ابنَ اَبِیْ طَالِبٍ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی یُبَاهِیْ بِكَ عَلٰی مَلَائِکَتِهٖ---

''مرحبا اے علی! آپ کی مثل کون ہو سکتا ہے؟ آپ سوئے ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کے سامنے آپ پر فخر فرما رہا ہے''---

ادھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ہجرت مدینہ کے لیے

روانہ ہو چکے تھے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی:

وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ---[۴۳]

''اور (اس کے برعکس) لوگوں میں کوئی شخص ایسا بھی ہوتا ہے جو اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے اپنی جان بھی بیچ ڈالتا ہے''---[۴۴]

شب ہجرت تلواروں کے سائے میں بستر رسول پر مزے کی نیند سونا، حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی سے انتہا درجے کی عقیدت و محبت اور جاں نثاری کا جذبہ تھا--- انہیں اپنی جان کی فکر نہ تھی، تعمیل حکم نبوی اور خوش نودیٔ خدا اور رسول (جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہی ان کا مقصد حیات اور مطمح نظر تھا---

اس رات یہی صورت حال سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تھی کہ آپ نے اپنی جان کی پروا نہ کرتے ہوئے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آرام و آسائش کا خیال رکھا اور آپ کی حفاظت کے لیے کمر بستہ رہے---

فَرَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا وَ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ تَعَالٰى رَحْمَةً وَّاسِعَةً
وَ جَزَاهُمَا اللّٰهُ تَعَالٰى عَنِ الْاِسْلَامِ وَ الْمُسْلِمِيْنَ خَيْرَ الْجَزَاءِ

مدینہ منورہ روانگی

ابن رافع بیان کرتے ہیں:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کفار کی امانتیں لوٹانے کے لیے مکہ میں رکنے کا حکم دیا (کفار مخالفت کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس امانتیں رکھتے اور

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ''امین'' کے لقب سے یاد کرتے تھے)---

آپ رضی اللہ عنہ تین دن مکہ مکرمہ میں ٹھہرے رہے، پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے، رات کو سفر کرتے اور دن کو کسی محفوظ مقام پر ٹھہر جاتے، یہاں تک کہ مدینہ منورہ پہنچ گئے---

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ کی آمد کی خبر ہوئی تو فرمایا:

''علی کو بلاؤ''---

آپ کو بتایا گیا کہ پاؤں کے ورم اور زخموں کی وجہ سے ان میں چلنے کی سکت نہیں، چناں چہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود تشریف لے گئے اور انہیں گلے سے لگایا، ان کے قدموں کا ورم اور ان سے رستا ہوا خون دیکھ کر چشمان مقدس سے اشک رواں ہو گئے---

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاؤں پر اپنا لعاب دہن لگایا، دست شفقت پھیرا اور دعائے صحت فرمائی تو آپ کے پاؤں بالکل ٹھیک ہو گئے اور پھر زندگی بھر دوبارہ کبھی پاؤں کو تکلیف نہیں ہوئی---[۵۷]

سیدۂ کائنات رضی اللہ عنہا سے نکاح

حضرت مولائے کائنات علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ایک اعزاز یہ بھی ہے کہ جگر گوشۂ مصطفیٰ، سیدۃ نساء العالمین، حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے ساتھ آپ کا نکاح، اللہ رب العالمین جل جلالہ کے حکم سے ہوا---

سب سے پہلے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور پھر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حضرت سیدہ کے نکاح کی درخواست پیش کی مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمروں کے تفاوت کے باعث منظور نہ فرمائی---[۷٦]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا:

معلوم ہوتا ہے کہ اس سلسلے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حکم الٰہی کے منتظر ہیں---[۷۷]

ادھر شیخین کریمین حضرات ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پیغام نکاح کی

ترغیب دی---[۷۸]

حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیغام نکاح کے بارے میں عرض کرنا چاہا تو سوچا، کیسے بات کروں، جب کہ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تعلق اور آپ کی شفقت و محبت کا خیال کیا تو حوصلہ ہوا اور میں نے پیغام دے دیا---آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

تمہارے پاس کچھ ہے؟---عرض کی، نہیں---فرمایا:

میں نے فلاں موقع پر تمہیں جو حطمیہ نامی زرہ دی تھی، وہ کہاں ہے؟---عرض کیا، میرے پاس ہے---فرمایا:

''فاطمہ کو (بطور مہر) وہی زرہ دے دو''---[۷۹]

حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نے یہ زرہ چار سو اسّی درہم میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو فروخت کی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے رقم ادا کرنے کے بعد زرہ آپ کو واپس کر دی، حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ رقم اور زرہ لے کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے---صورت حال عرض کی تو آپ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو (اس اعانت و ہم دردی پر) ڈھیروں دعائیں دیں، پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو خوش بو اور جہیز کا سامان خریدنے کا حکم دیا---[۸۰]

جہیز

سید عالم، رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی پیاری صاحب زادی کو رخصتی کے موقع پر

جو جہیز عطا فرمایا، اس کی تفصیل مسند امام احمد میں یوں ہے:

ایک موٹی چادر، چمڑے کا تکیہ، جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی، دو چکیاں، ایک مشکیزہ اور دو گھڑے---[۸۱]

سیدہ رضی اللہ عنہا سے نکاح بحکم خداوندی ہوا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آپ کی صاحب زادی کے بارے میں پیغام دیا، تو آپ نے فرمایا:

اے ابو بکر! ابھی تک اس سلسلہ میں اللہ تعالٰی کی طرف سے کوئی حکم نازل نہیں ہوا، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اور قریش میں سے کئی دیگر حضرات نے درخواست پیش کی، تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہی جواب دیا، جو حضرت ابو بکر کو دیا تھا---حضرت علی کو مشورہ دیا گیا، وہ پیغام نکاح دیں--- کیوں کہ وہ ہر لحاظ سے موزوں ہیں---

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا، میں کیسے پیغام دوں، جب کہ مجھ سے پہلے قریش کے زیادہ عزوشرف والے لوگ مقصد کو نہیں پا سکے---آخر کار انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں درخواست پیش کی، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

قَدْ اَمَرَنِیْ رَبِّیْ عَزَّ وَ جَلَّ بِذٰلِكَ---[۸۲]

"اللہ تعالٰی جل وعلا نے مجھے یہی حکم دیا ہے"---

اور یوں حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کا سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے نکاح بحکم الٰہی انعقاد پذیر ہوا---

تقریب نکاح

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا، آپ پر وحی کی کیفیت طاری ہوئی، کچھ دیر کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

انس! جانتے ہو، ابھی جبریل امین علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیا پیغام لائے ہیں؟--- میں نے عرض کیا:

میرے ماں باپ فدا، جبریل کیا پیغام لائے ہیں؟---فرمایا:

''جبریل نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے کہ فاطمہ کا نکاح علی سے کردیا جائے''---

پھر آپ نے مجھے حکم دیا، جاؤ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر اور اتنی ہی تعداد میں انصار (رضی اللہ عنہم) کو بلا لاؤ، جب وہ (انصار و مہاجر صحابہ) حاضر ہو گئے تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا پر مبنی خطبہ پڑھا، جس میں قرآن کریم کی یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی:

وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّ صِهْرًا ؕ وَ كَانَ رَبُّكَ قَدِیْرًا---[۸۳]

''اور وہی ہے جس نے پانی سے انسان پیدا کیا، پھر اس کے لیے نسب اور سسرال (کا رشتہ) بنایا اور آپ کا رب قدرت والا ہے''---

پھر فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ اَمَرَنِیْ اَنْ اُزَوِّجَ فَاطِمَۃَ بِنْتَ خَدِیْجَۃَ مِنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ---

''مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میں فاطمہ بنت خدیجہ کا نکاح علی بن ابی طالب سے کر دوں''---

اے لوگو! تم گواہ رہو، چار سو مثقال چاندی (حق مہر) کے عوض میں نے فاطمہ کو علی کے نکاح میں دے دیا---

حضرت علی رضی اللہ عنہ اس مجلس میں موجود نہیں تھے، آپ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی ضروری کام گئے ہوئے تھے---

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چھواروں کا ایک تھال منگوایا اور فرمایا، اسے چن لو---

اسی دوران حضرت علی رضی اللہ عنہ آ گئے، ان کو دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکرائے اور فرمایا:

اے علی! بحکم خداوندی میں نے فاطمہ کا نکاح تیرے ساتھ کر دیا ہے---

حضرت علی نے عرض کی:

یا رسول اللہ! میں راضی ہوں---

نکاح کے فوراً بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ بارگاہ خداوندی میں سجدۂ شکر بجا لائے---

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی:

''اللہ تعالیٰ تم دونوں (فاطمہ و علی) کو برکت عطا فرمائے، تمہاری کوشش کامیاب بنائے اور تمہیں بہت پاکیزہ اولاد سے نوازے''---[۸۴]

نکاح میں چالیس ہزار ملائکہ کی شمولیت

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے، آپ ﷺ نے فرمایا:

اے علی! ابھی جبریل نے مجھے خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تیرا نکاح فاطمہ سے کر دیا ہے، تیرے نکاح کی تقریب میں چالیس ہزار ملائکہ نے شرکت کی ہے اور اللہ تعالیٰ نے جنت کے درخت طوبیٰ کو حکم دیا ہے کہ وہ (اس نکاح کی خوشی میں) یاقوت اور موتیوں کو نچھاور کرے---طوبیٰ نے حکم کی تعمیل کی، جنت کی حوروں نے ان لعل و جواہر کے طبق بھر لیے ہیں اور انہیں قیامت تک ایک دوسری کو ہدیہ میں دیتی رہیں گی---[۸۵]

رخصتی

رخصتی کے وقت حضور ﷺ نے اپنی پیاری صاحب زادی کو مختصر جہیز (جس کی تفصیل پہلے آ چکی ہے) دے کر حضرت علی کے ساتھ رخصت کیا، پھر نماز عشا کے بعد ان کے مکان پر تشریف لائے، حضرت فاطمہ کو پانی لانے کا حکم دیا، انہوں نے پانی کا برتن پیش کیا تو آپ ﷺ نے پانی کا گھونٹ بھرا اور اس برتن میں کلی کی، پھر وہ متبرک پانی سیدہ کے سر، سینہ اور دونوں کندھوں کے درمیان چھڑک دیا اور فرمایا:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُعِیْذُھَا بِكَ وَ ذُرِّیَّتَھَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ---

''اے اللہ! میں فاطمہ اور اس کی اولاد کو شرِّ شیطان سے (محفوظ رکھنے کے لیے) تیری پناہ میں دیتا ہوں''---

پھر اسی طرح حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کو پانی لانے کا حکم دیا اور پانی میں کلی کر کے ان کے جسم پر چھڑکا اور شیطان کے شر سے محفوظ رہنے کی دعا دی---[۸۶]

دوسری روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو فرمایا اور پانی حضرت علی و فاطمہ پر چھڑکا، پھر یہ دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ بَارِكْ فِیْھِمَا وَ بَارِكْ عَلَیْھِمَا وَ بَارِكْ لَھُمَا فِیْ نَسْلِھِمَا---[۸۷]

''اے اللہ! ان میں برکت فرما، ان پر برکت فرما اور ان کی نسل میں برکت فرما''---

ولیمہ

حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نے رخصتی کے موقع پر ولیمہ کا ارادہ کیا--- آپ کے پاس دو اونٹنیاں تھیں، ایک جنگ بدر کے مال غنیمت سے اور دوسری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عنایت فرمائی تھی--- آپ ولیمہ کے اخراجات کے لیے سناروں کے کام آنے والی ایک خوش بودار گھاس ''اذخر'' کو اپنی اونٹنیوں پر لاد کر اسے فروخت کرنے کا ارادہ رکھتے تھے--- آپ نے اونٹنیوں کو ایک جگہ باندھا--- ان دنوں ابھی شراب کی حرمت نازل نہیں ہوئی تھی--- حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ بحالت نشہ آئے اور اپنی تلوار سے اونٹنیوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا--- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ منظر دیکھا تو انہیں بڑا دکھ ہوا اور آپ اشک بار ہو گئے---[۸۸]

ادھر لوگوں کا ولیمہ کے لیے اصرار تھا، چنانچہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے آپ کو ایک چھترا ہدیہ کیا، بعض انصار نے کچھ غلہ دیا اور وہ زرہ جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے آپ سے خریدنے کے بعد آپ ہی کو ہدیہ کر دی تھی، اسے ایک یہودی کے پاس گروی رکھ کر کچھ قرض لیا اور آٹے اور کھجور کا حلوہ (حیـــــس) شوربا، جو اور پنیر سے دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا---

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، یہ اس زمانے کا بہترین ولیمہ تھا---[۸۹]

نکاح کب ہوا؟

سیدہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ آپ رضی اللہ عنہ کے نکاح کے بارے میں متعدد اقوال ہیں--- بعض نے لکھا ہے کہ غزوہ احد کے بعد ہوا مگر یہ بات خلاف تحقیق ہے، کیوں کہ صحیح بخاری کی درج بالا روایت کے مطابق حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ آپ کے ولیمہ کے وقت موجود تھے، جب کہ جنگ احد میں آپ شہید ہو گئے تھے اور جنگ احد بالاتفاق شوال ۳ھ میں ہوئی---[۹۰]

لہٰذا یہی امر قرین قیاس معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا نکاح جنگ احد سے پہلے ہوا---

امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

آپ کا نکاح صفر ۲ھ میں ہوا اور ذوالحجہ ۲ھ میں رخصتی ہوئی---[۹۱]

نکاح کے وقت سیدہ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک انیس سال ایک ماہ اور پندرہ دن تھی، جب کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ چوبیس برس اور ڈیڑھ ماہ کے تھے---[۹۲]

❁❁❁❁❁

مناقب وفضائل

باب مدینۃ العلم حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کو اللہ تعالیٰ نے بڑی عظمت اور رفعت سے نوازا تھا --- ان کے شخصی کمالات، اخلاق و عادات اور روحانی مقامات ان کے اسم گرامی --- علی --- کی طرح اعلیٰ و بالا تھے --- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تربیت اور آپ کے قرب نے انہیں کندن بنا دیا تھا ---

انہوں نے اپنی زندگی کو اللہ و رسول (جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی رضا کے سانچے میں یوں ڈھال دیا تھا کہ اللہ و رسول ان پر راضی ہو گئے --- آپ کے فضائل و مناقب میں قرآن کریم کی متعدد آیات کے علاوہ احادیث مبارکہ اور سلف صالحین کے اقوال کا بہت بڑا ذخیرہ ہے، جسے حیطۂ تحریر میں لانا ناممکن نہ سہی، مشکل ضرور ہے ---

اختصار کے پیش نظر چند آیات کریمہ اور احادیث مبارکہ پر اکتفا کیا جاتا ہے:

۞۞۞۞۞

حضرت علی رضی اللہ عنہ قرآن کریم کے آئینے میں

رئیس المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

مَا نَزَلَ فِیْ اَحَدٍ مِنْ کِتَابِ اللّٰہِ مَا نَزَلَ فِیْ عَلِیٍّ ---

''جس قدر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے حق میں قرآن کریم کی آیات نازل ہوئیں، کسی اور کے بارے میں نہیں اتریں'' ---

آپ ہی کا قول ہے:

نَزَلَتْ فِیْ عَلِیٍّ ثَلَاثُ مِائَةِ آیَةٍ---[۹۳]

''حضرت مولا علی کے بارے میں قرآن کریم کی تین سو آیات

نازل ہوئی ہیں''---

چند آیات پیش کی جارہی ہیں:

۱...... هُوَ الَّذِیْٓ اَیَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ--- [۹۴]

''وہی ہے جس نے آپ کی تائید کی، اپنی نصرت اور مومنوں سے''---

یہاں مومنین سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی مدد مراد ہے--- [۹۵]

۲...... یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ--- [۹۶]

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہا کرو اور سچے لوگوں کے ساتھ رہو''---

اس آیت مبارکہ میں ''صادقین'' کی معیت سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سنگت اور معیت مراد ہے--- [۹۷]

۳...... قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْیَفْرَحُوْا--- [۹۸]

''(اے حبیب!) فرما دیجیے یہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت کے سبب سے ہے، سو مسلمانوں کو چاہیے کہ اس پر خوشی منائیں''---

اس آیت میں ''فضل اللّٰہ'' سے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ''رحمتہ'' سے حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم مراد ہیں--- [۹۹]

۴...... اَفَمَنْ كَانَ عَلٰی بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَ یَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ--- [۱۰۰]

''تو کیا (ایسے منکر لوگ اس کی مثل ہو سکتے ہیں) جو اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر ہو اور اس کے پیچھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے (ایک) گواہ (بھی) آ گیا ہو''---

اس آیت کے تحت قاضی ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں:

"مَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ (جو روشن دلیل پر ہیں) سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی ہے اور شَاهِدٌ سے مراد حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں، جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی پر پہلے پہل ایمان لائے اور آپ کی صداقت پر گواہی دی"---

حضرت سیدنا علی کرم وجہہ الکریم کو شاہد کہنے کی ایک قوی وجہ یہ ہے کہ آپ تمام کمالات ولایت کے مرکزی نقطہ اور قطب ولایت ہیں--- اس صورت میں آیت کا مفہوم یہ ہوگا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک قطعی اور روشن دلیل لے کر آئے، جو آپ کی رسالت کو یقینی طور پر ثابت کر رہی ہے--- یہ روشن دلیل آپ کے معجزات، جن میں بڑا معجزہ قرآن کریم ہے اور وہ علوم ہیں جو بذریعہ وحی آپ کو حاصل ہوئے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے اور آپ کے تابع حضرت علی اور دوسرے اولیاء ہیں، جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے (اتباع شریعت وطریقت میں) مشابہت رکھنے والے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت کے شاہد ہیں--- کیوں کہ اولیاء کی کرامتیں درحقیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات ہیں اور اولیاء کے الہامی اور کشفی علوم بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وحی کے ذریعہ سے حاصل ہونے والے علوم کا فیض ہیں--- لہٰذا اولیاء کی کرامات اور الہامی علوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت پر شاہد ہیں---

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد عالی ہے:

اَنَا دَارُ الْحِكْمَةِ وَ عَلِيٌّ بَابُهَا---

"میں حکمت کا شہر ہوں، علی اس کا دروازہ ہیں"---

نیز فرمان گرامی ہے:

اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَ عَلِیٌّ بَابُھَا فَمَنْ اَرَادَ الْعِلْمَ فَلْیَاْتِ الْبَابَ---

''میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں، طالب علم کو (علم کی خیرات لینے کے لیے) دروازہ پر آنا چاہیے''---

ان دونوں احادیث مبارکہ میں اولیائے کرام کے علوم (معارف تصوف) کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، جب کہ فقہی علوم میں تمام صحابہ، امت محمدیہ کے رہنما ہیں---[۱۰۱]

۵...... اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَھُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ---[۱۰۲]

''بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کیے، عنقریب (رب) رحمٰن ان کے لیے (لوگوں کے دلوں میں) محبت پیدا فرمادے گا''---

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ آیت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی--- اس سے مراد ایمان داروں کے دلوں میں (حضرت علی رضی اللہ عنہ کی) محبت ہے---[۱۰۳]

۶...... وَ الَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَ صَدَّقَ بِہٖ---[۱۰۴]

''اور وہ جو سچ لے کر تشریف لائے اور جنہوں نے اس کی تصدیق کی''---

''صَدَّقَ بِہٖ'' (جس نے تصدیق کی) سے مراد حضرت سیدنا علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں---[۱۰۵]

آیت مبارکہ کی یہ تفسیر بھی مشہور ہے کہ سچ لانے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور آپ کی تصدیق کرنے والے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یا تمام ایمان دار ہیں---[۱۰۶]

۷...... وَ لَتَعْرِفَنَّھُمْ فِیْ لَحْنِ الْقَوْلِ---[۱۰۷]

''اور آپ ضرور پہچان لیا کریں گے انہیں ان کے انداز گفتگو سے''---

یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغض و عداوت کی بنا پر منافقین اپنے لب ولہجہ سے پہچانے جائیں گے---[۱۰۸]

۸...... فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰهُ وَ جِبْرِيْلُ وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ---[۱۰۹]

''(اے محبوب) یقیناً اللہ تعالیٰ اور جبریل امین اور نیک ایمان دار آپ کے مددگار ہیں''---

اس آیت میں صَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ سے (بطور خاص) حضرت علی رضی اللہ عنہ مراد ہیں---[۱۱۰]

۹...... وَ تَعِيَهَا اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ---[۱۱۱]

''اور محفوظ رکھیں اسے یاد رکھنے والے کان''---

جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کو فرمایا، میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی ہے کہ تجھے اس آیت کا مصداق بنا دے---حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا بیان ہے:

فَمَا سَمِعْتُ شَيْئًا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَنَسِيْتُهٗ---[۱۱۲]

''حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس دعا کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہوئی کوئی بات مجھے نہیں بھولی''---

حضرت علی رضی اللہ عنہ
احادیث کے آئینے میں

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے فضائل و محامد میں جس کثرت سے احادیث مبارکہ ملتی ہیں، اتنی حدیثیں کسی اور کی فضیلت میں نہیں ملتیں [۱۱۳] یہاں بعض احادیث پیش کی جارہی ہیں:

دیدارِ علی عبادت ہے

حضرت عمران بن حصین، حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت انس بن مالک اور دیگر

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

اَلنَّظَرُ اِلٰی عَلِیٍّ عِبَادَۃٌ---[۱۱۴]

''علی کی زیارت عبادت ہے''---

جن کے چہرے پر نظر کرنا عبادت ہے نصیرؔ
وہ حدیث مصطفیٰ کی رو سے ہیں مولا علی [۱۱۵]

میں تجھے دیکھا کروں

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

میرے والد گرامی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوتی تو آپ اکثر ان کا چہرہ دیکھتے رہتے، میں نے اس کی وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا:

یَا بُنَیَّۃُ! سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یَقُوْلُ: اَلنَّظَرُ اِلٰی وَجْہِ عَلِیٍّ عِبَادَۃٌ---[۱۱۶]

''بیٹی عائشہ! (میں ان کا چہرہ کیوں نہ تکوں جب کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے میں نے یہ فرمان سنا کہ ''علی کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے''---

جس مسلماں نے دیکھا انھیں اک نظر
اس نظر کی بصارت پہ لاکھوں سلام [۱۱۷]

ذِکرِ علی عبادت ہے

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

ذِکْرُ عَلِیٍّ عِبَادَۃٌ---[۱۱۸]

''علی کا ذکر عبادت ہے''---

دیدِ علی عبادت ، ذکرِ علی عبادت

کیا شان ہے علی کی کیا مرتضیٰ علی ہے [۱۱۹]

مولیٰ علی کا محبّ، خدا کا محبّ

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا:

مُحِبُّکَ مُحِبِّیْ وَ مُحِبِّیْ مُحِبُّ اللّٰہِ وَ مُبْغِضُکَ مُبْغِضِیْ وَ مُبْغِضِیْ مُبْغِضُ اللّٰہِ---[۱۲۰]

''تیرا محبّ (محبت رکھنے والا) میرا محبّ ہے، میرا محبّ، اللہ تعالیٰ کا محبّ ہے اور تجھ سے عداوت و بغض رکھنے والا مجھ سے بغض رکھنے والا ہے اور مجھ سے بغض، اللہ تعالیٰ سے بغض کے مترادف ہے''---

حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ اَحَبَّ عَلِیًّا فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَ مَنْ اَحَبَّنِیْ فَقَدْ اَحَبَّ اللّٰہَ وَ مَنْ اَبْغَضَ عَلِیًّا فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ وَ مَنْ اَبْغَضَنِیْ فَقَدْ اَبْغَضَ اللّٰہَ---[۱۲۱]

''جس نے علی کو دوست رکھا، اس نے گویا مجھے دوست رکھا، جس نے مجھے دوست رکھا، اس نے اللہ تعالیٰ کو دوست رکھا اور جس نے علی سے بغض رکھا، اس نے مجھ سے بغض رکھا، جس نے مجھ سے بغض رکھا، اس نے اللہ تعالیٰ سے بغض رکھا''---

نتیجہ ظاہر ہے کہ حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کا محبّ خدا کا محبّ اور آپ کا دشمن خدا کا دشمن ہے:

مہرِ علی ہے حُبّ نبی ، حبّ نبی ہے مہرِ علی
لَحْمُكَ لَحْمِی ، جِسْمُكَ جِسْمِی ،فرق نہیں مابین پیا [۱۲۲]

کمالِ قرابت

ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے کمال قرابت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

اَنْتَ مِنِّیْ وَ اَنَا مِنْكَ---[۱۲۳]

دوسری روایت میں ہے:

عَلِیٌّ مِّنِّیْ وَ اَنَا مِنْهُ---[۱۲۴]

''علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں''---

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

عَلِیٌّ مِّنِّیْ بِمَنْزِلَةِ رَأْسِیْ مِنْ جَسَدِیْ---[۱۲۵]

''علی کا میرے ساتھ ویسا ہی تعلق ہے جیسا میرے سر کا دھڑ کے ساتھ''---

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

اِنَّ عَلِیًّا لَحْمُهٗ مِنْ لَحْمِیْ وَ دَمُهٗ مِنْ دَمِیْ وَ هُوَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی غَیْرَ اَنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ---[۱۲۶]

"علی کا گوشت میرا گوشت ہے، اس کا خون میرا خون ہے--- اس کا مرتبہ میرے نزدیک وہی ہے جو حضرت ہارون علیہ السلام کا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھا، البتہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے"---

مضمون لَحْمُكَ سے یہ راز ہم نے جانا
خود شانِ مصطفائی صَلِّ عَلیٰ علی ہے [۱۲۷]

اس حدیث سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اعلیٰ مرتبہ اور آپ کی خصوصی عظمت کا اظہار ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"علی میرے لیے ایسے ہے جیسے موسیٰ کے لیے ہارون (علیہ السلام) لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا"---

اس سے واضح ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ان تمام اوصاف کے حامل تھے جو ایک نبی میں ہوتی ہیں، لیکن چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں، اس لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نبوت نہیں دی گئی---

مولا علی رضی اللہ عنہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجۃ الوداع سے واپسی پر جب (مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان جُحفہ سے دو میل کے فاصلہ پر واقع مقام) غدیر خم پہنچے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ اٹھا کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے استفسار فرمایا:

کیا تمام ایمان دار مجھے اپنی جانوں سے زیادہ عزیز نہیں سمجھتے؟---

صحابہ نے عرض کی، کیوں نہیں--- آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر فرمایا:

کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ہر مومن مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب سمجھتا ہے---
صحابہ نے پھر عرض کی، کیوں نہیں؟---

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَّوْلَاہُ---

''جس کا میں محبوب (اور ناصر و مددگار) ہوں، علی بھی اس کے محبوب (اور ناصر و مددگار) ہیں''---

پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارگاہ خداوندی میں یوں دعا کی:

اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَّالَاہُ وَ عَادِ مَنْ عَادَاہُ---

''اے اللہ! جو علی سے محبت رکھے تو بھی اس سے محبت فرما اور جو علی سے بغض وعداوت رکھے تو بھی اس سے عداوت رکھ''---

بعد میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو آپ نے فرمایا:

''اے علی! آپ کو تمام ایمان داروں کا مولیٰ (محبوب اور ناصر و مددگار) بننے پر مبارک ہو''---[۱۲۸]

علی نصیر و علی ناصر و علی محکم

مظہر کمالات انبیاء

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی آدَمَ فِیْ عِلْمِہٖ وَاِلٰی نُوْحٍ فِیْ فَھْمِہٖ وَاِلٰی اِبْرَاھِیْمَ فِیْ حِلْمِہٖ وَاِلٰی یَحْیٰی بْنِ زَکَرِیَّا فِیْ زُھْدِہٖ وَاِلٰی مُوْسٰی بْنِ عِمْرَانَ فِیْ بَطْشِہٖ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ---[۱۲۹]

''جو شخص آدم علیہ السلام کو ان کے علم میں، نوح علیہ السلام کو ان کی سمجھ میں، ابراہیم علیہ السلام کو ان کے حلم میں، یحییٰ علیہ السلام کو ان کے زہد میں اور موسیٰ علیہ السلام کو ان کی گرفت میں دیکھنا چاہتا ہو، وہ علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) کو دیکھ لے''---

ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں:

وَ اِلٰی یُوْسُفَ فِیْ جَمَالِہٖ---[۱۳۰]

''یعنی جو یوسف (علیہ السلام) کے حسن و جمال کا نظارہ کرنا چاہے، وہ علی کی زیارت کر لے''---

روحِ مولا علی، ملک الموت کے واسطہ کے بغیر قبض ہوئی

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

شب معراج، میں نے نور کے تخت پر ایک فرشتہ دیکھا، جس کا ایک پر مشرق میں دوسرا مغرب میں ہے اور تمام مخلوق اس کی نگاہوں کے سامنے ہے--- اس کا ہاتھ مشرق و مغرب ہر جگہ پہنچ سکتا ہے، جبریل امین نے مجھے بتایا، یہ ملک الموت ہے، ملک الموت سے ملاقات ہوئی، تو اس نے پوچھا، آپ کے چچازاد بھائی حضرت علی کا کیا حال ہے؟--- میں نے پوچھا: تو علی کو جانتا ہے؟--- اس نے کہا، کیوں نہیں--- اللہ تعالیٰ نے آپ اور حضرت علی کے سوا تمام مخلوق کی روح قبض کرنے کا کام میرے سپرد فرمایا ہے، لیکن آپ کی اور علی کی روح میرے واسطے کے بغیر اللہ تعالیٰ خود حسب مشیت قبض فرمائے گا---[۱۳۱]

محبوبِ محبوب خدا

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا:

اَیُّ النَّاسِ کَانَ اَحَبَّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم؟ قَالَتْ : فَاطِمَۃُ فَقِیْلَ مِنَ الرِّجَالِ؟ قَالَتْ : زَوْجُھَا---[۱۳۲]

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لوگوں میں سب سے زیادہ محبت کس سے تھی؟---

فرمایا: ''فاطمہ سے''--- پھر پوچھا گیا، مردوں میں سے کون زیادہ محبوب تھا؟---

فرمایا: ''فاطمۃ الزہرا کے خاوند، علی المرتضیٰ (رضی اللہ عنہما)''---

علی رضی اللہ عنہ کو دیکھنے سے پہلے موت نہ آئے

ام عطیہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں:

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لشکر روانہ کیا، جس میں حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ بھی تھے، میں نے سنا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا فرما رہے تھے:

اَللّٰھُمَّ لَا تُمِتْنِیْ حَتّٰی تُرِیَنِیْ عَلِیًّا---[۱۳۳]

''اے اللہ! علی کا چہرہ دیکھنے سے پہلے مجھ پر موت طاری نہ کرنا''---

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وجہ سے دو گروہوں کی ہلاکت

ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ سے مخاطب ہو کر فرمایا:

"اے علی! تیری مثال عیسیٰ علیہ السلام کی سی ہے--- یہودیوں نے ان سے ایسی دشمنی کی کہ ان کی والدہ پر بہتان باندھا اور نصاریٰ نے ان سے اس درجہ محبت کی کہ ان کو ایسے مرتبے پر پہنچا دیا، جس کے وہ لائق نہ تھے"---

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں:

اَلَا وَاِنَّہٗ یَھْلِکُ فِیَّ اثْنَانِ : مُحِبٌّ مُّفْرِطٌ یُّقَرِّظُنِیْ بِمَا لَیْسَ فِیَّ وَ مُبْغِضٌ مُّفْتَرٍ یَّحْمِلُہٗ شَنَاٰنِیْ عَلٰی اَنْ یَّبْھَتَنِیْ---[۱۳۴]

"آگاہ ہو جاؤ، میری وجہ سے (بھی) دو گروہ ہلاک ہو جائیں گے، ایک گروہ میری محبت میں حد سے تجاوز کر جائے گا اور میری ذات میں ان باتوں کو منسوب کرے گا، جو مجھ میں نہیں اور دوسرا اس حد تک عداوت اور دشمنی رکھے گا کہ مجھ پر بہتان باندھے گا"---

راہِ اعتدال

الحمد للہ، اہل سنت و جماعت راہ اعتدال پر گامزن ہیں، نہ تو روافض کی طرح آپ کی محبت میں ایسے گم گشتہ ہیں کہ محبت کی آڑ لے کر شیخین کریمین اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر طعن و تشنیع کے نشتر چلائیں--- (حالاں کہ مولا علی خود فرماتے ہیں:

لَا یَجْتَمِعُ حُبِّیْ وَ بُغْضُ اَبِیْ بَکْرٍ وَ عُمَرَ فِیْ قَلْبِ مُؤْمِنٍ---[۱۳۵]

"میری محبت اور ابوبکر و عمر کا بغض کسی مومن کے دل میں جمع نہیں ہو سکتا")---

اور نہ ہی وہ خوارج کی مانند مولا علی سے بغض و کینہ رکھتے ہیں، بلکہ دل و جان سے آپ کے غلام اور آپ کے ہر قول و فعل کو اپنے لیے مشعل راہ گردانتے ہیں---

ناصبی را بُغض تو سوئے جہنم رہ نمود
رافضی از حبِّ کاذب در سقر در آمدہ
من زحق می خواہم اے خورشید حق آں مہر تو
کز ضیائش عالم ایماں منور آمدہ [۱۳۶]

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مسلمانوں پر حق

حضرت عمار بن یاسر اور حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

حَقُّ عَلِيٍّ عَلَى الْمُسْلِمِينَ حَقُّ الْوَالِدِ عَلَى الْوَلَدِ---[۱۳۷]

''علی (رضی اللہ عنہ) کا مسلمانوں پر ویسا ہی حق ہے، جیسا باپ کو بیٹے پر حق ہوتا ہے''---

رشتۂ اخوت

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب پہلے پہل ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے غریب الوطن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موانست اور دل جوئی کے لیے ان کا انصار مدینہ سے اسلامی مواخات اور بھائی چارے کا رشتہ قائم فرمایا--- چناں چہ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصار و مہاجرین میں سے دو دو کو آپس میں بھائی بھائی قرار دیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے، آنکھوں سے آنسو جاری ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رونے کا سبب دریافت فرمایا، تو عرض کی، حضور! آپ نے مجھے کسی کا بھائی نہیں بنایا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَنْتَ اَخِی فِی الدُّنْیَا وَ الآخِرَۃِ---[۱۳۸]

''اے علی! تو دنیا و آخرت میں میرا بھائی ہے''---

دوسری روایت میں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''میں تیرا بھائی ہوں اور تو میرا بھائی ہے، اگر کوئی تیرے ساتھ بحث کرے تو کہہ دیا کر کہ میں اللہ کا بندہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھائی ہوں:

لا یَدَّعِیھَا اَحَدٌ بَعْدَکَ اِلَّا کَذَّابٌ---

تیرے بعد میرے بھائی ہونے کا دعویٰ دار کذاب ہوگا''---[۱۳۹]

بے مثل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے وہ انفرادی شان اور عظمت و رفعت عطا فرمائی کہ پوری کائنات میں آپ کا کوئی مثیل و عدیل نہیں ہے--- یہ محض آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کرم تھا کہ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو آپ نے اپنا بھائی قرار دیا---

علامہ ابن ہشام، اوّلین سیرت نگار ابن اسحاق سے روایت کرتے ہیں:

ثُمَّ اَخَذَ بِیَدِ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ وَ قَالَ ھٰذَا اَخِیْ فَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سَیِّدُ الْمُرْسَلِیْنَ وَ اِمَامُ الْمُتَّقِیْنَ وَ رَسُوْلُ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ الَّذِیْ لَیْسَ لَہٗ

خَطِیْرٌ وَلَا نَظِیْرٌ مِنَ الْعِبَادِ وَعَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ اَخَوَیْنِ ---[۱۴۰]

''پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا، یہ میرا بھائی ہے---
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام رسولوں کے سردار، تمام متقیوں کے امام اور اللہ رب العالمین کے رسول ہیں--- آپ کا کوئی مثیل اور نظیر نہیں (بایں ہمہ) آپ نے حضرت علی کو اپنا بھائی قرار دیا''---

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم اس فضیلت میں منفرد حیثیت کے حامل تھے---
چناں چہ خود فرماتے ہیں:

اَنَا عَبْدُ اللّٰہِ وَاَخُوْ رَسُوْلِ اللّٰہِ لَا یَقُوْلُھَا اَحَدٌ غَیْرِیْ اِلَّا کَذَّابٌ ---[۱۴۱]

''میں اللہ کا بندہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھائی ہوں، میرے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا بھائی کہنے والا سخت جھوٹا ہے''---

آپ نے اس قول میں جہاں اپنی امتیازی خصوصیت کی نشان دہی کی ہے، وہاں یہ بھی واضح فرما دیا کہ میرے سوا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھائی بننے کے دعوے دار کذاب ہوں گے--- اس خصوصی قرب کے باوجود آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھائی کہہ کر کبھی مخاطب نہ کیا--- آپ کے اس کردار کی روشنی میں ان لوگوں کو اپنے اطوار کا جائزہ لینا چاہیے، جن کے عقیدے کی زبان یہ ہے:

''اولیاء و انبیاء، امام و امام زادہ، پیر و شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں، وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی''---[۱۴۲]

اشتیاقِ ملاقات علی

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَا مَرَرْتُ بِسَمَاءٍ اِلَّا وَ اَهْلُهَا يَشْتَاقُوْنَ اِلٰى عَلِيّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ وَ مَا فِي الْجَنَّةِ نَبِيٌّ اِلَّا وَ هُوَ يَشْتَاقُ اِلٰى عَلِيّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ---[۱۴۳]

''شب معراج میرا آسمانوں پر گزر ہوا تو میں نے آسمان والوں کو علی بن ابی طالب کا مشتاق پایا اور جنت میں موجود ہر نبی کو علی سے ملاقات کا اشتیاق تھا''---

پہلے جنتی

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يَا عَلِيُّ اِنَّكَ اَوَّلُ مَنْ يَّقْرَعُ بَابَ الْجَنَّةِ فَتَدْخُلُهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ بَعْدِيْ---[۱۴۴]

''اے علی! میرے بعد باقی لوگوں میں سے تم سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھٹا کر بلاحساب جنت میں داخل ہو گے''---

بابِ جنت پر نام علی رضی اللہ عنہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَکْتُوْبٌ عَلٰی بَابِ الْجَنَّةِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ عَلِیٌّ اَخُوْ رَسُوْلِ اللّٰهِ قَبْلَ اَنْ تُخْلَقَ السَّمٰوٰتُ بِاَلْفَیْ سَنَةٍ---[۱۴۵]

''آسمانوں کی تخلیق سے دو ہزار سال قبل جنت کے دروازے پر تحریر ہے: محمد، اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، علی، رسول اللہ کے بھائی ہیں''---

ساقِ عرش پر نام علی رضی اللہ عنہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

معراج کی رات میں نے ملاحظہ کیا کہ عرش کے پایہ (ساق) پر لکھا ہوا تھا:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَیَّدْتُّهٗ بِعَلِیٍّ وَ نَصَرْتُهٗ بِهٖ---[۱۴۶]

''محمد مصطفیٰ اللہ کے رسول ہیں، میں نے علی (مرتضیٰ) کو اپنے رسول کا مددگار بنایا''---

مومن و منافق کی پہچان

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَرْبَعَةٌ لَّا یَجْتَمِعُ حُبُّهُمْ فِیْ قَلْبِ مُنَافِقٍ وَ لَا یُحِبُّهُمْ اِلَّا مُؤْمِنٌ اَبُوْ بَکْرٍ وَ عُمَرُ وَعُثْمَانُ وَ عَلِیٌّ---[۱۴۷]

''ابوبکر و عمر اور عثمان و علی (رضی اللہ عنہم) ان چاروں کی محبت منافق کے دل میں نہیں سما سکتی---ان سے صرف مومن ہی محبت رکھیں گے''---

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَا کُنَّا نَعْرِفُ الْمُنَافِقِیْنَ اِلَّا بِبُغْضِھِمْ عَلِیًّا---[۱۴۸]

''ہم منافقین کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بغض کی وجہ سے پہچانتے تھے''---

زر بن حُبَیش بیان کرتے ہیں، حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

مجھے قسم ہے اس ذات کی، جس نے دانے کو پھاڑ کر شگوفہ نکالا اور روحوں کو پیدا فرمایا، میرے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پختہ وعدہ فرما رکھا ہے:

لَا یُحِبُّکَ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَّ لَا یُبْغِضُکَ اِلَّا مُنَافِقٌ---[۱۴۹]

''(اے علی!) صرف ایمان دار ہی تیرے محبّ ہوں گے اور تجھ سے وہی بغض رکھے گا، جو منافق ہوگا''---

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اے علی! ایمان دار ہی تجھ سے محبت کریں گے---

وَلا یُبْغِضُکَ اِلَّا مُنَافِقٌ اَوْ کَافِرٌ---[۱۵۰]

جب کہ تجھ سے عداوت رکھنے والا منافق ہوگا یا کافر''---

اولاد کو سکھاتے محبت علی کی وہ

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی محبت ایمان کی علامت ہے---یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنی اولاد کو حبّ علی کا درس دیتے تھے، حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کُنَّا نُنَوِّرُ اَوْلَادَنَا بِحُبِّ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ......---

''ہم اپنی اولاد کے سینوں کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت سے منور کرتے اور اگر کسی شخص کے دل کو آپ کی محبت سے خالی پاتے تو جان لیتے کہ یہ ہمارا نہیں اور رشد و ہدایت سے محروم ہے''---[۱۵۱]

کثرتِ فضائل کا سبب

حقیقت یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام یاروں، پیاروں، خلفاء راشدین اور اہل بیت اطہار میں ہر ایک عظمت کا منار اور جداگانہ مقام و مرتبہ کا مالک ہے---آسمان، جنت اور عرش پر ان کے نام کے پھریرے لہرا رہے ہیں--- دنیا میں انہیں عزت ملی اور روز محشر انہیں سرفراز کیا جائے گا---

سچا مومن اور محبّ رسول وہی ہے، جس کی جبینِ نیاز اہل بیت عظام اور تمام صحابہ کرام خصوصاً خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی بارگاہ عظمت پناہ میں خم ہو اور دل ان کی سچی عقیدت و محبت سے سرشار ہو---

حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب کی کثرت کا سبب یہ ہے کہ جب خوارج نے اپنے خبث باطنی سے کام لیتے ہوئے آپ کی شان میں ناروا باتیں کہیں تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے کھلے دل سے آپ کے محامد و محاسن بیان کیے [۱۵۲] اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہوئی احادیث روایت کر کے محبت اہل بیت اور غلامی رسول کا حق ادا کیا---

❁ ❁ ❁ ❁ ❁

عبادت وریاضت

امام المتقین سیدنا علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم نے بچپن ہی سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عبادت گزاری، سوز وگداز اور آہ وزاری کے مناظر اپنی آنکھوں میں بسا لیے تھے، جس کا اثر ان کی طبیعت میں حد درجہ پایا جاتا تھا، یہی وجہ ہے کہ آپ بہت بڑے عابد وزاہد تھے---

نماز میں محویت

عبادات میں نماز کو بڑی اہمیت حاصل ہے---حضرت سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کو

نماز سے انتہائی محبت تھی --- نماز کو آپ رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حضوری تصور کرتے، نماز کے لیے اٹھتے تو خشیت الٰہیہ سے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے، جسم کے بال کپڑوں سے باہر نکل آتے، آپ لرزہ براندام ہو جاتے اور فرماتے کہ اس امانت کے اٹھانے کا وقت آ پہنچا جسے اٹھانے سے زمین و آسمان نے بھی عجز کا اظہار کیا تھا[۱۵۳]

آپ نماز میں ایسے انہماک اور یک سوئی سے مشغول ہوتے کہ کسی دوسری طرف خیال تک نہ فرماتے --- ایک مرتبہ جنگ کے دوران آپ کی پنڈلی میں تیر لگ گیا --- ماہر طبیبوں نے تیر نکالنے کے بہتیرے جتن کیے، مگر مقصد میں ناکام رہے --- آپ نے فرمایا، میں اس درد میں بے حد لذت محسوس کر رہا ہوں ---

تیر نکالنے کی تمام تدابیر ناکام ہو چکیں تو امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، جب آپ نماز ادا کر رہے ہوں، تو یہ بآسانی نکالا جا سکتا ہے --- چناں چہ جب آپ نماز میں مستغرق ہوئے تو تیر نکال لیا گیا اور آپ بدستور نماز میں مشغول رہے --- فارغ ہوئے تو لوگوں نے کہا، حضرت! نماز کا اعادہ فرما لیں، کیوں کہ آپ کا تیر نکال لیا گیا ہے --- دیکھیے آپ کی پنڈلی سے ابھی خون جاری ہے --- آپ نے فرمایا:

''مجھے تو کچھ پتا ہی نہیں چلا'' ---[۱۵۴]

دو عالم سے کرتی ہے بے گانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی [۱۵۵]

کثرتِ رکوع و سجود

نماز سے محبت اور رکوع و سجود کی کثرت آپ کا امتیازی وصف تھا، چناں چہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَ الَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا---[۱۵۶]

''محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور جوان کے ساتھی ہیں، کافروں پر بڑے سخت، آپس میں بڑے رحم دل ہیں، تُو انہیں کبھی رکوع کرتے دیکھے گا، کبھی سجدہ کرتے ہوئے، وہ اللہ کے فضل اور اس کی رضا کے طلب گار ہیں''---

اس آیۂ مبارکہ میں یوں تو بالعموم تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اوصاف و کمالات کا بیان ہے، تاہم بطور خاص خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے امتیازی خصائص کا ذکر ہے---مفسرین کرام فرماتے ہیں:

وَ الَّذِیْنَ مَعَهٗۤ سے حضرت ابو بکر صدیق، اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ سے حضرت فاروق اعظم، رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ سے حضرت عثمان غنی، رُكَّعًا سُجَّدًا سے حضرت مولا علی اور یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا سے مراد باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں---[۱۵۷]

اس میں حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کے رکوع و سجود کی تعریف کا پہلو نکلتا ہے---

مسجد سے محبت

عبادت و ریاضت، ذکر و فکر، خصوصاً نماز اور مسجد سے آپ کو بڑی محبت تھی، آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَوْ خُیِّرْتُ بَیْنَ الْمَسْجِدِ وَ الْجَنَّةِ لَاخْتَرْتُ الْمَسْجِدَ---[۱۵۸]

''اگر مجھے مسجد یا جنت میں سے ایک چیز کا اختیار دیا جائے تو میں مسجد کو پسند کروں گا''---

عبادت کی ترغیب

آپ نہ صرف یہ کہ خود بہت بڑے عابد تھے بلکہ چاہتے تھے کہ دوسرے لوگ بھی غافل نہ رہیں، خصوصاً رحمت و برکت کے خاص مواقع پر عبادت کا زیادہ اہتمام کریں---

رمضان المبارک اپنے انوار و تجلیات اور برکات خداوندی کے اعتبار سے روحانی موسم بہار ہے، اس ماہ میں نہایت فضیلت والی رات "لیلۃ القدر" بھی ہے---
آپ چاہتے تھے کہ ان قیمتی راتوں کو غفلت کی نذر نہ کیا جائے، بلکہ قیام اللیل کا اہتمام کیا جائے---

قیام اللیل (تراویح) خود حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی معمول تھا، تاہم دو راتوں کے بعد، جب صحابہ کرام کثیر تعداد میں آپ کے ساتھ شامل نماز ہو گئے، تو آپ باہر تشریف نہ لائے کہ کہیں یہ نماز فرض نہ ہو جائے---

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پردہ فرما جانے کے بعد چوں کہ فرضیت کا احتمال باقی نہ رہا، اس لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا، چناں چہ خود بیان فرماتے ہیں:

اَنَا وَ اللّٰہِ حَرَّضْتُ عُمَرَ عَلَی الْقِیَامِ فِیْ شَھْرِ رَمَضَانَ---

"اللہ کی قسم! میں نے حضرت عمر کو رمضان کی راتوں میں قیام کی رغبت دلائی"---

میں نے انہیں بتایا کہ ساتویں آسمان پر ایک ایوان ہے، جسے "حظیرۃ القدس" (مقدس ایوان) کہا جاتا ہے، وہاں کے فرشتے روح یا روحانیون کہلاتے ہیں---لیلۃ القدر میں وہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے زمین پر اترتے ہیں اور ایسی مساجد میں جہاں نماز کا اہتمام ہو رہا ہو، وہ نماز کے لیے آنے والے نمازیوں سے ملتے ہیں اور ان کے لیے دعائے خیر

کرتے ہیں، جس کی برکت انہیں پہنچتی ہے، یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

یَا اَبَا الْحَسَنِ فَنُحَرِّضُ النَّاسَ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَتّٰی تُصِیْبَھُمُ الْبَرَکَۃُ فَاَمَرَ النَّاسَ بِالْقِیَامِ---[۱۵۹]

''اے ابوالحسن (علی)! ہم لوگوں کو نماز کا شوق دلائیں گے تاکہ وہ اس برکت سے بہرہ یاب ہوسکیں--- چناں چہ آپ نے لوگوں کو قیام کا حکم دیا''---

گویا قیامت تک باجماعت تراویح ادا کرنے والوں کے اس عمل کا ثواب حضرت عمر اور حضرت مولا علی رضی اللہ عنہما کو بھی پہنچتا رہے گا---

ذوقِ عبادت

آپ کی عبادت گزاری کے بارے میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

کَانَ مَا عَلِمْتُ صَوَّامًا قَوَّامًا---[۱۶۰]

''جہاں تک مجھے معلوم ہے علی بکثرت روزہ رکھنے والے اور عبادت کے لیے بہت زیادہ قیام کرنے والے ہیں''---

آپ بڑے صاحب ذوق اور شب بیدار تھے---تمام رات عبادت و ریاضت، ذکر و فکر اور تلاوت کلام مجید میں محو رہتے--- نماز فجر کے بعد قبلہ رو ہو کر سورج طلوع ہونے تک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام کا نذرانہ پیش کرتے---[۱۶۱]

خشیت الٰہی اور ذوق عبادت کا یہی رنگ نباض ملت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ، ملت اسلامیہ کے نوجوانوں میں دیکھنا چاہتے ہیں اور بارگاہ خداوندی میں دست بدعا ہیں:

تڑپنے پھڑکنے کی توفیق دے
دلِ مرتضٰی سوزِ صدیق دے [۱۶۲]

محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ایمان بلکہ ایمان کی جان ہے--- بغیر اس کے ایمان کا کوئی تصور نہیں--- یوں تو تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بے پناہ محبت رکھتے تھے، لیکن وہ حضرات کتنے خوش بخت ہیں، جنھیں آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبولیت محبت کی سند عطا فرما دی--- ان عاشقان مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں حضرت سیدنا مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم امتیازی شان کے حامل ہیں---

محبّ بھی، محبوب بھی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی سے آپ کو بے پناہ محبت تھی، اس کا بڑا ثبوت یہ ہے

کہ خود آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس امر کا اعلان فرمایا--- چناں چہ جنگ خیبر کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، کل میں ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا:

یُحِبُّ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ وَ یُحِبُّہُ اللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ---[۱۶۳]

''جو اللہ و رسول (جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے محبت کرتا ہے اور اللہ و رسول اس سے محبت کرتے ہیں''---

دوسرے دن آپ نے جھنڈا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عنایت کر کے، علی کی محبت پر مُہر تصدیق ثبت کر دی اور واضح فرما دیا کہ علی محبّ اللہ بھی ہے اور محبّ الرسول بھی--- صرف محبّ ہی نہیں بلکہ آپ اللہ و رسول کے محبوب بھی ہیں---

میں اسے نہیں مٹا سکتا

محبت رسول کا اظہار صلح حدیبیہ کے موقع پر اس واقعہ سے بھی ہوتا ہے، جب کفار کے ساتھ معاہدہ تحریر کیا جا رہا تھا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لکھوایا:

ھٰذَا مَا قَاضٰی عَلَیْہِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ---

''یہ معاہدہ ہے، جس پر محمد رسول اللہ نے فیصلہ کیا''---

مشرکین نے کہا کہ اسی بات میں تو اختلاف ہے، اگر ہم نے آپ کو اللہ کا رسول تسلیم کر لیا ہوتا تو آپ کا اتباع کر لیتے--- ''محمدٌ رَّسول اللّٰہ'' کی بجائے ''محمد بن عبد اللہ'' لکھیں--- حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، پہلا لکھا ہوا مٹا دیں--- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرط ادب سے عرض کیا:

وَ اللّٰہِ لا اَمْحَاھَا---

"قسم بخدا میں اسے قطعاً نہیں مٹا سکتا"---

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اپنی جان کی پروانہ کرنے والے علی کی محبت نے گوارا نہ کیا کہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے الفاظ مٹا دیں---یہ حکم عدولی نہ تھی بلکہ کمال محبت کی دلیل تھی، چناں چہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اپنے ہاتھ سے مٹا دیا---[۱۶۴]

عظمتِ مصطفیٰ کا اظہار

محبت کا تقاضا ہے کہ محبوب کے اوصاف حسنہ کا بکثرت ذکر کیا جائے اور اس کی عظمتوں کا چرچا کیا جائے---حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمتوں اور آپ کے اوصاف و کمالات کا بہت قریب سے مشاہدہ کرنے کا موقع ملا تھا--- اسی لیے آپ نے اپنے ان مشاہدات کا جا بجا اظہار فرمایا، جس کا تذکرہ مختلف ابواب میں آ گیا ہے، یہاں مزید دو احادیث مبارکہ ذکر کی جاتی ہیں:

منہ سے بولیں شجر، دیں گواہی حجر

حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار مجھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مکہ مکرمہ کے گرد و نواح میں جانے کا اتفاق ہوا:

فَمَا اسْتَقْبَلَهُ جَبَلٌ وَلَا شَجَرٌ اِلَّا وَهُوَ يَقُوْلُ : اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ---

"آپ جس پہاڑ یا درخت کے پاس سے بھی گزرتے وہ عرض کرتا:

السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ''---[۱۶۵]

اسی عظمتِ مصطفیٰ کا ایک عظیم الشان واقعہ اس وقت ظہور پذیر ہوا جب آپ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان پر تبلیغِ اسلام کے لیے یمن پہنچے---قبل ازیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو ایک جماعت کے ساتھ دعوتِ اسلام کے لیے یمن روانہ کیا تھا، یہ جماعت چھ ماہ وہاں مقیم رہی مگر لوگوں نے اسلام قبول نہ کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گرامی نامہ دے کر بھجوایا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو واپس بلوالیا---[۱۶۶]

امام الائمہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اپنی سند کے ساتھ حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں--- آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اپنی اونٹنی پر سوار کر کے یمن روانہ کرتے ہوئے فرمایا کہ جب تو عقبۃ أفیق (یمن کے قریب گھاٹی) پر چڑھے اور لوگ تیرے استقبال کے لیے آگے بڑھیں تو تم نے یہ کہنا ہے:

یَا حَجَرُ یَا مَدَرُ یَا شَجَرُ رَسُوْلُ اللّٰهِ یَقْرَأُ عَلَیْكُمُ السَّلَامَ---

''اے پتھرو، اے مٹی کے ڈھیلو، اے درختو! رسول اللہ تمہیں سلام فرماتے ہیں''---

جب میں (یمن کے قریب پہنچا اور) گھاٹی پر چڑھا اور لوگوں کو اپنی طرف آتے دیکھا تو میں نے کہا:

یَا حَجَرُ یَا مَدَرُ یَا شَجَرُ رَسُوْلُ اللّٰهِ یَقْرَأُ عَلَیْكُمُ السَّلَام---

''اے پتھرو، اے مٹی کے ڈھیلو، اے درختو! رسول اللہ تمہیں سلام فرماتے ہیں''---

وَارْتَجَّ الْاُفُقُ فَقَالُوْا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

السَّلَامُ وَ عَلَيكَ السَّلَامُ ---

''تو زمین گونج اٹھی اور پتھر، درخت اور ڈھیلے پکار اٹھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام ہو اور اے علی آپ کو بھی سلام'' ---

لوگوں نے جب (یہ منظر دیکھا اور) نغمات سلام سنے تو اسلام قبول کر لیا --- [۱٦٧]

اوصافِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بزبان علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت رسول پر بیّن دلیل یہ بھی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حلیہ مبارکہ، آپ کے سراپا، آپ کی پیاری اداؤں اور روز و شب کے معمولات کو بڑی محبت سے بیان کرتے اور اس میں آپ کو بڑی مہارت تھی ---

ایک مرتبہ کچھ یہودی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا:

اپنے صاحب کی صفات بیان کریں --- آپ نے فرمایا:

یہودیو! میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غار (ثور) میں اس طرح قریب رہا جیسے یہ میری دونوں انگلیاں، میں آپ کے ساتھ جبل حراء پر اس طرح چڑھا کہ ایک دوسرے کی کمر میں بانہیں ڈالی ہوئی تھیں --- تاہم اس قدر قرب کے باوجود آپ کے اوصاف کا بیان بڑا کٹھن ہے، ہاں علی ابن ابی طالب کے ہاں چلے جاؤ --- وہ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا:

اے ابوالحسن! اپنے چچا کے بیٹے کے اوصاف تو بیان کیجیے، آپ نے فرمایا:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ تو حد موزونیت سے بڑھ کر دراز قد تھے اور نہ پست قد کہ ایک عضو دوسرے عضو میں گھسا ہوا ہو --- آپ مائل بہ درازی تھے،

رنگ مبارک میں سفیدی و سرخی کا امتزاج تھا، بال مبارک بہت زیادہ گھنگریالے نہ تھے بلکہ خمیدہ (کنڈل دار) تھے، جو کانوں کو چھوتے تھے--- کشادہ جبیں، آنکھیں خوب سیاہ سرمگیں، دندان مبارک نہایت چمکیلے، بلند بینی، گردن مبارک، گویا چاندی کی صراحی--- سینہ مبارک سے ناف تک بالوں کی لمبی لکیر، گویا سیاہ مشک کی ایک شاخ، سینہ اور باقی جسم اطہر پر اس کے علاوہ بال نہ تھے--- ہتھیلیاں اور پاؤں کے تلوے پُر گوشت تھے، جب آپ چلتے تو یوں مضبوط قدم اٹھاتے، جیسے فراز سے نشیب کی جانب گامزن ہوں--- جس وقت آپ کسی کی طرف التفات فرماتے، تو پوری طرح متوجہ ہوتے، جب کھڑے ہوتے تو تمام لوگوں سے بلند و بالا نظر آتے، جب بیٹھتے تو سب سے اونچے دکھائی دیتے، بات کرتے تو لوگوں پر سکوت چھا جاتا--- خطبہ ارشاد فرماتے تو سامعین پر گریہ طاری کر دیتے، لوگوں پر سب سے زیادہ رحیم و مہربان، یتیموں کے لیے شفیق باپ کی مانند، بیواؤں کے ساتھ کریم، سب سے زیادہ بہادر، سب سے زیادہ عطا فرمانے والے، بہت شگفتہ رو تھے--- عباء زیب تن کرتے، جو کی روٹی تناول فرماتے، آپ کا تکیہ چمڑے کا تھا، جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی، چارپائی کیکر کی لکڑی کی تھی، جو کھجور کے پتوں کی رسی سے بنی ہوئی تھی--- آپ کے دو عمامے تھے، ایک کا نام سحاب تھا اور دوسرے کا عقاب، تلوار آپ کی ذوالفقار تھی، آپ کا جھنڈا غراء، اونٹنی عضباء، خچر دلدل، گدھا یعفور، گھوڑا بحر، بکری برکہ، لاٹھی ممشوق اور علم لواء الحمد کے نام سے موسوم ہے--- آپ اونٹ کو خود باندھ لیتے اور چارا ڈال لیا کرتے،

کپڑوں کو پیوند لگا لیا کرتے اور جوتے کی خود ہی اصلاح کر لیتے تھے---[۱۶۸]

کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہو گا شہا

شمائل ترمذی میں ہے کہ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حلیہ مبارکہ بیان کرنے کے بعد فرمایا:

لَمْ اَرَ قَبْلَهٗ وَ لا بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ---[۱۶۹]

''میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد، آپ جیسا پیکرِ حسن و جمال اور کوئی نہیں دیکھا''---

تیرے خُلق کو حق نے عظیم کہا، تیری خَلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہو گا شہا، تیرے خالقِ حسن و ادا کی قسم [۱۷۰]

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سا کوئی نہیں

شمائل ترمذی ہی کی ایک اور روایت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ حلیہ مبارکہ بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

يَقُوْلُ نَاعِتُهٗ لَمْ اَرَ قَبْلَهٗ وَ لا بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم---[۱۷۱]

''حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر مدح سرا (بالآخر) یہی کہتا ہے کہ آقا! آپ جیسا نہ کوئی پہلے ہوا اور نہ بعد میں ہو گا''---

نہیں ہے آپ سا کوئی نہیں ہے
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوسرا کوئی نہیں ہے

سب سے محبوب تر

خلاصہ یہ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی زندگی عشقِ رسول سے عبارت تھی، آپ کی نظر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کائنات کی محبوب ترین شخصیت تھے، جن کے آگے دنیا کی تمام محبتیں ہیچ تھیں---جب آپ سے محبتِ رسول کی کیفیت کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے نہایت جامع جواب دیا، فرمایا:

كَانَ وَ اللّٰهِ اَحَبَّ اِلَيْنَا مِنْ اَمْوَالِنَا وَ اَوْلَادِنَا وَ آبَائِنَا وَ اُمَّهَاتِنَا وَ مِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ عَلَى الظَّمَأِ---[۱۷۲]

''اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں اپنے مال، اولاد، والدین اور سخت پیاس میں ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبوب ہیں''---

اخلاق و کردار

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم بلند پایہ اخلاق و کردار کے حامل تھے--- آپ کی پرورش و تربیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی تھی، اسی لیے صاحب خُلق عظیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مظہر اتم تھے--- آپ ہمیشہ لوگوں کے ساتھ خندہ روئی سے پیش آتے--- قول و فعل میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اتباع کرتے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمودات میں سرِمو فرق نہ آنے دیتے[۱۷۳]، آپ کی زندگی زہد و استغناء، دنیا سے بے رغبتی،

خشیت الٰہی، عفو و درگزر اور سادگی سے عبارت تھی--- ذیل میں ہم چند اوصاف کا تذکرہ کرتے ہیں:

زُہد

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے تجھے ایسی چیز کے ساتھ مزین فرمایا ہے، جس سے زیادہ پسندیدہ زینت کسی اور کو نہیں ملی--- اللہ کے ہاں یہ ابرار کی زینت ہے، یہ زینت دنیا میں زہد (بے رغبتی) ہے--- اللہ نے تجھے ایسا بنایا ہے کہ دنیا تجھ سے کچھ نہیں پائے گی اور تجھے دنیا سے کچھ نہ ملے گا--- تیرے ساتھ ہمیشہ مسکین لوگ رہیں گے، جن پر تو راضی ہوگا اور وہ تیری امامت پر راضی ہوں گے--- [۱۷۴]

عبداللہ بن حنیف رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اَلدُّنْیَا جِیْفَۃٌ فَمَنْ اَرَادَ مِنْھَا شَیْئًا فَلْیَصْبِرْ عَلٰی مُخَالَطَۃِ الْکِلَابِ--- [۱۷۵]

''دنیا مردار ہے، جو شخص اس سے حصہ لینا چاہتا ہو، وہ کتوں کے ساتھ اختلاط پر صبر کرے''---

حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نے زاہدانہ زندگی بسر کی اور دنیا اور دنیا کی لذتوں سے ہمیشہ پہلوتہی فرمائی--- آپ معمولی لباس پہنتے اور سادہ غذا استعمال کرتے---

سادہ غذا

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں:

ایک مرتبہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی خدمت میں حاضر ہوا--- آپ نے کھانے کے لیے خزیرہ (بہت سے پانی میں گوشت کے چند ٹکڑے اور کچھ آٹا ڈال کر تیار کیا گیا شوربہ) میرے سامنے رکھا، میں نے عرض کی:

اللہ آپ کا بھلا کرے، آپ نے ہمیں مرغابی کھلائی ہوتی، اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت کچھ دیا ہے، فرمایا:

''ابن زبیر! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ خلیفہ کے لیے (سادہ غذا کے) دو ہی پیالے حلال ہیں، ایک وہ جو گھر والوں کو کھلائے اور دوسرا، وہ جو لوگوں کو پیش کرے''---[۱۷۶]

لذتوں سے اجتناب

ایک بار آپ کرم اللہ وجہہ الکریم کی خدمت میں فالودہ پیش کیا گیا، آپ نے فالودہ سے مخاطب ہو کر فرمایا:

تیری خوش بو اچھی، رنگ حسین اور ذائقہ لذیذ ہے، مگر میں نفس کو ایسی چیز کا عادی نہیں بنانا چاہتا، جس کی اب تک اسے عادت نہیں ہے---[۱۷۷]

عدی بن ثابت کہتے ہیں:

ایک دفعہ آپ کو فالودہ پیش کیا گیا، مگر آپ نے تناول نہ فرمایا---[۱۷۸]

اکلِ حلال

موصل کے مضافاتی علاقہ عکبرا کے گورنر کہتے ہیں:

ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ کے سامنے ایک پیالہ اور پانی کا آب خورہ رکھا ہوا تھا---آپ نے مٹی کی ہانڈی طلب کی، جو سر بہ مہر تھی---میں نے سوچا، اس میں ہیرے جواہرات ہوں گے، مگر جب آپ نے مہر توڑی تو اس میں سے ستو نکلے، آپ نے تھوڑے ستو نکال کر پانی میں ڈالے، خود بھی پیے اور مجھے بھی پلائے---مجھ سے رہا نہ گیا، عرض کی:

امیر المومنین! عراق میں رہ کر اتنا سادہ کھانا؟---یہاں کے تو عوام کا بھی کھانا اس سے کئی درجہ بہتر ہے---فرمایا:

> ''قسم بخدا اس ہانڈی کو بخل کی وجہ سے سر بہ مہر نہیں رکھتا، بلکہ میں صرف حسبِ ضرورت خریدتا ہوں اور ڈرتا ہوں کہ یہ ختم ہو جائیں تو کہیں دوسرے ستو نہ بنا دیے جائیں---اس لیے انہیں حفاظت سے رکھتا ہوں، مجھے یہ پسند نہیں کہ میرے پیٹ میں سوائے حلال اور پاک چیز کے کچھ جائے''---[۱۷۹]

آپ صبح و شام جو (مختصر) غذا استعمال فرماتے، وہ وہی تھی، جو آپ مدینہ منورہ سے لے کر آئے تھے---[۱۸۰]

امانت و دیانت

رسول صادق و امین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پروردہ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم امانت و دیانت

کے حوالے سے بھی منفرد مقام کے حامل تھے---

مال غنیمت کی تقسیم میں بے حد احتیاط فرماتے، ایک دفعہ اصفہان سے مال آیا جس میں ایک روٹی بھی تھی، آپ نے دوسرے مال کی طرح اس کے سات حصے کیے، پھر مزید احتیاط یہ کی کہ حصوں کی برابر تقسیم کے باوجود تمام مال سات افراد میں قرعہ اندازی کے ذریعے تقسیم فرمایا تاکہ کسی قسم کی کمی بیشی رہ گئی ہوتو آپ اس سے بری ہوجائیں---[۱۸۱]

آپ مال جمع کر کے نہ رکھتے بلکہ جو کچھ آتا، مستحقین میں تقسیم فرما دیتے اور بیت المال میں جھاڑو پھیر کر وہاں نماز ادا کرتے تاکہ یہ قیامت کے دن گواہی دے کہ حاجت مند مسلمانوں کو مال سے محروم کر کے اسے خزانہ میں جمع نہیں رکھا گیا---[۱۸۲]

ایک بار آپ نے خطبہ میں فرمایا:

اللہ کی قسم، جس کے سوا کوئی معبود نہیں، میں نے تمہارے مال میں سے سوائے اس کے اور کچھ نہیں لیا، پھر قمیص سے عطر کی ایک شیشی نکال کر دکھائی، اور فرمایا:

یہ مجھے ایک دہقان نے ہدیہ دیا ہے، پھر آپ نے اسے بیت المال میں جمع کرا دیا اور یہ شعر پڑھا:

اَفْلَحَ مَنْ کَانَتْ لَہٗ قَوْصَرَۃٌ
یَاْکُلُ مِنْھَا کُلَّ یَوْمٍ تَمْرَۃً [۱۸۳]

''وہ شخص کامیاب ہے، جس کے پاس کھجوروں کی ایک ٹوکری ہو، جس سے روزانہ ایک کھجور نکال کر کھالیتا ہو''---

ایک مرتبہ اصفہان کے عامل عمرو بن سلمہ مال لے کر آئے، جس میں شہد اور

گھی کے مشکیزے بھی تھے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صاحب زادی سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو پتا چلا تو انہوں نے عمرو بن سلمہ کی طرف پیغام بھیجا کہ کچھ شہد اور گھی کی ضرورت ہے--- انہوں نے شہد اور گھی کا ایک ایک مشکیزہ بھیج دیا--- اگلے دن حضرت علی رضی اللہ عنہما مال کی تقسیم کرنے لگے، آپ نے گنتی کی تو دو مشکیزے کم پائے--- آپ کے استفسار پر عمرو بن سلمہ نے کچھ چھپانا چاہا، اور عرض کی:

ابھی حاضر کرتے ہیں--- آپ نے قسم دے کر اصرار کیا کہ اصل بات بتائی جائے--- انہوں نے وضاحت کی تو آپ نے فوراً وہ مشکیزے منگوائے اور ان میں سے جتنا شہد اور گھی نکالا جا چکا تھا، تاجروں سے اس کی قیمت لگوائی، جو تین درہم بنی--- حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنی صاحب زادی سے تین درہم وصول کرنے کے بعد تمام مال تقسیم فرما دیا--- [۱۸۴]

محدث ابن جوزی نے شہد کی قیمت پانچ درہم تحریر کی ہے--- [۱۸۵]

لباس میں سادگی

ہارون بن عنترہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں:

ایک دفعہ سردی کے موسم میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا--- آپ نے ایک بوسیدہ سی چادر اوڑھی ہوئی تھی، میں نے عرض کی:

امیر المومنین! اللہ نے آپ اور آپ کے اہل خانہ کے لیے بھی بیت المال میں پورا پورا حق رکھا ہے، پھر یہ حالت کیوں؟--- فرمایا:

"میں تمہارے مال کو نقصان نہیں پہنچانا چاہتا، مدینہ منورہ سے

یہی چادر لے کر چلا تھا، جو پہن رکھی ہے"---[۱۸۶]

یزید بن وہب جہنی کہتے ہیں:

ایک بار آپ رضی اللہ عنہ دو چادروں میں گھر سے نکلے، ایک چادر تہ بند کے طور پر اور دوسری سے باقی جسم ڈھانپے ہوئے تھے، درمیان سے کمر بند کی جگہ کپڑے کا ایک ٹکڑا باندھ رکھا تھا، پاس سے ایک اعرابی گزرا---اس نے کہا، یہ کیسا مُردوں کا سا لباس پہن رکھا ہے؟---آپ نے فرمایا:

"یہ لباس تکبر وغرور سے بہت دور، نماز کے لیے بہتر اور مومن کی سنت ہے"---[۱۸۷]

فضل بن دکین سے روایت ہے:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دو چادریں پہنے ہوئے دیکھا، ایک تہ بند، جس سے نصف پنڈلی ننگی نظر آتی تھی، ایک چادر اوپر اوڑھ رکھی تھی، آپ دِرّہ ہاتھ میں لیے بازاروں میں گھومتے پھرتے اور لوگوں کو تقویٰ، حسن تجارت اور ناپ تول میں انصاف کی تلقین فرماتے---[۱۸۸]

علی بن ارقم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں:

میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا، آپ بازار میں تلوار لیے کھڑے تھے اور فرمارہے تھے، اس کا کوئی خریدار ہے؟---اس اللہ کی قسم جو دانے میں سے شگوفہ نکالتا ہے، اس تلوار کے ساتھ ایک لمبے عرصے تک میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدافعت کرتا رہا، اگر میرے پاس چادر خریدنے کے لیے پیسے ہوتے تو اسے ہرگز فروخت نہ کرتا---[۱۸۹]

تواضع

انکسار اور تواضع کا یہ عالم کہ اپنے دور خلافت میں بہت ہی معمولی اور سادہ لباس پہنتے اور اپنے کام خود انجام دیتے، زاذان کہتے ہیں:

آپ خلیفۃ المسلمین ہونے کے باوجود تنہا بازاروں کا گشت کرتے---
بھولے ہوئے لوگوں کی رہنمائی فرماتے---ضعیفوں کی مدد کرتے---
خرید و فروخت کرنے والوں کے پاس سے گزرتے ہوئے قرآن کریم کی
یہ آیت تلاوت کرتے:

تِلْكَ الدَّارُ الآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لا يُرِيْدُوْنَ عُلُوّاً فِي الْاَرْضِ
وَلا فَسَاداً---[۱۹۰]

''یہ آخرت کا گھر ہم ان لوگوں کے لیے (مخصوص) کرتے ہیں جو زمین میں
سرکشی اور فساد کا ارادہ نہیں کرتے''---

پھر فرماتے:

یہ آیت عدل و تواضع والے حکمرانوں اور دیگر اہل قدرت و طاقت
افراد کے حق میں نازل ہوئی---[۱۹۱]

ایک مرتبہ کھجوروں کی گٹھڑی اٹھائے جا رہے تھے، ایک شخص نے عرض کی،
حضور! میں اٹھالیتا ہوں، فرمایا:

''عیال دار اپنا سامان خود اٹھانے کا زیادہ مستحق ہے''---[۱۹۲]

آپ کے انہی اوصاف کے پیش نظر حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی ایک مجلس میں

جب زہّاد (دنیا سے بے رغبتی کرنے والے ممتاز افراد) کا تذکرہ ہوا، تو آپ نے کہا:

اَزْهَدُ النَّاسِ فِي الدُّنْيَا عَلِيُّ بْنُ اَبِي طَالِبٍ---[۱۹۳]

"علی بن ابی طالب دنیا بھر میں سب سے زیادہ زاہد تھے"---

تحمل و بردباری

آپ بڑے حلیم، بردبار، متواضع اور نرم خو انسان تھے، سخت سے سخت اشتعال اور غصہ دلانے والی صورت حال اور کیفیت میں بھی آپ ان اوصاف پر پورا اترتے اور کبھی اعتدال کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دیتے--- ذیل میں چند ایسے واقعات درج کیے جاتے ہیں:

قاتل سے حسنِ سلوک

ابن ملجم نے زہر میں بجھی ہوئی تلوار کے ساتھ قاتلانہ حملے میں اتنا سخت وار کیا کہ آپ شدید زخمی ہو گئے اور جان بر ہونے کی کوئی امید باقی نہ رہی۔ قاتل کو پکڑ کر آپ کے سامنے پیش کیا گیا، آپ نے فرمایا:

"اِسے اچھا کھانا کھلاؤ اور نرم بستر دو، اگر زندہ رہا، تو خود فیصلہ کروں گا اور اگر جان بر نہ ہو سکوں تو اسے قتل کر دینا"---[۱۹۴]

پھر وصال کے وقت آپ نے اپنے صاحب زادے سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کو وصیت فرمائی:

میری وجہ سے مسلمانوں کی خوں ریزی نہ کرنا، میرے عوض صرف میرے قاتل کو سزا دینا، اگر اس کے حملہ کی وجہ سے میری موت واقع ہو جائے تو اس پر صرف ایک ہی وار کرنا اور اس کا مثلہ (اعضاء کی قطع و برید) ہرگز نہ کرنا، کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

"کسی کا مثلہ نہ کیا جائے، اگر چہ باؤلا کتا ہی کیوں نہ ہو"---[۱۹۵]

غلام آزاد کر دیا

مروی ہے کہ ایک بار حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے کسی کام کے لیے اپنے غلام کو آواز دی، غلام نے کوئی جواب نہ دیا، آپ نے پھر آواز دی، تین مرتبہ بلانے پر بھی جب غلام نہ آیا تو آپ خود اٹھ کر اس کے پاس تشریف لے گئے تو دیکھا، وہ لیٹا ہوا ہے، فرمایا:

تو نے میری آواز نہیں سنی؟---عرض کی، سن رہا تھا مگر سستی کی وجہ سے جواب نہ دیا، کیوں کہ مجھے معلوم تھا کہ آپ میری کوتاہی پر کچھ نہیں کہیں گے، یہ جواب سنتے ہی آپ نے فرمایا:

اِمْضِ فَاَنْتَ حُرٌّ لِّوَجْهِ اللّٰهِ تَعَالٰی ---[۱۹۶]

"جا، تجھے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے آزاد کیا"---

حوصلہ کی انتہاء

آپ کے تحمل و بردباری کے سلسلے میں مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک واقعہ مثنوی شریف میں

بہت مفصل بیان کیا ہے--- [۱۹۷]

جس کا خلاصہ یہ ہے:

ایک مرتبہ جہاد میں آپ ایک پہلوان سے مقابلہ کر رہے تھے، بڑی شدید جدو جہد کے بعد اسے پچھاڑا، جب وہ بالکل عاجز و لاچار ہو گیا اور آپ اسے قتل کرنا ہی چاہتے تھے کہ اس نے آپ کے چاند ایسے حسین چہرے پر تھوک دیا--- آپ اسے چھوڑ کر فوراً علیحدہ ہو گئے، وہ پہلوان آپ کی بردباری اور تحمل و حوصلہ کو دیکھ کر ہکا بکا رہ گیا--- ظاہر ہے، آپ کے اخلاق عالیہ نے اسے گھائل کر دیا اور اسلام اس کے دل میں گھر کر گیا--- مگر وہ حیران تھا کہ ایسے وقت جب کہ آپ کو مکمل دسترس حاصل تھی اور تھوک کر اشتعال دلانے کے باوجود آپ نے مجھے چھوڑ کیوں دیا؟---

آپ نے اس نومسلم پہلوان سے فرمایا:

میں نفس کی خوشنودی کے لیے نہیں لڑتا اور نہ تیرے ساتھ میری ذاتی مخاصمت ہے، میرے جہاد اور تمام تر جدو جہد کا مقصد تو رضائے الٰہی ہے، مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے اس مفہوم کو یوں بیان کیا ہے:

گفت من تیغ از پئے حق می زنم
بندۂ حقم نہ مامورِ تنم
شیرِ حقم ، نیستم شیرِ ہوا
فعلِ من بر دینِ من باشد گواہ [۱۹۸]

"آپ نے فرمایا، میں اللہ تعالیٰ کے لیے تلوار چلاتا ہوں، کیوں کہ

میں حق تعالیٰ کا بندہ ہوں، اپنے جسم کا غلام نہیں ہوں، میں شیر خدا ہوں، خواہشات نفسانی کا شیر نہیں، میرے دین پر میرا عمل گواہ ہے''---

اخلاص

صحابہ کرام، خصوصاً سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ہر ہر عمل اخلاص وللّٰہیت پر مبنی تھا اور ان کی زندگیاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان عالی شان کے سانچے میں ڈھلی ہوئی تھیں:

مَنْ اَحَبَّ لِلّٰہِ وَ اَبْغَضَ لِلّٰہِ وَ اَعْطٰی لِلّٰہِ وَ مَنَعَ لِلّٰہِ فَقَدِ اسْتَکْمَلَ الْاِیْمَانَ---[۱۹۹]

''جو شخص کسی سے محض اللہ کی خاطر محبت رکھے، صرف اللہ کے لیے ہی کسی سے بغض رکھے، کسی کو کچھ دے تو اللہ کے لیے اور روکے تو اللہ کے لیے، پس ایسے شخص نے اپنا ایمان مکمل کرلیا''---

اللہ اللہ کیا اخلاص تھا---سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم اس پہلوان سے لڑتے رہے مگر جب ایسا مرحلہ آیا، جس میں ذاتی انتقام اور خوش نودیٔ نفس کا پہلو بھی تھا تو آپ نے فوراً لڑائی بند کردی---

دربارِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں اخلاق وکردارِ مرتضوی کا تذکرہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ایک رفیق ضرار بن ضمرہ الکنانی نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دربار میں ان کے بے حد اصرار پر نہایت خوب صورت اور جامع الفاظ میں حضرت مولا علی

کرم اللہ وجہہ الکریم کے اخلاق و کردار کی منظر کشی کی، انہوں نے اپنے تاثرات و مشاہدات کو یوں بیان کیا:

''ان کی نظر دور رس تھی، انتہائی مضبوط اعصاب کے مالک تھے، دوٹوک اور کھری بات کہتے، مکمل عدل وانصاف کے ساتھ فیصلے صادر فرماتے--- ان کی شخصیت سے علم کے چشمے ابلتے، حکمت ودانائی سے لب ریز بات کرتے، دنیا اور اس کی چمک دمک سے وحشت محسوس کرتے، رات اور اس کی تاریکی سے انس رکھتے، بخدا (خشیت الٰہیہ سے) روتے تو ان کے آنسو نہ تھمتے--- دیر تک سوچ بچار میں محو رہتے، سادہ اور معمولی لباس پہنتے، روکھا سوکھا کھاتے--- خدا گواہ ہے، آپ نہایت بے تکلف اور مل جل کر رہتے، جب ان سے کچھ پوچھا جاتا تو یوں بے تکلفی سے جواب عنایت فرماتے، جیسے ہم میں سے عام آدمی آپس میں گفتگو کرتے ہیں، حاضر خدمت ہونے والوں سے کلام میں پہل کرتے، بلانے پر حسب وعدہ آجاتے، (اس قدر سادگی و بے تکلفی کے باوجود خدا داد رعب کا یہ عالم تھا کہ) ہمیں ان کے سامنے بولنے کی ہمت نہ ہوتی--- آپ مسکراتے تو دانت لڑی میں پروئے ہوئے سفید موتیوں کی طرح چمکتے نظر آتے، دین داروں کی قدر کرتے، غرباء ومساکین سے محبت رکھتے، کسی طاقت ور کی جرأت نہ تھی کہ آپ سے باطل کی تائید کی توقع رکھے اور کوئی کم زور ان کے عدل سے مایوس نہ ہوتا--- اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے ان کی راتوں کے چند مناظر دیکھے ہیں، جب رات چھا جاتی، تارے ڈوبنے لگتے تو آپ محراب مسجد میں اپنی داڑھی پکڑے، درد بھرے شخص کی طرح بلک بلک کر رو رہے ہوتے اور یوں تڑپتے،

جیسے کسی شخص کو زہر یلے سانپ نے ڈس لیا ہو، گویا میں اب بھی ان کی آواز سن رہا ہوں، آپ درد ورقت سے کہہ رہے ہیں:

''اے دنیا! تو میرا دل لبھانا چاہتی ہے؟---مجھ سے کچھ امید نہ رکھ، دور ہٹ جا، کسی اور کو فریب دے، میں تو تجھے تین طلاقیں دے چکا ہوں، جس کے بعد رجوع کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہی، تیری عمر انتہائی مختصر، تیری دی ہوئی راحت حقیر، تیرے خطرے بڑے بھیانک ہیں--- آہ! زادراہ انتہائی قلیل، سفر بڑا طویل اور راستہ نہایت سنسان ہے''---

راوی کہتے ہیں، یہ سن کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ زار و قطار رونے لگے--- داڑھی بھیگ گئی، آواز حلق میں اٹک گئی، حاضرین بھی رونے لگے--- پھر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

رَحِمَ اللّٰهُ اَبَا الْحَسَنِ كَانَ وَ اللّٰهِ كَذٰلِكَ---[۲۰۰]

''اللہ، ابو الحسن (علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ) پر رحم فرمائے، آپ واقعی ایسی خوبیوں کے مالک تھے''---

جودوسخا

حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے پاس جو کچھ بھی آتا، رضائے الٰہی کے لیے خرچ کر دیتے، آپ کے جودوسخا کی تعریف میں قرآن شاہد ہے:

ایثار

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما راوی ہیں:

ایک مرتبہ شہزادگان حسنین کریمین رضی اللہ عنہما بیمار ہو گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی

عیادت کے لیے تشریف لائے، آپ نے سیدۂ کائنات فاطمۃ الزہراء اور مولائے کائنات علی المرتضٰی رضی اللہ عنہما کو منت ماننے کی ترغیب دی---حضرت فاطمہ، حضرت علی اور آپ کی باندی فضہ رضی اللہ عنہم نے تین تین روزوں کی منت مانی، اللہ تعالیٰ نے شفا عطا فرمائی تو انہوں نے روزہ رکھا، گھر میں کھانے کو کچھ نہ تھا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کچھ جو قرض لیے، سیدہ رضی اللہ عنہا نے انہیں پیسا اور ایک تہائی آٹا گوندھ کر پانچ روٹیاں تیار کیں، افطار کا وقت ہوا تو دروازے پر ایک سائل نے صدا بلند کی:

اے اہلِ بیتِ محمد! مسلمان مسکین حاضر ہے، کچھ کھانے کو ہو تو عنایت فرمائیں--- انہوں نے سائل کو ترجیح دی، روٹیاں اٹھا کر اسے دے دیں، خود پانی کے ساتھ روزہ افطار کر لیا اور رات کو بغیر کھائے پیے دوسرے دن کا روزہ رکھ لیا--- افطاری کے وقت کھانا سامنے رکھا تھا کہ ایک یتیم نے صدا دی، آپ نے کھانا اٹھا کر اسے دے دیا اور پانی سے روزہ افطار کر کے تیسرے روزہ کی نیت کر لی--- افطاری کا وقت ہوا، کھانا تناول کرنے کا ارادہ کیا تو دروازے پر ایک اسیر نے سوال کیا، آپ نے کھانا اسے مرحمت فرما دیا اور پانی سے روزہ افطار کر لیا---

اگلی صبح حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ، حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو لے کر حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، دونوں شہزادے بھوک سے شدید نڈھال اور کمزوری کی وجہ سے کانپ رہے تھے--- ان کی تکلیف دیکھ کر آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پریشان ہو گئے اور سبب دریافت فرمایا، پھر انہیں لے کر کاشانۂ مولا علی رضی اللہ عنہ میں تشریف لائے--- دیکھا کہ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا بھی بھوک سے بے حد کمزور ہیں اور آنکھوں کے گرد حلقے پڑ چکے ہیں--- یہ حالت دیکھ کر نہایت ملال ہوا اور آپ پر رقت طاری ہو گئی، اسی وقت جبریل امین علیہ السلام اہل بیت اطہار کے اس ایثار و سخاوت پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے

پیغامِ تہنیت اور ان کی تعریف میں یہ آیات کریمہ لے کر بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے:

وَ یُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّهٖ مِسْكِیْنًا وَّ یَتِیْمًا وَّ اَسِیْرًا اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِیْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّ لَا شُكُوْرًا---[۲۰۱]

''اور اللہ کی محبت میں وہ مسکین، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں (اور ان سے کہہ دیتے ہیں کہ) ہم تمہیں صرف اللہ کی رضا کے لیے کھلاتے ہیں، ہم تم سے نہ کسی اجر کے خواہاں ہیں اور نہ شکریے کے'' ---[۲۰۲]

حالتِ رکوع میں سخاوت

ایک بار رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے، آپ نے وہاں ایک سائل کو دیکھا اور اس سے پوچھا، تمہیں کسی نے کچھ دیا بھی ہے یا نہیں؟---

سائل نے حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ وہ صاحب جو نماز پڑھ رہے ہیں، انہوں نے مجھے چاندی کی انگوٹھی دی ہے---حضور ﷺ نے پوچھا، کس حالت میں دی ہے؟--- اس نے عرض کی، حالت رکوع میں--- (انگوٹھی ڈھیلی تھی اور آپ نے عمل قلیل سے اسے نیچے گرا دیا) حضور ﷺ نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

اِنَّمَا وَلِیُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ یُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ هُمْ رٰكِعُوْنَ---[۲۰۳]

''اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اور ایمان والے ہی تمہارے مددگار ہیں، جو نماز قائم کرتے ہیں اور بحالت رکوع صدقہ دیتے ہیں'' ---[۲۰۴]

اس آیت مبارکہ میں یوں تو تمام صحابہ کرام اور دیگر ایمان داروں کی تعریف ہے، تاہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے جود وسخا، ایثار اور اہل ایمان کے لیے ان کی مدد ونصرت اور دوستی کی اللہ تعالیٰ نے بطور خاص مدح وتوصیف بیان فرمائی --- شاعر دربار رسالت سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اس واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

فَاَنْتَ الَّذِیْ اَعْطَیْتَ اِذْ کُنْتَ رَاکِعًا
زَکوٰۃً فَدَتْكَ النَّفْسُ یَا خَیْرَ رَاکِعٍ
فَاُنْزَلَ فِیْكَ اللّٰهُ خَیْرَ وِلایَةٍ
وَ اَثْبَتَهَا اَثْنَا کِتَابِ الشَّرَائِعٖ [۲۰۵]

دن رات سخاوت

سیدُ المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس چار درہم تھے، ایک درہم انہوں نے رات کو، ایک دن میں، ایک پوشیدہ اور ایک ظاہراً اللہ کے راستے میں خرچ کر دیا، اس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کی سخاوت کی مدح میں یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی:

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّیْلِ وَ النَّهَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِیَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ---[۲۰۶]

''جو لوگ اپنے مال رات، دن، ظاہر اور پوشیدہ (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں تو ان کے لیے ان کا ثواب ہے، ان کے رب کے پاس اور ان پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غم گین ہوں گے'' ---[۲۰۷]

مہمان نوازی

حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کی فیاضی کا اندازہ اس امر سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ فقر و فاقہ کے باوجود آپ مہمانوں کا اکرام کرتے --- مہمان نوازی سے انہیں قلبی راحت نصیب ہوتی اور اگر کبھی یہ موقع میسر نہ آتا تو بے چین ہو جاتے ---

امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ تحریر کرتے ہیں:

ایک مرتبہ آپ کی آنکھوں سے اشک رواں تھے، رونے کا سبب دریافت کیا گیا تو فرمایا:

لَمْ یَأْتِنِیْ ضَیْفٌ مُنْذُ سَبْعَۃِ اَیَّامٍ وَّ اَخَافُ اَنْ یَّکُوْنَ اللّٰہُ تَعَالٰی قَدْ اَھَانَنِیْ ---[۲۰۸]

''سات روز سے میرے ہاں کوئی مہمان نہیں آیا، مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں اللہ تعالیٰ نے مجھے رسوا تو نہیں کر دیا''---

اس واقعہ سے جہاں آپ کی خشیت الٰہیہ کا پتا چلتا ہے، وہیں آپ کے ذوق مہمان نوازی کی جھلک بھی دکھائی دیتی ہے---

قرض سے نجات کے لیے وظیفہ

آپ کے جود و سخا کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ آپ نے خلق خدا کو وسعتِ رزق اور قرض سے نجات کے لیے وظیفہ عنایت فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اكْفِنِىْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَ اَغْنِنِىْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ---[۲۰۹]

ترکیب

ہر نماز کے بعد گیارہ گیارہ بار اور صبح و شام سو سو بار روزانہ، اول آخر درود شریف---
اس دعا کی نسبت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا، اگر تجھ پر پہاڑ کی مانند بھی
قرض ہوگا تو اللہ تعالیٰ اسے ادا کر دے گا---[۲۱۰]

❁❁❁❁❁

شجاعت و بسالت

آپ کا یہ ایسا امتیازی وصف ہے، جس کے پیشِ نظر آج بھی قوت و ہیبت، شجاعت و بسالت، فتوت و جواں مردی، ہمت و مردانگی اور جرأت و بہادری کے لیے قوتِ حیدری، ضرب المثل اور شعار کی حیثیت رکھتی ہے:

جرأت و ہمت میں تم ہو آپ ہی اپنا جواب
مادرِ گیتی نہ پیدا کر سکی تم سا علی [۲۱۱]

شبِ ہجرت کفار کے سخت محاصرے اور لہراتی ہوئی تلواروں کے سائے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بستر مبارک پر بلاخوف وخطر لیٹے رہنے میں، جہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے

انتہائی محبت کا اظہار ہوتا ہے، وہیں یہ واقعہ آپ کی شجاعت و بسالت کی بھی بیّن دلیل ہے---

آپ رضی اللہ عنہ نے غزوۂ تبوک کے سوا تمام جنگوں میں شرکت کی---[۲۱۲]

غزوۂ تبوک رجب ۹ ھ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے اپنے اہل بیت کی دیکھ بھال کے لیے آپ کو مدینہ منورہ میں رہنے کا حکم دیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی، یارسول اللہ! آپ مجھے بچوں اور عورتوں میں چھوڑے جارہے ہیں؟---فرمایا:

اَمَا تَرْضٰی اَنْ تَکُوْنَ مِنّیْ بِمَنْزِلَۃِ ھَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰی غَیْرَ اَنَّـہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ---[۲۱۳]

''اے علی! کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم میرے لیے ایسے ہو جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے حضرت ہارون علیہ السلام، لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا''---

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تمام جنگوں میں علمِ جہاد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ ہوتا---[۲۱۴]

ثعلبہ بن ابی مالک کہتے ہیں کہ تمام غزوات میں جھنڈا حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس رہتا مگر جب جنگ شروع ہوتی تو جھنڈا حضرت علی رضی اللہ عنہ تھام لیتے---[۲۱۵]

غزوۂ بدر (رمضان المبارک ۲ھ)

اسلام اور کفر کی پہلی فیصلہ کن جنگ، بدر کے مقام پر ہوئی، اس موقع پر مسلمانوں کے مقابلہ میں عتبہ بن ربیعہ، اپنے بھائی شیبہ بن ربیعہ اور بیٹے ولید بن عتبہ کو لے کر نکلا--- یہ تینوں نہایت آزمودہ کار اور بڑے سورما سمجھے جاتے تھے---

ان کے مقابلہ میں انصار کے تین افراد نکلے، مگر کفار نے کہا، ہمارے مقابلہ میں ہمارے رشتہ دار سامنے آئیں--- چناں چہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حمزہ، حضرت علی اور حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہم کو حکم دیا--- یہ تینوں حضرات رشتے کے اعتبار سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بہت قریبی اور بڑے عزیز تھے--- حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے شیبہ کو اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ولید بن عتبہ کو للکارا اور پہلے ہی وار میں ان کا کام تمام کر دیا--- حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ، عتبہ کے مقابلہ میں شدید زخمی ہو گئے تو حضرت حمزہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما نے یک بارگی حملہ کر کے عتبہ کو جہنم رسید کر دیا--- [۲۱۶]

اس جنگ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جھنڈا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دیا تھا--- آپ نے مردانگی و شجاعت کے وہ جوہر دکھائے کہ آسمان سے رضوان فرشتے نے ندا کی:

لا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفَقَار وَ لا فَتٰی اِلَّا عَلِیٌّ

ابن عساکر کہتے ہیں کہ اس موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی تلوار ذوالفقار، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دی تھی اور پھر ہمیشہ کے لیے عنایت فرما دی--- [۲۱۷]

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''جنگ بدر کے موقع پر میرے اور حضرت ابوبکر میں سے ایک کے ساتھ جبریل اور دوسرے کے ساتھ میکائیل تھے''--- [۲۱۸]

غزوۂ اُحد (شوال ۳ھ)

غزوۂ احد میں بھی آپ نے اپنی بہادری کے جوہر دکھائے اور متعدد مشرکین کو تہِ تیغ کیا--- [۲۱۹]

حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اس جنگ میں آپ کو سولہ زخم لگے، ہر بار زخم لگنے کے بعد وہ زمین پر گر جاتے اور جبریل امین آ کر انہیں اٹھاتے---[۲۲۰]

جنگ احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شدید زخمی ہو گئے، آپ کے سر اقدس اور چہرہ مبارک پر پتھر لگے، جس سے دندان مبارک کا ایک حصہ شہید ہو گیا، اس موقع پر حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نے زخم صاف کرنے کی خدمت انجام دی---سہل بن سعد سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زخموں کی کیفیت دریافت کی گئی تو آپ نے فرمایا، مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ زخموں کو کون دھو رہا تھا، پانی کس نے ڈالا تھا اور کیا دوا کی گئی تھی:

حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی ڈھال میں پانی لیے انڈیل رہے تھے، حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا زخموں کو صاف کر رہی تھیں، انہوں نے جب یہ محسوس کیا کہ خون کسی طرح رک نہیں رہا تو چٹائی کا ایک ٹکڑا جلا کر زخموں کو بھر دیا---[۲۲۱]

جنگ احد کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جھنڈا سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی سیاہ چادر کا بنایا گیا تھا---حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جھنڈا عنایت فرمایا---[۲۲۲]

غزوۂ احد میں آپ نے اس مردانگی کے ساتھ جنگ کی کہ (جنگ بدر کی طرح، غیب سے) ندا آئی:

لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفَقَارِ وَ لَا فَتٰی اِلَّا عَلِیٌّ---[۲۲۳]

''ذوالفقار (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلوار) کے علاوہ کوئی تلوار نہیں اور علی کے سوا کوئی نوجوان نہیں''---

شاہِ مرداں ، شیرِ یزداں ، قوتِ پروردگار
لَا فَتٰی اِلَّا عَلِیْ ، لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفَقَار

غزوۂ احزاب (شوال ۵ھ)

غزوۂ احزاب (جنگ خندق) کے موقع پر کفار کی طرف سے مسلمانوں کو للکارنے والا شخص عمرو بن عبدوُد تھا--- یہ نہایت تجربہ کار سورما تھا، جسے تنہا ہزار شہ سواروں پر بھاری سمجھا جاتا---اس کے مقابلہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے تو اس نے کہا:

بھتیجے! کسی بڑے کو مقابلہ میں نکالو، میں تمہیں قتل نہیں کرنا چاہتا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''لیکن میں تمہیں قتل کرنا چاہتا ہوں''---

یہ سن کر وہ جوش میں آ گیا اور تلوار سونت کر کھڑا ہو گیا--- دونوں تلواریں چلنے لگیں، اس نے بہت زوردار حملہ کیا مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کامیابی سے بچاؤ کیا اور پھر ایک بھرپور وار کر کے اس سورما کو واصل جہنم کر دیا---[۲۲۴]

اس جنگ میں حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے بہادری کے وہ جوہر دکھائے جو عقل اور قیاس کی حد سے ماوراء ہیں، یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کی خدمات جلیلہ کو سراہتے ہوئے فرمایا:

لَمُبَارَزَةُ عَلِيِّ ابْنِ اَبِی طَالِبٍ یَوْمَ الْخَنْدَقِ اَفْضَلُ مِنْ اَعْمَالِ اُمَّتِیْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ---[۲۲۵]

''جنگ خندق کے موقع پر علی کی لڑائی میری امت کے تا قیامت نیک اعمال سے افضل ہے''---

غزوۂ خیبر (محرم الحرام ۷ھ)

خیبر مدینہ منورہ کے شمال مشرق میں ستّر میل کے فاصلے پر واقع ہے--- یہاں یہودی آباد تھے---اس میں کئی قلعے تھے---حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محرم الحرام ۷ھ میں خیبر پر حملہ کیا تو یکے بعد دیگرے قلعے فتح ہوتے رہے--- سب سے مضبوط قلعہ ''القموص'' تھا، جسے فتح کرنے میں کئی دن کے محاصرے کے باوجود کامیابی نہیں ہورہی تھی---بالآخر ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَأُعْطِيَنَّ هٰذِهِ الرَّايَةَ رَجُلاً يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيْهِ، يُحِبُّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ يُحِبُّهُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ---

''کل میں اس شخص کو جھنڈا دوں گا، جس کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے گا، وہ شخص اللہ اور اللہ کے رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ اور اس کے رسول اس سے محبت رکھتے ہیں''---

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ خوش خبری سن کر رات بھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہر فرد یہی تمنا کرتا رہا، کاش جھنڈا مجھے عنایت ہو، تاکہ اللہ و رسول (جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے محبت کی سند مل جائے---صبح ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا:

اَيْنَ عَلِيٌّ؟---

''علی کہاں ہیں؟''---

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی، وہ آشوبِ چشم میں مبتلا ہیں، فرمایا: انہیں بلائیں، حضرت علی (کرم اللہ وجہہ الکریم) حاضر ہوئے---

فَبَصَقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فِیْ عَیْنَیْہِ وَ دَعَا لَہٗ فَبَرَأَ---[۲۲۶]

''رسول اللہ ﷺ نے اپنا لعاب دہن ان کی آنکھوں میں لگایا اور دعافرمائی تو فوراً آنکھیں بالکل تن درست ہوگئیں'' ---

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں:

فَمَا رَمِدتُّ بَعْدَ یَوْمَئِذٍ---[۲۲۷]

''پھر اس کے بعد آج تک میں آشوب چشم میں مبتلا نہیں ہوا'' ---

آشوبِ چشم اور سر درد سے دائمی نجات

ایک اور روایت میں ہے:

وَ مَا رَمِدْتُّ وَلا صُدِعْتُ مُنْذُ مَسَحَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَجْھِیْ وَ تَفَلَ فِیْ عَیْنَیَّ یَوْمَ خَیْبَرَ حِیْنَ اَعْطَانِیَ الرَّایَۃَ---[۲۲۸]

''جب سے حضور ﷺ نے میری آنکھوں میں لعاب دہن ڈالا ہے اور میرے چہرے پر دست شفا پھیرا ہے، اس کے بعد سے اب تک مجھے نہ کبھی آشوبِ چشم ہوا ہے اور نہ کبھی دردسر کی شکایت ہوئی ہے'' ---

شاہِ خیبر شکن

ارشادمصطفوی کی تعمیل کرتے ہوئے آپ نے جھنڈا تھاما اور شجاعت و بسالت کے عدیم النظیر جوہر دکھا کر وہ ان مٹ نقوش ثبت کیے، تاریخ بسالت جن کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے---مولائے خیبر شکن جوش و ولولے سے آگے بڑھے اور

قلعے کا دروازہ اکھاڑ کر ہاتھ میں لے لیا اور اسے بطور ڈھال استعمال کرتے رہے---[۲۲۹]
یہ دروازہ اتنا وزنی تھا کہ لڑائی ختم ہونے کے بعد چالیس سے کم آدمی مل کر بھی اسے اٹھا نہ سکے---[۲۳۰]

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں:

وَ اللّٰهِ مَا قَلَعْتُ بَابَ خَيْبَرَ بِقُوَّةٍ جَسْدَانِيَّةٍ وَّ لٰكِن بِقُوَّةٍ رَّبَّانِيَّةٍ---[۲۳۱]

''اللہ کی قسم میں نے قوت جسمانی سے نہیں بلکہ خداداد قوت ربانی سے خیبر کے قلعے کا دروازہ اکھاڑ پھینکا''---

شیرِ شمشیر زن شاہِ خیبر شکن
پرتوِ دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام [۲۳۲]

حیدر

اس قلعہ کا سردار مرحب، عرب کا مانا ہوا پہلوان تھا--- وہ یہ رجز پڑھتا ہوا سامنے آ گیا:

قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ اِنِّی مَرْحَبٗ
شَاكِی السِّلَاحِ بَطَلٌ مُجَرَّبٗ
اِذِ الْحُرُوْبُ اَقْبَلَتْ تَّلَهَّبٗ

''اہل خیبر خوب جانتے ہیں کہ میں مرحب ہوں--- ہتھیاروں سے لیس، بہادر اور تجربہ کار ہوں--- جب جنگ کی آگ بھڑک اٹھتی ہے''---

فاتح خیبر نے اس متکبرانہ رجز کے جواب میں کہا:

اَنَا الَّذِیْ سَمَّتْنِیْ اُمِّیْ حَیْدَرَہ
کَلَیْثِ غَابَاتٍ کَرِیْہِ الْمَنْظَرَہ
اُوْفِیْهِمْ بِالصَّاعِ کَیْلَ السَّنْدَرَہ

''میں وہی ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر (شیر) رکھا ہے---
جو جنگلوں کے شیر کی طرح رعب و دبدبہ والا ہے--- میں لوگوں کو
ایک صاع کے بدلے میں اس سے بڑا پیمانہ دیتا ہوں''---

پھر آپ نے اس زور سے تلوار کی ضرب لگائی کہ مرحب کے سر کے دو ٹکڑے کر کے رکھ دیے اور آپ کے ہاتھوں قلعہ فتح ہو گیا---[۲۳۳]

خواب

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کا یہ رجز شاعرانہ تعلّی اور جاہلانہ دعویٰ نہ تھا بلکہ حقیقت کا اظہار تھا--- اس موقع پر خود کو حیدر کہنے میں عجیب معنویت تھی، علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں:

مرحب نے اس رات خواب دیکھا تھا کہ ایک شیر اسے پھاڑ رہا ہے--- حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بذریعہ کشف اس بات کا علم ہو گیا--- آپ نے ''انا الذی سمتنی امی حیدرہ'' کہہ کر اشارہ کر دیا--- مرحب یہ رجز سنتے ہی کانپ اٹھا اور اس کی بہادری کا سارا نشہ کافور ہو گیا---[۲۳۴]

❁❁❁❁❁

شہر یارِ علم و عرفان

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم علم و ذکاوت کے اعتبار سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ممتاز حیثیت کے حامل ہیں---

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آپ پر خصوصی فیضان تھا---خود فرماتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے سینے پر ہاتھ رکھ کر دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ امْلَأْ قَلْبَہٗ عِلْمًا وَّ فَھْمًا وَّ حِکَمًا وَّ نُوْرًا---

''اے اللہ! علی کے سینہ کو علم، فہم و بصیرت، حکمت اور نور سے بھرپور فرما دے''---

کچھ دیر بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَخْبَرَنِیْ رَبِّیْ عَزَّ وَ جَلَّ اَنَّہٗ قَدِ اسْتَجَابَ لِیْ فِیْكَ---[۲۳۵]

''اے علی! تیرے لیے جو دعا کی گئی، اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے اسے قبول فرمالیا ہے''---

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علم و حکمت پر متعدد احادیث شاہد ہیں---سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَنَا مَدِیْنَةُ الْعِلْمِ وَ عَلِیٌّ بَابُهَا فَمَنْ اَرَادَ الْعِلْمَ فَلْیَاْتِ بَابَہٗ---[۲۳۶]

''میں شہرِ علم ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں، جو شخص علم حاصل کرنا چاہے، وہ علم کے دروازے کے پاس آئے''---

ترمذی شریف میں حضرت سیدنا مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

اَنَا دَارُ الْحِکْمَةِ وَ عَلِیٌّ بَابُهَا---[۲۳۷]

''میں حکمت کا گھر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں''---

مفسرِ قرآن سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

لَقَدْ اُعْطِیَ عَلِیٌّ تِسْعَةَ اَعْشَارِ الْعِلْمِ وَ اَیْمُ اللّٰهِ لَقَدْ شَارَکَهُمْ فِی الْعُشْرِ الْعَاشِرِ---[۲۳۸]

''حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کو علم کا ۱۰/۹ حصہ عطا فرمایا گیا، (جب کہ بقیہ ایک حصہ دوسرے لوگوں کو ملا) بخدا آپ اس ۱۰/۱ حصہ میں بھی باقی لوگوں کے ساتھ برابر کے شریک ہیں''---

کتاب وسنت کے جلیل القدر عالم

باب مدینۃ العلم حضرت علی مرتضیٰ کی تربیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آغوش علم وحکمت میں ہوئی تھی، اس لیے قرآن وسنت کے مطالب ومعانی، حقائق ومعارف اور اسرار ورموز سے گہری واقفیت رکھتے تھے---

کتاب اللہ سے آپ کے گہرے تعلق کا اندازہ حضرت ام سلمہ سے مروی اس حدیث سے ہوتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

عَلِیٌّ مَعَ الْقُرْآنِ، وَالْقُرْآنُ مَعَهٗ لَا یَفْتَرِقَانِ حَتّٰی یَرِدَا عَلَی الْحَوْضِ---[۲۳۹]

''علی اور قرآن لازم وملزوم ہیں، یہ دونوں کبھی جدا نہیں ہوں گے، یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر (بھی اکٹھے) آئیں گے''---

بلاشبہ آپ کتاب وسنت کے بہت بڑے عالم تھے۔ ابوطفیل سے مروی ہے کہ میں نے علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم کو ان کے خطبات میں یہ فرماتے ہوئے سنا:

سَلُوْنِیْ فَوَاللّٰہِ لَا تَسْأَلُوْنِیْ عَنْ شَیْءٍ اِلَّا اَخْبَرْتُکُمْ ، وَ سَلُوْنِیْ عَنْ کِتَابِ اللّٰہِ فَوَاللّٰہِ مَا مِنْ آیَۃٍ اِلَّا وَ اَنَا اَعْلَمُ أَبِلَیْلٍ نَزَلَتْ اَمْ بِنَهَارٍ ، اَمْ فِیْ سَهْلٍ ، اَمْ فِیْ جَبَلٍ---[۲۴۰]

''جو چاہو، پوچھو، خدا کی قسم! تم جو چیز دریافت کرو گے، میں اس کی خبر دوں گا--- کتاب اللہ کے بارے میں جو دریافت کرنا ہے، کرلو، بخدا قرآن مجید کی کوئی ایسی آیت نہیں، جس کے متعلق مجھے علم نہ ہو کہ وہ کہاں اور کیسے نازل ہوئی، رات کو یا دن کو، ہموار رستے میں چلتے ہوئے نازل ہوئی یا جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہاڑی پر تشریف فرما تھے''---

ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اُقْدِرُ اَنْ اَسْتَخْرِجَ وَقْرَ بَعِیْرٍ مِنَ الْعُلُوْمِ مِنْ مَّعْنَی الْبَاءِ---[۲۴۱]

''میں چاہوں تو بسم اللہ کی باء کے معانی سے اتنے علوم بیان کرسکتا ہوں کہ ایک اونٹ کا بوجھ بنے''---

ایک دوسری روایت میں ہے، آپ نے فرمایا:

''اگر میں چاہوں تو بسم اللہ (کی باء) کے نیچے جو نقطہ ہے، اس کے علم سے ۸۰ (اسّی) اونٹوں کا بوجھ بھر دوں، تو کرسکتا ہوں، یعنی صرف نقطۂ باء کی تفسیر لکھنا چاہوں تو اتنی بڑی مبسوط اور ضخیم تفسیر لکھوں جو اسّی اونٹوں کا

بوجھ ہو جائے"---[۲۴۲]

کتاب اللہ کی طرح آپ سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھی بہت بڑے عالم تھے، ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

اِنَّہٗ اَعْلَمُ النَّاسِ بِالسُّنَّۃِ---[۲۴۳]

"حضرت علی رضی اللہ عنہ تمام لوگوں سے بڑھ کر سنت کا علم رکھتے تھے"---

شریح بن ہانی نے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے موزوں پر مسح کے بارے میں مسئلہ پوچھا، آپ نے فرمایا:

سَلْ عَلِيًّا فَاِنَّہٗ اَعْلَمُ بِھٰذَا مِنِّیْ کَانَ یُسَافِرُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم---

"یہ مسئلہ علی سے دریافت کرو، وہ اس کے بارے میں مجھ سے بہتر جانتے ہیں، کیوں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سفر کیے ہیں"---

شریح کہتے ہیں، میں نے یہ مسئلہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا، تو آپ نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"مسافر کے لیے تین اور مقیم کے لیے ایک دن رات ہے"---[۲۴۴]

سلمہ عبدی کہتے ہیں، میں نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے عمرہ کے متعلق دریافت کیا، تو آپ نے فرمایا:

"یہ مسئلہ علی سے جا کر پوچھیے، کیوں کہ وہ بہتر جانتے ہیں---[۲۴۵]

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ طواف کیا، انھوں نے حجر اسود سے مخاطب ہو کر کہا:

أنكَ حَجَرٌ لَا تَضُرُّ وَ لَا تَنْفَعُ---

میں جانتا ہوں تو نہ نفع دے سکتا ہے، نہ نقصان، اگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھتا تو تجھے کبھی نہ چومتا---

اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اے امیر المومنین!

إِنَّہٗ یَضُرُّ و یَنفَعُ---

یہ نقصان بھی دیتا ہے اور نفع بھی دیتا ہے--- کیوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ روزِ قیامت حجر اسود کو اس حال میں لایا جائے گا:

لَہٗ لِسَانٌ ذَلِقٌ یَشھَدُ لِمَن یَّستَلِمُہٗ بِالتَّوحِیدِ---

اس کی فصیح زبان ہوگی، جس سے یہ اپنے استلام کرنے والے کی توحید پر گواہی دے گا---اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا:

أَعُوذُ بِاللّٰہِ أَن أَعِیشَ فِی قَومٍ لَستَ فِیھِم یَا أَبَا حَسَنٍ---[۲۴۶]

''میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں ایسی قوم میں رہنے سے جہاں اے ابوالحسن (علی) تم نہ ہوں''---

اشاعت حدیث

حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ، خلفاء راشدین میں عمر کے اعتبار سے سب سے چھوٹے اور آخری خلیفہ تھے، اس لیے قدرتی طور پر آپ کو اشاعت حدیث کا زیادہ موقع ملا--- چناں چہ آپ نے بکثرت احادیث روایت کی ہیں--- آپ کے تلامذہ میں سے چند راویان حدیث کے اسماء گرامی یہ ہیں:

حضرت امام حسن مجتبیٰ، حضرت امام حسین، حضرت امام محمد المعروف ابن حنفیہ، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت براء بن عازب، حضرت ابوہریرہ،

حضرت ابوسعید خدری، حضرت زید بن ارقم، حضرت سفینہ، حضرت صہیب رومی، حضرت عبد اللہ بن عباس، حضرت عبد اللہ بن عمر، حضرت عبد اللہ بن زبیر، حضرت عمرو بن حریث، حضرت جابر بن سمرہ، حضرت جابر بن عبد اللہ، حضرت ابوامامہ، حضرت ابولیلیٰ انصاری، حضرت ابوموسیٰ، حضرت مسعود بن حکم زرقی، حضرت ابوالطفیل عامر بن واثلہ و دیگر صحابہ کرام اور متعدد تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین---[۲۴۷]

حفظ قرآن کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عطا کردہ وظیفہ

آپ کو قرآن کریم حفظ کرنے کا بے حد شوق تھا مگر حفظ میں دقّت ہوتی---اپنی مشکل حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بیان کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حفظ قرآن کے لیے وظیفہ ارشاد فرمایا---

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاہتے تو سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرح چادر پھیلانے اور پھر اسے سینے سے لگانے کا حکم دے کر قوت حافظہ عطا فرما دیتے [۲۴۸]، مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وساطت سے قیامت تک آنے والے غلاموں کو ایک وظیفہ عنایت فرما دیا---ترمذی شریف میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، آپ فرماتے ہیں:

''ایک دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے، حضرت علی رضی اللہ عنہ پاس آئے اور عرض کی:

میرے ماں باپ آپ پر فدا، قرآن میرے سینہ میں محفوظ نہیں رہتا---

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اے ابوالحسن! تمہیں ایسے کلمات نہ سکھا دوں، جن کی بدولت اللہ تعالیٰ تمہیں نفع پہنچائے اور جو کچھ تم سیکھو، تمہارے سینہ میں محفوظ ہو جائے--- نیز یہ وظیفہ آگے جسے تعلیم دو گے، اسے بھی فائدہ ہو؟''---

عرض کی:

''ہاں، یارسول اللہ ﷺ، مجھے سکھا دیجیے''---

ترکیب نوافل

آپ ﷺ نے فرمایا، شب جمعہ رات کی آخری تہائی (اور یہ زمین پر نزول ملائکہ کا وقت ہے) یا آدھی رات اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو اوّل شب ہی کھڑے ہو کر چار رکعت نماز کی نیت کرو--- پہلی رکعت میں فاتحہ (الحمد) شریف اور سورہ یٰس (سورۃ:۳۶)، دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ حٰمٓ الدخان (سورۃ:۴۴)، تیسری میں فاتحہ کے بعد سورہ الٓمٓ تنزیل (سورۃ السجدہ:۳۲) اور چوتھی میں فاتحہ کے بعد سورہ تبارك الذی (سورۃ:۶۷) کی تلاوت کرو، پھر تشہد سے فراغت کے بعد حضور قلب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بجالاؤ، مجھ پر اور جملہ انبیاء کرام پر اچھی طرح درود پڑھو، پھر اپنے لیے اور تمام ایمان داروں کے لیے استغفار کرنے کے بعد یہ دعا پڑھو:

دعائے حفظ قرآن

اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِي بِتَرْكِ الْمَعَاصِي اَبَداً مَّا اَبْقَيْتَنِي وَ ارْحَمْنِي اَنْ

اَتَکَلَّفَ مَا لا یَعْنِیْنِیْ وَ ارْزُقْنِیْ حُسْنَ النَّظْرِ فِیْ مَا یُرْضِیْکَ عَنِّیْ
اَللّٰھُمَّ بَدِیْعَ السَّمٰوَاتِ وَ الاَرْضِ ذَا الْجَلالِ وَ الاِکْرَامِ وَ الْعِزَّۃِ الَّتِیْ
لا تُرَامُ اَسْأَلُکَ یَا اَللّٰہُ یَا رَحْمٰنُ بِجَلالِکَ وَ نُوْرِ وَجْھِکَ اَنْ تُلْزِمَ
قَلْبِیْ حِفْظَ کِتَابِکَ کَمَا عَلَّمْتَنِیْ وَ ارْزُقْنِیْ اَنْ اَتْلُوَہٗ عَلَی النَّحْوِ
الَّذِیْ یُرْضِیْکَ عَنِّیْ اَللّٰھُمَّ بَدِیْعَ السَّمٰوَاتِ وَ الْاَرْضِ ذَا الْجَلالِ وَ
الْاِکْرَامِ وَ الْعِزَّۃِ الَّتِیْ لا تُرَامُ اَسْأَلُکَ یَـا اَللّٰہُ یَا رَحْمٰنُ بِجَلالِکَ وَ نُوْرِ
وَجْھِکَ اَنْ تُنَوِّرَ بِکِتَابِکَ بَصَرِیْ وَ اَنْ تُطْلِقَ بِہٖ لِسَانِیْ وَ اَنْ تُفَرِّجَ
بِہٖ عَنْ قَلْبِیْ وَ اَنْ تَشْرَحَ بِہٖ صَدْرِیْ وَ اَنْ تَغْسِلَ بِہٖ بَدَنِیْ فَاِنَّہٗ لَا
یُعِیْنُنِیْ عَلَی الْحَقِّ غَیْرُکَ وَ لا یُؤْتِیْہِ اِلَّا اَنْتَ وَ لا حَوْلَ وَ لَا قُوَّۃَ
اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ---[۲۴۹]

''اے اللہ! مجھ پر رحم فرما، جب تک میری زندگی ہے، مجھے ہمیشہ گناہوں سے بچا---

اے اللہ! مجھ پر رحم فرما، جس سے میں ایسی چیز کی طلب میں مشقت اٹھانے سے بچوں، جو میرے لیے مفید نہ ہو اور ایسی چیز کی رغبت پیدا فرما جو تیری رضا کا ذریعہ بنے---

اے اللہ! اے زمینوں اور آسمانوں کے پیدا فرمانے والے، بہت بڑائی والے اور ایسی عزت واکرام کے مالک جس سے آگے کوئی نہیں بڑھ سکتا، میں تجھ سے تیرے جلال اور نور ذات کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں کہ اپنی کتاب میرے دل میں محفوظ فرما، جیسا کہ تو نے مجھے علم دیا اور مجھے اس انداز میں اس کی تلاوت کی توفیق بخش کہ تو مجھ سے

راضی ہو جائے---

اے اللہ! اے زمینوں اور آسمانوں کو پیدا کرنے والے، اے بہت بڑی بڑائی اور عزت والے، ایسی عزت جس سے آگے کوئی نہیں بڑھ سکتا، تجھ سے تیرے جلال اور نور ذات کے وسیلہ سے دعا کرتا ہوں کہ اپنی کتاب سے میری آنکھوں کو منور کر دے اور قرآن کو میری زبان پر جاری فرما دے، اس کے ذریعہ سے میرے قلبی انقباض کو دور کر دے، میرا سینہ کھول دے اور گناہوں کی آلائش سے میرے بدن کو پاک فرما دے، کیوں کہ راہ حق میں تیرے سوا میرا کوئی مددگار نہیں، تیرے بغیر کوئی جائے پناہ نہیں اور تیرے ساتھ ہی میری قوت وہمت ہے"---

(پھر حضور ﷺ نے فرمایا) اے ابو الحسن! یہ عمل تین، پانچ یا سات جمعہ تک کرو، باذن الٰہی قبولیت ہوگی--- اس اللہ کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، کسی مومن کو (اس وظیفہ میں) ناکامی نہیں ہوگی---

حفظ قرآن وحدیث---وظیفہ کی تاثیر

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، قسم بخدا زیادہ عرصہ نہ گزرا، پانچ یا سات جمعوں کے بعد حضرت علی، حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض گزار ہوئے:

"یارسول اللہ! پہلے میرا حال یہ تھا کہ چار آیتیں بھی یاد نہیں رہتی تھیں، مگر اب یہ عالم ہے کہ چالیس آیات یاد کرتا ہوں اور جب دہراتا ہوں تو یوں محسوس ہوتا ہے، گویا قرآن نگاہوں کے سامنے ہے--- پہلے جب میں

حدیث سنتا تو بھول جاتی، مگر اب بہت سی احادیث بھی سن لوں تو حرف بحرف بیان کر دیتا ہوں"---

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

رب کعبہ کی قسم! ابوالحسن کو تاثیر وظیفہ کا کامل یقین ہو گیا ہے---[۲۵۰]

قوت حافظہ میں اضافہ کا سبب

حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کے اس بے مثل حافظہ میں مزید اضافہ ہو گیا تھا، چناں چہ آپ سے ان کی زیادتی علم اور قوت حافظہ کے تیز ہونے کی وجہ دریافت کی گئی تو فرمایا:

"میں جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد آپ کو غسل دے رہا تھا تو تھوڑا پانی آپ کی چشمان اقدس پر رہ گیا، میں نے زمین پر گرانے سے دریغ کیا اور اسے چوس لیا، یہی میرے علم اور قوت حافظہ کے تیز ہونے کا سبب ہے---[۲۵۱]

✿✿✿✿✿

فقاہت

فقہ دراصل کتاب وسنت کی تعلیمات کا عطر اور خلاصہ ہے--- نئے پیش آمدہ مسائل کے حل کے لیے قرآن وسنت سے استنباط و اجتہاد کا نام فقہ ہے--- حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم چوں کہ کتاب وسنت کے زبردست عالم تھے اور صحبت وتربیت نبوی سے انہیں وافر حصہ ملا تھا، اس لیے فقاہت میں بھی وہ اپنی مثال آپ تھے--- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کی اجتہادی بصیرت کے معترف تھے---

آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کم وبیش تیس برس تک فقہی مسائل میں لوگوں کی رہنمائی کرتے رہے اور اگر ذرا تأمل سے کام لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ عالم اسلام میں

رائج معروف فقہی مذاہب اربعہ (حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی) میں آج بھی آپ کا فیضان جاری ہے---

فقہ حنفی

فقہ حنفی کے امام حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ (م ۱۵۰ھ) ہیں--- آپ دیگر اساتذہ کے علاوہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے پوتے، سیدنا امام ابوجعفر محمد باقر رضی اللہ عنہ [۲۵۲] اور ان کے صاحب زادے سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے مستفیض ہوئے---[۲۵۳]

یہی وجہ ہے کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ اس فیضان مرتضوی کا برملا اظہار کیا کرتے--- ایک مرتبہ آپ خلیفہ ابوجعفر منصور کے ہاں گئے تو منصور نے درباریوں سے کہا:

هٰذَا لَعَالِمُ الدُّنْيَا اَلْيَوْمَ---

"یہ دنیا کے سب سے بڑے عالم ہیں"---

دربار میں موجود عیسیٰ بن موسیٰ نے پوچھا، انہوں نے علم کہاں سے حاصل کیا ہے؟--- امام اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

عَنْ اَصْحَابِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ وَ عَنْ اَصْحَابِ عَلِيٍّ عَنْ عَلِيٍّ وَ عَنْ اَصْحَابِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ---

"حضرت عمر، حضرت علی اور حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہم سے، ان کے تلامذہ کی وساطت سے علم حاصل کیا ہے"---

دوسری روایت میں حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ذکر بھی ہے---[۲۵۴]

خود حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا امام اعظم رضی اللہ عنہ پر خاص روحانی فیض تھا---
آپ نے ان کے لیے دعا فرمائی اور ان کے مقام و مرتبہ کے بارے میں بشارت دی تھی،
جس کا تفصیلی ذکر آگے کوفہ کے حالات میں بیان ہوگا---

اسی لیے تو حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ تحدیث نعمت کے طور پر فرمایا کرتے:

اَنَا مِنْ بَرَکَۃُ دَعْوَۃٍ صَدَرَتْ مِنْ عَلِیّ بْنِ اَبِیْ طَالِب---[۲۵۵]

''میں جو کچھ بھی ہوں یہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی دعا کی برکت ہے''---

فقہ مالکی

مالکی فقہ کے مقتدا، امام دار الہجرہ حضرت سیدنا امام مالک بن انس الاصبحی رضی اللہ عنہ (م۱۷۹ھ) کے اساتذہ میں خانوادۂ مرتضوی کے چشم و چراغ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا نام نامی آتا ہے[۲۵۶] جنہیں اپنے آباء کی وساطت سے حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی علمی وراثت کا وافر حصہ ملا تھا---

فقہ شافعی

فقہ شافعی کے امام حضرت ابو عبد اللہ محمد بن ادریس شافعی رضی اللہ عنہ (م۲۰۴ھ) بھی علوم مرتضوی کے قاسم ہیں--- آپ کے وہ اساتذہ جنہیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے فیض پہنچا، ان میں حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ [۲۵۷] اور حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے

تلمیذ رشید حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ (م۱۸۹ھ) کا نام آتا ہے---

امام شافعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اَمَنُّ النَّاسِ عَلَیَّ فِی الْفِقْهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ---[۲۵۸]

''امام محمد بن حسن کا فقہ میں مجھ پر سب سے زیادہ احسان ہے''---

فقہ حنبلی

حنبلی فقہ کے سربراہ حضرت امام ابوعبداللہ احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ (م۲۴۱ھ) حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کے تلامذہ میں سے ہیں---[۲۵۹]

اس طرح ائمہ اربعہ امام اعظم، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم چاروں حضرات علوم مرتضوی کے بحر بے کنار سے سیراب ہوئے اور دنیا بھر میں ان کے مقلدین بھی باب مدینۃ العلم کے فیضان سے بہرہ یاب ہو رہے ہیں---

علم الفرائض

علم الفرائض کو علم المیراث بھی کہتے ہیں، اس علم کے ذریعے میت کے ترکہ میں سے اس کے ہر ہر وارث کا حصہ معلوم کیا جاتا ہے--- یہ انتہائی اہم اور پیچیدہ علم ہے---

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو جن علوم میں خصوصی مہارت تھی، ان میں علم الفرائض بھی شامل ہے--- ابوالاحوص، حضرت عبداللہ سے روایت کرتے ہیں:

اَفْرَضُ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَ اَقْضَاهَا عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ---[۲۶۰]

''حضرت علی رضی اللہ عنہ، اہل مدینہ میں علم فرائض اور قضا کے سب سے بڑے عالم تھے''---

امام شعبی کا بیان ہے:

لَیْسَ مِنْھُمْ اَحَدٌ اَقْوٰی قَوْلاً فِی الْفَرَائِضِ مِنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ---[۲۶۱]

"علم فرائض سے متعلق اہل مدینہ میں کسی کا قول حضرت علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ معتبر نہیں"---

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا استفتاء

ایک بار حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاں خنثیٰ کی میراث کا مسئلہ پیش ہوا--- انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف لکھ بھیجا--- آپ نے جواب دیا کہ اس کی پیشاب گاہ کی رو سے اسے میراث ملے گی--- یعنی اگر مرد کی طرح پیشاب کرتا ہے تو مرد کی میراث پائے گا اور اگر عورت کی مانند پیشاب کرتا ہے تو عورت کا ترکہ پائے گا--- حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نے حاضرین سے فرمایا:

الحمد للہ! ہمارا مخالف بھی دینی معاملات میں ہم سے استفسار کرتا ہے---[۲۶۲]

مسئلہ منبریہ

علم فرائض کا ایک مسئلہ ہے کہ متوفّٰی کے ورثاء میں ایک بیوی، دو بیٹیاں اور ماں باپ ہوں تو وراثت کے قاعدہ عول کے مطابق ۲۴ کے بجائے ۲۷ سے تقسیم درست ہوگی--- اس صورت میں بیوی کو بجائے آٹھویں کے نواں حصہ ملے گا---

ایسا ہی ایک مسئلہ حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا، ہوا یوں کہ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کوفہ کی جامع مسجد میں منبر پر جلوہ گر تھے، آپ نے خطبہ شروع کیا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ یَحْکُمُ بِالْحَقِّ قَطْعًا وَ یَجْزِیْ کُلَّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعٰی وَ اِلَیْهِ الْمَاٰبُ وَ الرُّجْعٰی ---

''اللہ تعالیٰ کے لیے سب تعریفیں، جو قطعی طور پر حق فیصلہ فرماتا ہے اور ہر ایک کو اس کی کوشش وسعی کے مطابق جزا دیتا ہے اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے''---

ابھی صرف یہی کلمات ادا کر پائے تھے کہ ایک سائل نے مسئلہ دریافت کیا کہ میری بیٹی کا خاوند فوت ہو گیا ہے، اس کے ورثاء میں بیوہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور والدین ہیں---بیوہ (میری بیٹی) کو کتنا حصہ ملے گا؟---

آپ نے فی البدیہہ جواب دیا:

صَارَ ثُمُنُهٗ تُسْعًا---

''تیری بیٹی کو آٹھویں کے بجائے نواں حصہ ملے گا''---[۲۶۳]

آپ نے یہ پیچیدہ مسئلہ فی الفور حل بھی کیا اور خطبہ میں رعایت سجع کو بھی برقرار رکھا--- اس سے فرائض میں دسترس کے علاوہ فصاحت و بلاغت اور حاضر جوابی میں بھی آپ کی مہارت کا پتا چلتا ہے، چوں کہ آپ نے یہ مسئلہ منبر پر کھڑے فی البدیہہ ارشاد فرمایا--- اسی بنا پر فقہاء کرام میں یہ مسئلہ منبریہ کے نام سے مشہور ہے---

❁❁❁❁❁

قوت فیصلہ اور علم قضا میں مہارت

علم و ذکاوت کا ایک تابناک پہلو یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو صحیح فیصلہ کرنے کا بڑا ملکہ عطا فرمایا تھا--- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے صحابہ کے بارے میں فرمایا:

اَقْضَاهُمْ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِب---[۲۶۴]

''تمام صحابہ میں سے صحیح فیصلہ کرنے کی سب سے زیادہ صلاحیت ''علی'' میں ہے''---

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

اَقْضٰى اُمَّتِيْ عَلِيٌّ---[۲۶۵]

''میری امت میں سب سے زیادہ صحیح فیصلہ کرنے کی صلاحیت ''علی'' میں ہے''---

یہ قابلیت بھی دراصل حضور ﷺ کی خصوصی توجہ سے آپ کو نصیب ہوئی، جیسا کہ آپ خود فرماتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن جانے کا حکم دیا، تاکہ وہاں عدل وانصاف کا منصب سنبھالوں اور احکام شریعت کے مطابق فیصلے صادر کروں--- میں نے قضاء وعدل پر مہارت نہ رکھنے کا عذر پیش کیا تو آپ نے میرے سینے پر اپنا دست انور رکھا اور دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَلْبَہٗ وَ ثَبِّتْ لِسَانَہٗ---

''بار الٰہا! علی کی زبان کو صحت و درستی اور اس کے دل کو ثبات و استقلال بخش''---

آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

بخدا! اس کے بعد عمر بھر فیصلہ کرتے ہوئے مجھے کبھی شبہہ تک نہیں گزرا---[۲۶۶]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فیصلہ وقضا پر آپ کی مہارت کے کھلے دل سے معترف تھے--- سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

عَلِیٌّ اَقْضَانَا---[۲۶۷]

''ہم میں مقدمات کے فیصلوں میں سب سے موزوں ''علی'' ہیں---

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

کُنَّا نَتَحَدَّثُ اَنَّ اَقْضٰی اَھْلِ الْمَدِیْنَۃِ عَلِیٌّ---[۲۶۸]

''ہم صحابہ اکثر کہا کرتے کہ مدینہ والوں میں سب سے زیادہ

صحیح فیصلہ کرنے کی صلاحیت ''علی المرتضیٰ'' میں ہے''---

لَو لَا عَلِیٌّ لَھلَکَ عُمَر

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک بار زنا کے باعث حاملہ دیوانی عورت کو ثبوت جرم کے بعد رجم کی سزا دینا چاہی--- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کو منع کر دیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان یاد دلایا کہ حاملہ عورت کو بچہ پیدا ہونے کے بعد سنگسار کیا جائے---
اور دوسری بات یہ کہ دیوانگی کی وجہ سے حد نہیں لگے گی--- حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس درست مشورہ کو تسلیم کیا اور ازراہِ تشکر فرمایا:

لَوْ لا عَلِیٌّ لَھَلَکَ عُمَرُ---[۲۶۹]

''اگر علی نہ ہوتے تو عمر تباہ ہو جاتا''---

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایسے الجھے ہوئے مسائل (کے پیش آنے) سے اللہ کی پناہ مانگتے، جن کے حل کے لیے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ موجود نہ ہوں---[۲۷۰]

قضاء و فیصلہ میں آپ کو مہارت تامہ حاصل تھی، آپ کے حکیمانہ فیصلوں میں سے صرف دو واقعات پیش کیے جاتے ہیں---

دو فریبی شخصوں کی امانت کا فیصلہ

دو شخصوں نے ایک خاتون کے پاس ایک سو دینار امانت رکھے اور کہا کہ ہم دونوں اکٹھے لینے آئیں تو امانت واپس دینا، کسی ایک شخص کو ہرگز نہ دینا---
ایک سال گزرنے کے بعد ان میں سے ایک شخص آیا اور اس عورت سے کہا کہ

میرا ساتھی فوت ہو گیا ہے، وہ سو دینار مجھے واپس کر دے --- اس نے انکار کیا اور کہا:

تم دونوں نے شرط کی تھی کہ کسی ایک کو نہ دینا، جب تک دوسرا ساتھی نہ ہو، لہٰذا تنہا تجھے نہ دوں گی --- اس شخص نے عورت کے متعلقین اور پڑوسیوں کو مجبور کیا کہ وہ عورت پر زور دے کر امانت واپس لے دیں --- بالآخر سب کے اصرار پر عورت نے رقم لوٹا دی ---

سال گزرنے کے بعد دوسرا شخص آ گیا اور اس نے رقم کا مطالبہ کیا --- اس خاتون نے کہا، تیرے ساتھی نے بیان کیا تھا کہ تو مر چکا ہے، وہ سب دینار مجھ سے لے گیا --- مقدمہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش ہوا، آپ نے انہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس فیصلہ کے لیے بھیج دیا --- آپ نے بھانپ لیا کہ عورت سے فریب کیا جا رہا ہے --- آپ نے اس شخص سے فرمایا:

تم نے یہ نہیں کہا تھا کہ ہم میں سے کسی ایک کو دینار مت دینا، جب تک کہ دوسرا ساتھی موجود نہ ہو؟ --- اس نے کہا بے شک ایسا ہی کہا تھا، فرمایا:

اب تم اکیلے مطالبہ کر رہے ہو، تمہارا مال ہمارے ذمہ رہا، جاؤ، پہلے اپنی شرط پوری کرو اور دوسرے ساتھی کو لے کر اکٹھے میرے پاس آؤ --- شرط پوری کرنے پر تمہیں سو دینار مل جائیں گے --- [۱۷۲]

آٹھ روٹیاں

دو آدمی کھانا کھانے بیٹھے، ایک کے پاس تین اور دوسرے کے پاس پانچ روٹیاں تھیں، کھانا شروع کرنے لگے تو ایک راہ گیر بھی آ کر شریک طعام ہو گیا اور کھانے سے فراغت کے بعد وہ شخص انہیں آٹھ درہم دے کر چلا گیا، جس شخص کی پانچ روٹیاں تھیں،

اس نے پانچ درہم لے کر بقیہ تین درہم دوسرے شخص کو اس کی تین روٹیوں کے دینا چاہے، وہ اس پر راضی نہ ہوا اور نصف کا مطالبہ کیا---معاملہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی عدالت میں پیش ہوا، آپ نے تین روٹیوں والے شخص کو فرمایا:

تیرا ساتھی اگر تجھے تین درہم دے رہا ہے، تو اسے قبول کر لے، اس میں تمہارا نفع ہے---اگر فیصلہ کروائے گا تو تمہارے حصہ میں صرف ایک درہم آئے گا---وہ شخص حیران رہ گیا اور عرض کی:

مجھے حساب سمجھا دیں---آپ نے فرمایا:

تین روٹیاں تمہاری اور پانچ تمہارے ساتھی کی، کل آٹھ روٹیاں تھیں اور کھانے والے تین تھے، ہر روٹی کے تین حصے کریں تو تمہاری تین روٹیوں کے نو حصے بنے جب کہ دوسرے ساتھی کی پانچ روٹیوں کے پندرہ ٹکڑے ہوئے، تم دونوں کی روٹیوں کے ٹکڑے چوبیس بنتے ہیں---تینوں نے برابر کھایا تو ہر ایک کے حصہ میں آٹھ آٹھ ٹکڑے آئے، تم نے اپنے نو ٹکڑوں میں سے آٹھ خود کھائے اور ایک تیسرے شخص (مسافر) کو دیا اور تمہارے ساتھی نے اپنے پندرہ ٹکڑوں میں سے آٹھ خود کھائے اور سات تیسرے شخص کو دیے، اس لیے آٹھ درہم میں سے ایک تمہارا حق ہے جب کہ تمہارا ساتھی سات درہموں کا مستحق ہے---وہ شخص اس حیرت انگیز فیصلہ پر راضی ہو گیا---[۲۷۲]

عدلیہ کی بالا دستی

حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ جہاں خود ماہر قانون تھے اور صحیح فیصلہ کی بہترین صلاحیت کے حامل تھے، وہاں آپ عدلیہ کی بالا دستی کے بھی قائل تھے---یہاں تک کہ

قاضیٔ اسلام نے اگر آپ کے خلاف بھی فیصلہ دیا، تو اسے کھلے دل و دماغ سے تسلیم کیا---
اس سلسلہ میں بطور دلیل یہ واقعہ پیش کیا جا سکتا ہے:

جنگ صفین کے موقع پر آپ کی زرہ چوری ہو گئی، کچھ عرصہ بعد آپ نے وہ زرہ ایک یہودی کے پاس دیکھی، آپ نے اس سے مانگی، یہودی نے دینے سے انکار کیا، آپ نے عدالت میں دعویٰ دائر کر دیا---

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور یہودی، قاضی شریح کی عدالت میں مدعی اور مدعا علیہ کی حیثیت سے پیش ہوئے، قاضی نے گواہ طلب کیے تو آپ نے اپنے صاحب زادے امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ اور غلام قنبر کو بطور گواہ پیش کیا---

قاضی شریح نے یہ گواہی قبول نہ کی کیوں کہ وہ بیٹے اور غلام کی گواہی کو معتبر نہیں سمجھتے تھے جب کہ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے نزدیک ان کی گواہی درست تھی، آپ نے قاضی شریح سے مخاطب ہو کر فرمایا:

کیا آپ جنتی کی گواہی بھی قبول نہیں کریں گے؟ --- جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلْحَسَنُ وَ الْحُسَیْنُ سَیِّدَا شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ---

''حسن اور حسین نوجوانان جنت کے سردار ہیں''---

مگر قاضی شریح نے اپنے اجتہاد سے کام لیا اور گواہی کو رد کر کے فیصلہ یہودی کے حق میں صادر کر دیا، جسے مولا علی رضی اللہ عنہ نے باوجود قوت و حکومت کے نہایت خندہ پیشانی سے تسلیم کیا--- یہودی نے آپ کا یہ رویہ دیکھ کر اپنے جرم کا اقرار کرتے ہوئے عرض کی:

واقعی یہ زرہ آپ کی ہے--- پھر کلمۂ شہادت ''اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' پڑھتا ہوا حلقہ بہ گوش اسلام ہو گیا---[۲۷۳]

۞۞۞۞۞

حاضر جوابی

علم، اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم نعمت ہے، اس کے ساتھ اگر استحضار کا ملکہ بھی ہو تو نورٌ علیٰ نور کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے--- بلکہ علم وہی نافع ہے جو بوقت ضرورت کام آئے--- حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم جہاں علم و عرفان کے شہر یار تھے، وہیں سرعت فہمی، دقیقہ سنجی، طبّاعی، ذہانت اور حاضر جوابی میں بھی اپنی مثال آپ تھے--- ذیل میں ایسے چند واقعات درج کیے جاتے ہیں، جن سے آپ کے ان اوصاف جمیلہ کا پتہ چلتا ہے---

نا اہل مشیر

ایک بار حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے دریافت کیا گیا کہ حضرت سیدنا

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت نہایت اعلیٰ اور مثالی گزرا ہے، جب کہ آپ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں وہ بات نظر نہیں آتی، آخر اس کا سبب کیا ہے؟---آپ نے فی البدیہہ فرمایا:

اَنَا وَ عُثْمَانُ مِنْ اَعْوَانِ اَبِیْ بَکْرٍ وَّ عُمَرَ وَ کُنْتَ اَنْتَ وَ اَمْثَالُكَ مِنْ اَعْوَانِ عُثْمَانَ وَ اَعْوَانِیْ---[۲۷۴]

''حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے مشیر، میں اور عثمان تھے، جب کہ ہمارے مشیر تم جیسے (نااہل) لوگ ہیں''---

مشکل کشا علی علی

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک ایسے شخص کو پیش کیا گیا، جس سے لوگوں نے حال پوچھا، تو اس نے جواباً کہا:

میں فتنہ سے محبت کرتا ہوں، حق کو ناپسند جانتا ہوں، یہود و نصاریٰ کو سچا سمجھتا ہوں، جسے نہیں دیکھا، اس پر ایمان لاتا ہوں اور جو چیز ابھی پیدا نہیں ہوئی، اس کا اقرار کرتا ہوں---حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلوا بھیجا، آپ تشریف لائے، تو تمام ماجرا بیان کیا، آپ نے فرمایا:

یہ شخص سچ کہتا ہے، اسے فتنہ سے محبت ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّمَا اَمْوَالُکُمْ وَ اَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ---[۲۷۵]

''تمہارے مال اور تمہاری اولاد آزمائش ہی ہیں''---

حق کو ناپسند جاننے سے مراد موت ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَ جَاءَتْ سَکْرَۃُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ---[۲۷۶]

''اور آ پہنچی موت کی سختی، حق کے ساتھ''---

یہود و نصاریٰ کو سچا سمجھنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تصدیق کرتا ہے:

وَ قَالَتِ الْیَهُوْدُ لَیْسَتِ النَّصٰرٰی عَلٰی شَیْءٍ وَّ قَالَتِ النَّصٰرٰی لَیْسَتِ الْیَهُوْدُ عَلٰی شَیْءٍ---[۲۷۷]

''اور یہود نے کہا، نصاریٰ کسی شئے پر نہیں اور نصاریٰ بولے کہ یہود کسی شئے پر نہیں''---

جس کو نہیں دیکھا، اس پر ایمان کا مطلب ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہے---

جو چیز ابھی پیدا نہیں ہوئی، اس کے اقرار کا معنی یہ ہے کہ اسے قیامت پر یقین ہے---

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ جواب سن کر فرمایا:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ مُّعْضَلَةٍ لَّا عَلِیَّ لَهَا---[۲۷۸]

''ایسی مشکل سے اللہ تعالیٰ کی پناہ، جس کے حل کے لیے ''علی'' موجود نہ ہوں''---

گویا نگاہ فاروقی میں حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم ''مشکل کشا'' تھے---

میں ویسا نہیں

ایک شخص نے آپ کی تعریف میں بہت زیادہ مبالغہ سے کام لیا، حالاں کہ آپ جانتے تھے کہ یہ دِلی عداوت رکھتا ہے، اس کے جواب میں آپ نے فرمایا:

اِنِّیْ لَسْتُ کَمَا تَقُوْلُ وَ اَنَا فَوْقَ مَا فِیْ نَفْسِكَ---[۲۷۹]

''میں ویسا نہیں ہوں، جیسا تو نے بیان کیا ہے اور اس سے کہیں زیادہ ہوں، جیسا تم مجھے دل سے سمجھتے ہو''---

جیسا سوال ویسا جواب

کسی شخص نے ایک آدمی کو یہ کہہ کر آپ کی عدالت میں پیش کیا کہ اس نے خواب میں میری ماں کے ساتھ صحبت کی ہے، فرمایا:

جاؤ، ملزم کو دھوپ میں کھڑا کر کے اس کے سائے کو سو کوڑے لگا دو---[۲۸۰]

تمام علوم، قرآن میں

ایک یہودی کی داڑھی بہت مختصر تھی، ٹھوڑی پر چند ایک گنتی کے بال تھے، جب کہ حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کی داڑھی مبارک بڑی گھنی اور بھاری تھی---ایک دن وہ یہودی کہنے لگا:

اے علی! تمہارا یہ دعویٰ ہے کہ قرآن میں جمیع علوم ہیں اور تم باب مدینۃ العلم ہو، بتاؤ کیا قرآن میں تمہاری گھنی داڑھی اور میری مختصر داڑھی کا بھی ذکر ہے؟---

حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ہاں، سنو، قرآن میں آتا ہے:

وَ الْبَلَدُ الطَّیِّبُ یَخْرُجُ نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ وَ الَّذِیْ خَبُثَ لَا یَخْرُجُ اِلَّا نَكِدًا---[۲۸۱]

''اور جو زمین عمدہ وزرخیز ہے، اس کی (گھنی) پیداوار اللہ تعالیٰ کے حکم سے نکلتی ہے اور جو زمین خراب ہے، اس سے پیداوار نہیں نکلتی مگر قلیل اور گھٹیا''---

اے یہودی! وہ اچھی زمین میری ٹھوڑی ہے اور خراب اور بنجر زمین تمہاری ٹھوڑی---[۲۸۲]

❁❁❁❁❁

خوش طبعی

حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم مرنجان مرنج طبیعت کے مالک تھے---
وہ عابد وزاہد تھے، علم ودانش کے موتی لٹاتے، فقہی وقانونی موشگافیوں کو حل کرتے---
بایں ہمہ آپ خشک اور سڑیل مزاج کے نہ تھے بلکہ خندہ پیشانی اور خوش طبعی سے پیش آتے
اور کبھی کبھی اس انداز سے کلام فرماتے کہ مزاح کا رنگ پیدا ہو جاتا---مگر مزاح میں بھی
جھوٹ یا غلط بیانی کا شائبہ تک نہ ہوتا بلکہ سراسر حقیقت کا اظہار پایا جاتا---
اس حوالے سے یہاں چند ایسے واقعات درج کیے جا رہے ہیں، جو اہل علم کے ہاں معروف
اور علمی مجلسوں میں بلا تکلف بیان کیے جاتے ہیں--- ان واقعات سے حضرت علی
کرم اللہ وجہہ الکریم کی علمیت کا اظہار بھی ہوتا ہے اور مزاح کا پہلو بھی نکلتا ہے---

کھجوریں

ایک بار رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کھجوریں کھا رہے تھے اور گٹھلیاں حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کے سامنے رکھتے جاتے تھے--- کھا چکنے کے بعد انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا:

آپ نے اتنی کھجوریں کھالی ہیں کہ آپ کے سامنے گٹھلیوں کا انبار لگ گیا ہے---

حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

جی ہاں، مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ گٹھلیوں سمیت کھجوریں کھا گئے ہیں---[۲۸۳]

ن کے بغیر لنا

ایک دن حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت مولا علی رضی اللہ عنہم تینوں کہیں جا رہے تھے--- حضرت علی رضی اللہ عنہ درمیان میں تھے، ان کا قد دونوں سے چھوٹا تھا، اس پر حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے چھاؤں دیکھ کر کہا:

یا علی! تم ہم میں ویسے ہی ہو، جیسے لفظ ''لنا'' میں نون ہوتا ہے---

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ہاں، لیکن اگر لنا سے نون نکال دیا جائے تو صرف ''لا'' (نہیں) رہ جاتا ہے---[۲۸۴]

❁❁❁❁❁

شعر وسخن

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم دیگر علوم کی طرح شعر وسخن میں بھی مہارت تامہ رکھتے تھے--- شعبی کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم شعر کہہ لیتے تھے لیکن:

كَانَ عَلِيٌّ أَشْعَرَ مِنَ الثَّلَاثَةِ---[۲۸۵]

''حضرت علی تینوں خلفاء سے بڑے شاعر تھے''---

تبرکاً چند اشعار درج کیے جاتے ہیں:

إِذَا كُنْتَ فِي نِعْمَةٍ فَارْعُهَا

فَإِنَّ الْمَعَاصِيَ تُزِيْلُ النِّعَمِ

وَ دَاوِمْ عَلَيْهَا بِشُكْرِ الْإِلٰهِ
فَإِنَّ الْإِلٰهَ سَرِيْعُ النِّقَمْ [۲۸۶]

''اگر تم ناز و نعمت کی زندگی بسر کر رہے ہو تو اس کی قدر کرو (اور گناہوں سے احتراز کرو) کیوں کہ گناہ نعمتوں کو زائل کر دیتے ہیں --- اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر کے نعمتوں کو دائمی بنا لو ورنہ اللہ تعالیٰ بہت جلد انتقام لینے والا ہے'' ---

فَفُزْ بِعِلْمٍ وَّ لا تَطْلُبْ بِهٖ بَدَلاً
فَالنَّاسُ مَوْتٰى وَ اَهْلُ الْعِلْمِ اَحْيَاءٌ [۲۸۷]

''لوگوں کو تعلیم دو اور اس کا بدلہ مت چاہو --- سب لوگ مردہ ہیں مگر علماء زندہ ہیں'' ---

اَلا يَا سَاكِنَ الْقَصْرِ الْمُعَلّٰى
سَتُدْفَنُ عَنْ قَرِيْبٍ فِي التُّرَابِ [۲۸۸]
لَهٗ مَلَكٌ يُّنَادِيْ كُلَّ يَوْمٍ
لِدُوْا لِلْمَوْتِ وَ ابْنُوْا لِلْخَرَابِ [۲۸۹]

''اے اونچے محلوں میں آرام کرنے والے! عنقریب تمہیں مٹی میں دفن کر دیا جائے گا --- روزانہ فرشتہ ندا کرتا ہے کہ موت کے لیے جنم دو (جیو) اور ویرانی کے لیے عمارات بناؤ'' ---

وَ كُنْ مَّعْدِنًا لِّلْحِلْمِ وَ اصْفَحْ عَنِ الْاَذٰى
فَاِنَّكَ لاقٍ مَّا عَمِلْتَ وَ سَامِعٌ
وَ اَحْبِبْ اِذَا اَحْبَبْتَ حُبًّا مُّقَارِبًا
فَاِنَّكَ لا تَدْرِيْ مَتَى الْحُبُّ رَاجِعٌ

وَ اَبْغِضْ اِذَا اَبْغَضْتَ بُغْضًا مُّقَارِبًا
فَاِنَّكَ لَا تَدْرِیْ مَتَی الْبُغْضُ رَاجِعٌ [۲۹۰]

''تحمل اور بردباری کی کان ہو جاؤ اور ایذاء رسانی سے درگزر کرو، اس لیے کہ تمہیں ایسے معاملات سے واسطہ پڑ سکتا ہے---کسی سے محبت کرو تو مناسب حد تک، کیوں کہ کیا پتا کب سلسلۂ محبت ختم ہو جائے---اسی طرح کسی سے بغض و عداوت ہو تو اس میں بھی حد اعتدال کو قائم رکھو، ممکن ہے کسی بھی وقت عداوت محبت میں بدل جائے (تو کسی قسم کی ندامت کا احساس نہ ہو)''---

اَحْمَدُ رَبِّیْ عَلٰی خِصَالٍ
خَصَّ بِهَا سَادَةَ الرِّجَالِ
لُزُوْمِ صَبْرٍ وَ خَلْعِ كِبْرٍ
وَ صَوْنِ عِرْضٍ وَ بَذْلِ مَالِ [۲۹۱]

''اللہ رب العزت کی بارگاہ میں سراپا سپاس گزار ہوں کہ اس نے مجھے ان خصائل سے نوازا ہے، جو بزرگوں کے لیے مخصوص ہیں---یعنی صبر کا دامن تھامے رکھنا، تکبر سے براءت، عزت کی حفاظت اور (راہ حق میں) مال خرچ کرنا''---

اِذَا اشْتَمَلَتْ عَلَی الْیَاْسِ الْقُلُوْبُ
وَ ضَاقَ لِمَا بِهٖ الصَّدْرُ الرَّحِیْبُ
وَ اَوْطَنَتِ الْمَكَارِهُ وَ اطْمَاَنَّتْ
وَ اَرْسَتْ فِیْ اَمَاكِنِهَا الْخُطُوْبُ

وَلَمْ تَرَ لِانْكِشَافِ الضُّرِّ وَجْهًا
وَلَا اَغْنٰى بِحِيْلَتِهِ الْاَرِيْبُ
اَتَاكَ عَلٰى قُنُوْطٍ مِّنْكَ غَوْثٌ
يَمُنُّ بِهِ الْقَرِيْبُ الْمُسْتَجِيْبُ
وَكُلُّ الْحَادِثَاتِ اِذَا تَنَاهَتْ
فَمَوْصُوْلٌ بِهَا الْفَرَجُ الْقَرِيْبُ [۲۹۲]

''جب دلوں پر نا امیدی کے بادل چھا جائیں، سینے باوجود وسعت کے تنگ ہو جائیں اور مصائب و آلام متمکن ہو کر قرار پکڑ لیں اور پریشانیاں ڈیرے ڈال لیں، سختیاں گھر کر جائیں، خلاصی کی صورت دکھائی نہ دے اور دانا شخص کے لیے کوئی حیلہ کارگر نہ رہے، تو اس نا امیدی میں دعاؤں کو قبول کرنے والا (رگ جاں سے بھی) قریب، رب کریم اپنی کرم نوازی فرمائے گا اور تیرے پاس مددگار پہنچ جائے گا--- جب حوادث زمانہ اپنی انتہا کو پہنچ جاتے ہیں تو جلد ہی مصائب سے رہائی اور کشائش کی صورت پیدا ہو جاتی ہے''---

❁❁❁❁❁

علمِ نحو کی تدوین

عربی عبارت کی صحت و درستی کے لیے علم نحو پر دسترس ضروری ہے۔ اس عظیم الشان فن کی تدوین کا سہرا بھی باب مدینۃ العلم کے فرق ناز پر سجتا ہے--- ابوالاسود دوئلی کہتے ہیں، ایک روز میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ سر جھکائے متفکر بیٹھے تھے، میں نے سبب دریافت کیا تو آپ نے فرمایا:

میں نے لوگوں کو اعراب میں غلطی کرتے سنا ہے اس لیے سوچ رہا ہوں کہ عربی گرامر کی کتاب مرتب کر دوں---

میں نے عرض کی، اگر ایسا ہو جائے تو عربی کو حیات مل جائے گی--- تین روز کے بعد

میں دوبارہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا--- آپ نے مجھے ایک کاغذ عنایت فرمایا، جس میں تسمیہ کے بعد کلمہ کے اقسام، اسم، فعل اور حرف وغیرہ، نحو کے ابتدائی مسائل درج تھے--- آپ نے فرمایا:

مزید غور و خوض کر کے اس میں مسائل کا اضافہ کرو، اس سلسلے میں آپ نے چند ہدایات دیں---

چناں چہ کچھ دنوں بعد حسب ہدایت چند قواعد لکھ کر آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیے، جن میں حروف ناصبہ کا بیان بھی تھا، میں نے اِنَّ، اَنَّ، لَیْتَ، لَعَلَّ اور کَاَنَّ کا ذکر کیا تھا، آپ نے تصحیح فرما کر لٰکِنَّ کا اضافہ کردیا--- [۲۹۳]

اسلامی تقویم

باب مدینۃ العلم کے علمی کارناموں میں ایک کام ہجری تقویم کی بنیاد مقرر کرنا ہے---
لوگ واقعات کی تاریخ مختلف طریقوں سے محفوظ کرتے تھے، جن سے سنہ کے تعین میں
غلطی واقع ہو جاتی---سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ہجرت کے سولہویں سال ایک تحریر
ملاحظہ فرمائی، جس پر شعبان کی تاریخ درج تھی، آپ نے پوچھا کون سا شعبان؟---
اس سال کا یا گزشتہ کسی سال کا---آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس سلسلے میں
مشاورت کی---سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے ہجرت نبوی کو بنیاد بنانے کا مشورہ دیا،
کیوں کہ ہجرت کا واقعہ اشاعت اسلام اور ایک عظیم انقلاب کا پیش خیمہ ثابت ہوا تھا---
چناں چہ سب نے آپ کے اس صائب مشورے کو بے حد پسند کیا---آج تک
آپ کا تجویز کردہ سنہ ہجری رائج چلا آ رہا ہے---[۲۹۴]

❁❁❁❁❁

علم، لازوال دولت

باب مدینۃ العلم نے علم کی اہمیت وافادیت پر بھی بھرپور گفتگو فرمائی ہے--- اس سلسلے میں آپ کے نظم اور نثر میں بلند پایہ خیالات پر مبنی شہ پارے ملتے ہیں، بطور نمونہ چند ملفوظات پیشِ خدمت ہیں:

"اَلْعِلْمُ خَيْرٌ مِّنْ مَّالٍ..........."---

علم مال سے بہتر ہے--- کیوں کہ علم تیری حفاظت کرتا ہے جب کہ مال کی حفاظت تجھے کرنا پڑتی ہے---علم، عمل سے بڑھتا ہے اور مال خرچ کرنے سے گھٹتا ہے---علم حاکم ہے اور تو محکوم---[۲۹۵]

ایک اور موقع پر فرمایا:

اَلْعِلْمُ اَفْضَلُ مِنَ الْمَالِ بِسَبْعَةِ اَوْجُهٍ : اَوَّلُهَا : اَلْعِلْمُ مِيْرَاثُ الْاَنْبِيَاءِ وَ الْمَالُ مِيْرَاثُ الْفَرَاعِنَةِ، وَ الثَّانِي : اَلْعِلْمُ لَا يَنْقُصُ بِالنَّفَقَةِ وَ الْمَالُ يَنْقُصُ، وَ الثَّالِثُ : يَحْتَاجُ الْمَالُ اِلَى الْحَافِظِ وَ الْعِلْمُ يَحْفَظُ

صَاحِبَہٗ، وَ الرَّابِعُ : اِذَا مَاتَ الرَّجُلُ یَبْقٰی مَالُہٗ وَ الْعِلْمُ یَدْخُلُ مَعَ صَاحِبِہٖ قَبْرَہٗ، وَ الْخَامِسُ : اَلْمَالُ یَحْصُلُ لِلْمُؤْمِنِ وَ الْکَافِرِ وَ الْعِلْمُ لَا یَحْصُلُ اِلَّا لِلْمُؤْمِنِ، وَ السَّادِسُ : جَمِیْعُ النَّاسِ یَحْتَاجُوْنَ اِلٰی صَاحِبِ الْعِلْمِ فِیْ اَمْرِ دِیْنِہِمْ وَ لَا یَحْتَاجُوْنَ اِلٰی صَاحِبِ الْمَالِ، وَ السَّابِعُ : اَلْعِلْمُ یُقَوِّی الرَّجُلَ عَلَی الْمُرُوْرِ عَلَی الصِّرَاطِ وَ الْمَالُ یَمْنَعُہٗ---[۲۹۶]

''علم مال سے سات وجوہات کی بنا پر افضل ہے:

اوّل: علم انبیاء علیہم السلام کی میراث ہے اور مال فرعونوں کی میراث ہے---

دوم: علم خرچ کرنے سے کم نہیں ہوتا جب کہ مال کم ہو جاتا ہے---

سوم: مال حفاظت کا محتاج ہوتا ہے اور علم عالم کی حفاظت کرتا ہے---

چہارم: جب آدمی مر جاتا ہے، اس کا مال دنیا میں باقی رہ جاتا ہے جب کہ علم اس کے ساتھ قبر میں جاتا ہے---

پنجم: مال مومن اور کافر دونوں کو مل جاتا ہے اور علم دین صرف مومن کو حاصل ہوتا ہے---

ششم: دینی معاملہ میں لوگ مال دار کے محتاج نہیں، عالم کے محتاج ہیں---

ہفتم: علم سے پل صراط پر گزرنے میں قوت حاصل ہوگی اور مال اس میں رکاوٹ پیدا کرے گا''---

فقر و استغنا کے پیکر، باب مدینۃ العلم، سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم اس بات پر بہت خوشی کا اظہار کرتے کہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے اپنے کرم سے ہمیں دولت علم سے نوازا، آپ فرماتے ہیں:

رَضِیْنَا قِسْمَۃَ الْجَبَّارِ فِیْنَا
لَنَا عِلْمٌ وَّ لِلْجُہَّالِ مَالٌ

فَـاِنَّ الْـمَـالَ یَـفْـنِـیْ عَـنْ قَـرِیْـب
وَاِنَّ الْـعِـلْـمَ بَـاقٍ لا یَـزَالٗ [۲۹۷]

''ہم تقسیم الٰہی پر راضی ہیں، اللہ نے ہمیں علم اور جاہلوں کو مال و دولت عطا کیا--- مال بہت جلد ختم ہو جاتا ہے، جب کہ علم باقی رہنے والی لازوال دولت ہے''---

آدابِ علم

باب مدینۃ العلم حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نے جہاں فروغ علم کے لیے خود کو وقف رکھا، وہاں طالبان علم کو، علم کے آداب سے بھی آگاہ فرمایا، اس سلسلہ میں آپ کے دو شعر نقل کیے جاتے ہیں:

اَلا لَـنْ تُـنَـالَ الْـعِـلْـمُ اِلَّا بِسِتَّةٍ
سَـاُنَـبِّـئُكَ عَنْ مَّجْمُوْعِهَا بِبَيَـان
ذَكَـاءٌ وَّ حِـرْصٌ وَّ اصْطِبَارٌ وَّ بُلْغَـةٌ
وَاِرْشَـادُ اُسْتَـاذٍ وَّ طُـوْلُ زَمَـان [۲۹۸]

''آگاہ ہو جاؤ! علم چھ چیزوں کے سوا ہرگز حاصل نہیں ہوسکتا، میں انہیں بیان کیے دیتا ہوں:

ذکاوت، (زیادہ سے زیادہ علم حاصل کرنے کا) حرص، اس کے حصول کے لیے بہت زیادہ صبر، محنت و مشقت، استاذ کے حکم کی تعمیل اور تحصیل علم کے لیے طویل عرصہ''---

❁❁❁❁❁

تصوف وطریقت

سیدنا علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم علم شریعت ہی کے نہیں، علم تصوف وطریقت کے بھی تاج دار ہیں---جس طرح آپ رضی اللہ عنہ کو علوم شریعت میں کمال حاصل تھا، اسی طرح آپ باطنی علوم اور طریقت وتصوف کے اسرار ورموز سے بھی کما حقہ آگاہ تھے--- اسی لیے آپ رضی اللہ عنہ جملہ سلاسل طریقت کے رہبر ورہنما ہیں---

تصوف وسلوک میں کلمہ توحید کے ورد کو خاص اہمیت حاصل ہے---یہی وجہ ہے کہ ارباب طریقت داخل سلسلہ کرتے ہوئے مریدین کو کلمہ طیبہ کی خصوصی تلقین فرماتے ہیں--- حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے براہ راست حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کو کلمہ شریف کے ذکر کا

طریقہ بتایا--- علامہ محمد بن یحییٰ تادفی ایک روایت نقل کرتے ہیں:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کے قرب کا اقرب ترین، سب سے آسان اور سب سے افضل راستہ دریافت کیا تو آپ نے فرمایا:

''اے علی! اپنی خلوتوں میں ذکر الٰہی کی مداومت کرو''---

انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ذکر کی اتنی فضیلت ہے؟---فرمایا:

''علی! قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک روئے زمین پر ایک بھی اللہ اللہ کرنے والا موجود ہوگا''---

حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا:

حضور! ذکر الٰہی کس طرح کروں؟---آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''پہلے تین بار مجھ سے سن لو، پھر تم پڑھنا اور میں سنوں گا''---

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آنکھیں بند کر کے بآواز بلند تین مرتبہ لا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا ورد کیا--- حضرت علی رضی اللہ عنہ سنتے رہے، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آنکھیں بند کر کے بلند آواز سے تین مرتبہ کلمہ لا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ دہرایا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سماعت فرماتے رہے---[۲۹۹]

مشائخ کرام رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں آج تک کلمہ طیبہ اور دیگر اذکار کی تلقین کا یہ سلسلہ جاری ہے---

خرقۂ خلافت

حضرت سیدنا مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے خرقۂ خلافت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست حق پرست سے حاصل کیا اور ایک جہان کو مطلوب حقیقی تک پہنچایا---

جب سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو خرقہ خلافت عطا فرمایا، ہمیشہ گریہ وزاری میں مشغول رہتے---فرمایا کرتے، میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خرقہ پہنا ہے، مبادا آپ کی اتباع اور سنت کے منافی کوئی کام سرزد ہو جائے اور روز محشر شرم ساری کا بار گراں اٹھانا پڑے---[۳۰۰]

شبِ معراج---خصوصی عطیہ خداوندی

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کو جو خرقہ پہنایا، یہ دراصل شب معراج

حضور ﷺ کو عطا ہوا تھا--- مصنف صحیح بہاری ملک العلماء حضرت علامہ ظفر الدین بہاری رضوی رحمۃ اللہ علیہ (خلیفہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ) بیان کرتے ہیں:

جوہر غیبی کنز چہارم میں ''شرح رسالہ مکیہ'' سے روایت ہے:

حضور اقدس ﷺ جب شب معراج بہشت میں پہنچے تو ایک حجرہ دیکھا، جہاں ایک صندوق رکھا ہوا تھا--- آپ نے اسے کھولا تو ایک خرقہ دیکھا--- عرض کیا، خداوندا! میرا جی چاہتا ہے کہ اس خرقہ کو پہنوں---

ارشاد ہوا، شوق سے پہنیے---

پہننے کے ساتھ رحمۃ للعالمین کا دریائے رحمت جوش میں آیا اور کہا:

خداوندا! یہ خرقہ مجھی تک محدود رہے گا یا میرے خاص امتیوں کو بھی پہنچے گا--- ارشاد ہوا، پہنچے گا---

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے راز کی ایک بات بتائی اور فرمایا:

جب آپ واپس جائیں تو اپنے چار یاروں کو بلا کر الگ الگ ان سے پوچھیں کہ اگر میں تم کو یہ خرقہ دوں تو کیا کرو گے، اس سے کیا فائدہ اٹھاؤ گے؟--- جس کا جواب میرے بتائے ہوئے جواب اور اس راز کے مطابق ہو، ان کو خرقہ دے دیجیے گا---

جب حضور اقدس ﷺ واپس تشریف لائے، پہلے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا:

اگر میں تم کو یہ خرقہ دوں تو کیا کرو گے، اس سے کیا فائدہ اٹھاؤ گے؟--- عرض کیا، میں صدق پھیلاؤں گا--- فرمایا:

اِجْلِسْ مَكَانَكَ--- ''اپنی جگہ جا کر بیٹھیے''---

پھر حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا:

اگر میں تم کو یہ خرقہ دوں تو کیا کرو گے؟---عرض کیا، عدل پھیلاؤں گا---

ارشاد ہوا:

اِجْلِسْ مَکَانَکَ---"اپنی جگہ جا کر بیٹھیے"---

پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان سے بھی پوچھا کہ اگر میں تم کو یہ خرقہ دوں تو تم کیا کرو گے؟--- انہوں نے جواب میں کہا، میں حیا کو ترویج دوں گا---فرمایا:

اِجْلِسْ مَکَانَکَ---"اپنی جگہ جا کر بیٹھو"---

اس کے بعد حضرت مولائے کائنات اسد اللہ الغالب امیر المومنین سیدنا علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم سے استفسار کیا کہ اگر میں تم کو یہ خرقہ دوں تو تم کیا کرو گے؟--- انہوں نے عرض کیا، میں لوگوں کے عیب چھپاؤں گا، بندگان خدا کی عیب پوشی کروں گا---ارشاد ہوا:

اَنْتَ لَہٗ وَ ھُوَ لَکَ---

"تم اس کے لائق ہو اور یہ شئے تمہارے لیے سزاوار ہے---یہ خرقہ تمہارے لیے زیبا ہے"---

مشائخ کرام اپنے خلفاء کو جو خرقہ پہناتے ہیں، اس کی اصل بھی یہی ہے---[۳۰۱]

تمام سلاسلِ طریقت میں مرتضوی فیض

رسول اللہ ﷺ کے عطا کردہ اس خصوصی خرقہ مبارکہ کی تاثیر ہے کہ تمام سلاسل طریقت آپ سے مستفیض ہیں:

ہو چشتی ، قادری یا نقشبندی ، سہروردی ہو
ملا سب کو ولایت کا انہی کے ہاتھ سے ٹکڑا [۳۰۲]

اہل تصوف کے سردار سیدنا جنید بغدادی رضی اللہ عنہ اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

شَیْخُنَا فِی الْاُصُوْلِ وَ الْبَلَاءِ سَیِّدُنَا عَلِیُّ نِ الْمُرْتَضٰی---[۳۰۳]

''اصول طریقت اور بلا (معاملات طریقت) میں ہمارے شیخ سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ ہیں''---

حضرت سیدنا مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم بلاشبہہ منبع کمالات ولایت ہیں---فقہی مذاہب کی طرح سلاسل طریقت میں بھی مرتضوی فیض جاری و ساری ہے---سلسلۂ عالیہ قادریہ، سلسلۂ عالیہ چشتیہ اور سلسلۂ عالیہ سہروردیہ آپ تک پہنچتے ہیں---

سلسلۂ نقشبندیہ میں سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی آتا ہے، آپ کو اپنے آباءواجداد کی وساطت سے حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے روحانی فیوضات سے حصہ ملا---علاوہ ازیں سلسلۂ نقشبندیہ جنیدیہ براہ راست آپ تک منتہی ہوتا ہے---حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے روحانی فیض اور خرقۂ خلافت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل کیا تھا، جس کی کچھ تفصیل ''خرقۂ خلافت'' کے عنوان سے پہلے بیان ہو چکی ہے---

تصوف وطریقت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیضان کے امین اور اَقطابِ ارشاد اہل بیت اطہار ہیں---بیہقیٔ وقت حضرت علامہ قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی قدس سرہ العزیز حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ العزیز کے حوالے سے رقم طراز ہیں:

اَوَّلُهُمْ عَلِیٌّ عَلَیْهِ السَّلَام ثُمَّ اَبْنَائُهُ اِلَی الْحَسَنِ الْعَسْکَرِیِّ وَ آخِرُهُمْ غَوْثُ الثَّقَلَیْنِ مُحْیِ الدِّیْنِ عَبْدُ الْقَادِرِ الْجِیْلِیُّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمْ اَجْمَعِیْنَ لَا یَصِلُ اَحَدٌ مِّنَ الاَوَّلِیْنَ وَ الآخِرِیْنَ اِلٰی دَرَجَةِ الْوَلَایَةِ اِلَّا بِتَوَسُّطِهِمْ---[۳۰۴]

''سب سے پہلے قطب ارشاد حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ اور آخری حضرت غوث الثقلین محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ ہیں---حضرت علی

کے بعد (امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ سے لے کر) امام حسن عسکری تک آپ کی اولاد اس منصب پر فائز رہی ہے---اوّلین وآخرین میں جس کسی کو بھی ولایت ملی، ان ہی کے توسط سے ملی"---

قاضی صاحب دوسری جگہ مزید صراحت کے ساتھ تحریر کرتے ہیں کہ امت محمدیہ کے علاوہ امم سابقہ کے اولیاء کرام کو بھی سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ذریعے ہی ولایت ملی:

وَ كَانَ قُطْبَ اِرْشَادِ كَمَالاتِ الْوَلايَةِ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلامُ مَا بَلَغَ اَحَدٌ مِّنَ الْاُمَمِ السَّابِقَةِ دَرَجَةَ الْاَوْلِيَاءِ اِلَّا بِتَوَسُّطِ رُوْحِهٖ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ ثُمَّ كَانَ بِتِلْكَ الْمَنْصَبِ الْاَئِمَّةُ الْكِرَامُ اَبْنَائُهٗ اِلَى الْحَسَنِ الْعَسْكَرِیِّ وَ عَبْدِ الْقَادِرِ الْجِيْلِیِّ وَ مِنْ ثَمَّ قَالَ "وَ وَقْتِیْ قَبْلَ قَلْبِیْ قَدْ صَفَالِیْ" وَ هُوَ عَلٰى ذٰلِكَ الْمَنْصَبِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَ مِنْ ثَمَّ قَالَ---(شعر)

اَفَلَتْ شُمُوْسُ الْاَوَّلِيْنَ وَ شَمْسُنَا

اَبَدًا عَلٰى اُفُقِ الْعُلٰى لَا تَغْرُبُ [۳۰۵]

"کمالات ولایت کے قطب ارشاد حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں، پہلی امتوں میں جسے بھی ولایت ملی، حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کی روح کے توسط سے نصیب ہوئی---پھر یہ منصب آپ کے صاحب زادگان سے امام حسن عسکری تک ائمہ اہل بیت اطہار کو ملا اور پھر (امام حسن عسکری کے بعد) یہ منصب شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو تفویض ہوا---اس لیے آپ فرماتے ہیں:

میری روحانی حالت میرے قلب و قالب (جسم) کے پیدا ہونے سے پہلے ہی برگزیدہ و مصفّٰی تھی---

اب قیامت تک یہ منصب شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے پاس ہی

رہے گا---اس کا اظہار آپ نے اپنے (درج بالا) شعر (افلت شموس الاولین .... الخ) میں فرمایا" جس کا ترجمہ کچھ یوں ہے:

ہوئے غروب آفتاب اقطاب اوّلیں کے ، مگر ہمیشہ
بلندیوں کے افق پہ چمکے گا نیرّ ضوفشاں ہمارا [۳۰۶]

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کہتے ہیں:

سورج اگلوں کے چمکتے تھے، چمک کر ڈوبے
افق نور پہ ہے مہر ہمیشہ تیرا [۳۰۷]

۞۞۞۞۞

شب معراج کے اسرار و علوم کی خبر

ایک بار آپ نے تحدیث نعمت کے طور پر اپنی علمیت اور فضل و کمال کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

سَلُوْنِیْ قَبْلَ اَنْ تَفْقِدُوْنِیْ سَلُوْنِیْ عَنْ عِلْمٍ لَّا یَعْلَمُہٗ جِبْرِیْلُ وَ لا مِیْکَائِیْلُ---[۳۰۸]

''میری وفات سے پہلے پہلے ایسے علوم کے بارے میں مجھ سے سوال کرلو، جن کا علم نہ جبریل کو ہے اور نہ ہی میکائیل کو''---

یہ علوم حضور ﷺ کا عطیہ اور ان علوم کا ایک حصہ ہیں جو شب معراج آپ کو بارگاہ خداوندی سے حاصل ہوئے---

ان علوم و اسرار میں سے بطور نمونہ ایک واقعہ قارئین کرام کے ذوق طبع کے لیے پیش خدمت ہے:

نارِ نمرود---خلیل و جبریل کا مکالمہ

حضرت مولائے کائنات کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے مجھے بتایا کہ جب سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو نمرود نے آگ میں پھینکنے کا حکم دیا، میں بہ صورت نور آپ کی پشت میں قرار پذیر تھا--- آپ کو منجنیق میں رکھا جا رہا تھا کہ جبریل امین علیہ السلام حاضر خدمت ہو کر عرض گزار ہوئے:

يَا خَلِيْلَ الرَّحْمٰنِ هَلْ لَّكَ مِنْ حَاجَةٍ؟---

''اے اللہ کے خلیل! کوئی حاجت ہو تو فرمائیے (میری خدمات حاضر ہیں)''---آپ نے فرمایا:

اَمَّا اِلَيْكَ فَلَا---

''تیرے متعلق کوئی کام نہیں (تمہاری کوئی ضرورت نہیں)''---

چناں چہ جبریل امین علیہ السلام اپنے ساتھ میکائیل علیہ السلام کو لے کر حاضر ہوئے اور دوبارہ پیش کش کی، آپ نے وہی جواب دیا، تیسری مرتبہ پھر جبریل امین عرض گزار ہوئے:

هَلْ لَّكَ حَاجَةٌ اِلٰى رَبِّكَ؟---

''آپ کو اپنے رب کی بارگاہ میں کوئی حاجت ہو تو فرمائیے''---

آپ نے جواب دیا:

یَا اَخِیْ جِبْرِیْلُ مِنْ شَانِ الْخَلِیْلِ اَنْ لَّا یُعَارِضَ خَلِیْلَہٗ ---

"خلیل کے لائق نہیں کہ اپنے خلیل سے جرح کرے" ---

یعنی محبوب حقیقی (رب جلیل) اگر میرے جلنے پر راضی ہے تو اس کا خلیل جلنے کے لیے تیار ہے --- (مرضیٔ مولیٰ از ہمہ اولیٰ)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے وفا کا صلہ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کی پشت انور میں موجود یہ مکالمہ سماعت اور مشاہدہ فرما رہے تھے، آپ) کو جبریل کی وفاداری اور بار بار کی پیش کش پسند آئی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

میں نے اسی وقت ارادہ کر لیا تھا کہ اللہ تعالیٰ جب مجھے مبعوث فرمائے گا تو میں جبریل کو اس کا بدلہ دوں گا ---

وقت گزرتا رہا، ہزاروں سال بیت گئے --- آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت ہوئی پھر معراج کی مبارک رات آئی، شب اسریٰ کے دولھا لامکان کے سفر پر روانہ ہوئے --- سدرۃ المنتہیٰ کے مقام پر پہنچے تو جبریل رک گئے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جبریل! کیا ایسے موقع پر دوست، دوست کا ساتھ چھوڑ دیتا ہے؟ ---

جبریل امین نے عرض کی:

اِنْ تَجَاوَزْتُہٗ اِحْتَرَقْتُ بِالنُّوْرِ ---

"اگر میں آگے بڑھا تو تجلیات نور کی وجہ سے جل جاؤں گا" ---

جبریل امین علیہ السلام کی درخواست

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں، میں نے جبریل سے کہا:

هَلْ لَكَ حَاجَةٌ اِلٰی رَبِّكَ ؟---

''بارگاہ رب العزت میں کوئی حاجت ہوتو بتائیے''---

بوقت ملاقات پیش کردی جائے گی---حضرت جبریل امین علیہ السلام نے عرض کی: روز قیامت جب آپ کی امت کو پل صراط سے گزرنے کا حکم ہو، مجھے پر بچھانے کی اجازت مل جائے تا کہ آپ کی امت میرے پروں سے گزرے (اور اسے کوئی گزند نہ پہنچے)---

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بارگاہ قدس میں پہنچے، مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَ مَا طَغٰی کی شان سے اللہ رب العزت کا دیدار کیا، جلووں میں گم تھے کہ رب قدوس نے خود کرم فرمایا اور جبریل کی درخواست کے بارے میں پوچھا، آپ نے عرض کی:

اِنَّكَ اَعْلَمُ ---

''باری تعالیٰ تو خوب جانتا ہے''---

جبریل پر بچھائیں گے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يَا مُحَمَّدُ قَدْ اَجَبْتُهُ فِيْ مَا سَاَلَ وَ لٰكِنْ فِيْ مَنْ اَحَبَّكَ وَ

صَحْبَكَ---[۳۰۹]

''اے محمد! جبریل کی درخواست منظور ہے، لیکن صرف ان لوگوں کے لیے جبریل کو پر بچھانے کی اجازت ہوگی جو آپ اور آپ کے صحابہ کرام سے محبت رکھنے والے ہوں گے''---

دوسری روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لِمَنْ اَكْثَرَ مِنَ الصَّلٰوةِ وَ السَّلَامِ عَلَيْكَ---[۳۱۰]

''جبریل کو صرف ان لوگوں کے لیے پر بچھانے کی اجازت ہوگی جو آپ پر کثرت سے درود و سلام بھیجتے ہوں گے''---

جو چاہو پوچھو

ایک دن حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا:

سَلُوْنِیْ عَمَّا دُوْنَ الْعَرْشِ---

''عرش کے سوا جو چاہو پوچھو''---

کیوں کہ میرا سینہ علم سے بھرپور ہے، یہ علم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عطا کردہ ہے، آپ نے میرے منہ میں لعاب دہن ڈالا تھا، یہ اسی کی برکت ہے--- قسم ہے اس ذات کی، جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، اگر تورات اور انجیل کو اذن تکلّم ہو، تو میری اس بات کی تصدیق کریں---

مجلس میں سے ایک شخص کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا، میں ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں---

مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنی باطنی قوت اور کشف سے اس کی نیت اور

اندرونی کیفیت کو بھانپتے ہوئے فرمایا:

تم صرف حصول فقہ و دانائی کے مقصد سے سوال کرنا، امتحان اور آزمائشِ قابلیت کے طور پر نہیں---اس نے کہا:

اب آپ نے مجھے اس کا پابند کرلیا ہے، لہٰذا بتائیں، کیا آپ نے اپنے پروردگار کو دیکھا ہے؟---مولا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

یہ کیوں کر ممکن ہے کہ اپنے پروردگار کی عبادت کروں اور اسے نہ دیکھوں---اس نے کہا:

پھر، اسے کیسا پایا؟---آپ نے جواب میں نہایت حسین پیرائے میں وہ الفاظ ادا فرمائے، جنہیں ان کی جامعیت کے اعتبار سے فصاحت و بلاغت کا عظیم شاہ کار کہا جا سکتا ہے، فرمایا:

لَمْ تَرَهُ الْعُيُوْنُ بِمُشَاهَدَةِ الْعِيَانِ وَلٰكِن رَأَتْهُ الْقُلُوْبُ بِحَقِيْقَةِ الْإِيْمَانِ---رَبِّىْ اَحَدٌ وَاحِدٌ لَا شَرِيْكَ لَهٗ اَحَدٌ، لَا ثَانِىَ لَهٗ فَرْدٌ، لَا مِثْلَ لَهٗ، لَا يَحْوِيْهِ مَكَانٌ وَلَا يُدَاوِلُهٗ زَمَانٌ، وَلَا يُدْرَكُ بِالْحَوَاسِّ وَلَا يُقَاسُ بِالْقِيَاسِ---

''آنکھوں کے مشاہدے سے تم اسے نہیں دیکھ سکتے، بلکہ بصیرتِ قلب اور حقائق و ایقان سے دیکھ سکتے ہو، وہ واحد ہے، کوئی اس کا شریک نہیں، اس کا کوئی ثانی نہیں، وہ بے نظیر و بے مثال ہے، اس کا کوئی مکان نہیں اور نہ وہ کسی زمانے کا پابند ہے، اسے حواس سے پہچانا نہیں جا سکتا اور نہ اسے قیاس سے پرکھا جا سکتا ہے''---

سوال کرنے والا یہ باتیں سن کر چیختا ہوا بے ہوش ہو گیا---جب ہوش میں آیا

تو کہنے لگا، اب میں نے اپنے خدا سے عہد کرلیا ہے کہ کسی سے بر سبیل امتحان و آزمائش سوال نہیں کروں گا---[۳۱۱]

علوم کے بحر زخار

حضرت جنید بغدادی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

اگر سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو اپنے مخالفوں کے ساتھ جھگڑوں سے فرصت ملتی تو ہمارے لیے علمی اور روحانی معلومات کا وہ ذخیرہ چھوڑتے، جسے دل برداشت کرنے کے متحمل نہ ہوتے---[۳۱۲]

انہی وجوہات کے پیش نظر بلا مبالغہ آپ علم و عرفان کے منبع اور سر عارفاں ہیں--- سمندر اپنی بے پناہ وسعتوں اور بے کرانیوں کے باوصف آپ کے علم و فضل کے بحر لا متناہی کے آگے ایک چھینٹے کی حیثیت بھی نہیں رکھتا---

کوفہ
حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کا دار الخلافہ

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت تک اسلامی ریاست کا دار الخلافہ مدینہ منورہ ہی رہا مگر حضرت سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے دار الخلافہ کوفہ منتقل کر دیا---

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خلاف بغاوت اور آپ کی شہادت کی وجہ سے ایک بڑے فتنے کا آغاز ہو چکا تھا--- حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نہیں چاہتے تھے کہ دیار محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیاسی تنازعات کا مرکز بنے اور مدینہ منورہ کی حرمت پامال ہو--- اس لیے آپ نے کوفہ ایسے ثقافتی اور تجارتی شہر کو اپنی انتظامی و حکومتی سرگرمیوں کا مرکز

بنانے کوترجیح دی---

کوفہ، بغداد معلی سے کم و بیش ڈیڑھ سو کلو میٹر کے فاصلہ پر واقع ہے---
اپنے متنوع تاریخی پس منظر کی بنا پر بہت زیادہ شہرت کا حامل شہر ہے--- یہ مختلف تحریکوں، شورشوں اور سرگرمیوں کا محور اور علم و فضل کا گہوارہ رہا ہے--- بصرہ اور کوفہ ۱۷ھ میں حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں بسائے گئے---[۳۱۳]

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے مدائن فتح کیا تو آپ کو اپنی فوج ٹھہرانے کے لیے ایک صحرائی علاقے کی تلاش ہوئی، جس کی آب و ہوا عرب کے مزاج کے موافق ہو---
چناں چہ آپ کو اس جگہ کی نشان دہی کی گئی، چوں کہ یہاں زمین ریتلی اور کنکریلی تھی، اس لیے یہ شہر "کوفہ" کے نام سے موسوم ہوا، جب کہ یہ علاقہ "سورستان" کہلاتا تھا---
بعض نے کوفہ کی وجہ تسمیہ یہ لکھی ہے کہ یہاں ریت کے ٹیلے تھے، جسے عربی میں کوفان کہا جاتا ہے، اس مناسبت سے یہ کوفہ کہلایا--- نیز انسانوں کے اجتماع کے باعث اس کا نام کوفہ رکھا گیا---[۳۱۴]

شروع شروع میں بانسوں اور کھجور کے پتوں سے مکانات بنائے گئے، جب یہ لوگ کہیں جاتے تو اکھیڑ کر صدقہ کر جاتے اور واپسی پر دوبارہ اسی طرح کی رہائش گاہیں بنا لیتے---
بعد میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ جب یہاں کے گورنر مقرر ہوئے تو ان کے دور میں کچی اینٹوں سے مکانات تعمیر کیے گئے---[۳۱۵]

علمی ماحول

رفتہ رفتہ کوفہ وسیع و عریض شہر کی حیثیت اختیار کر گیا---صحابہ کرام میں سے

کثیر التعداد حضرات یہاں مقیم ہو گئے--- جن میں ۷۰ (ستر) بدری اور تین سو (اصحاب شجرہ) بیعت رضوان میں شریک صحابہ کرام شامل تھے---[۳۱۶]

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ کو خط لکھا کہ میں تمہارے پاس بدری صحابہ میں سے دو منتخب حضرات کو بھیج رہا ہوں، عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو امیر اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو معلم اور وزیر کے طور پر---تم پر لازم ہے کہ ان دونوں کی اقتدا کرو اور ان سے تعلیم حاصل کرو--- پھر بطور خاص حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اہمیت واضح کرتے ہوئے فرمایا:

قَدْ آثَرْتُكُمْ بِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَلٰى نَفْسِيْ---[۳۱۷]

''عبداللہ بن مسعود کی مجھے زیادہ ضرورت تھی مگر میں ایثار سے کام لیتے ہوئے انہیں تمہارے لیے بھیج رہا ہوں''---

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ورود مسعود سے کوفہ میں ایک علمی ماحول پیدا ہو گیا، خصوصاً حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے احادیث مبارکہ کی اشاعت کے لیے نمایاں خدمات انجام دیں---جس کے نتیجے میں یہاں کے لوگوں کا علمی و دینی شعور اس قدر بڑھ گیا اور کوفہ اس قدر عظیم علمی گہوارہ بن گیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے جُمْجُمَةُ الاسْلام (اسلام کی کھوپڑی یا دماغ)، كَنْزُ الْاِيْمَان (ایمان کا خزانہ) اور سَيْفُ اللّٰهِ وَ رُمْحُهٗ (اللہ کی تلوار اور نیزہ) کے الفاظ سے یاد فرمایا---[۳۱۸]

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اسے کنز الایمان، حجۃ الاسلام اور سیف اللہ کے خطابات سے سرفراز فرمایا--- جب کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کوفہ کو قُبَّةُ الاِسْلام گردانتے---[۳۱۹]

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے مدینہ منورہ سے دار الخلافہ کوفہ منتقل کیا تو بلاد اسلامیہ میں اس کی اہمیت میں بہت زیادہ اضافہ ہو گیا---

یہ ایک نا قابل تردید حقیقت ہے کہ کوفہ متعدد صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور علماء و محدثین کی علمی سرگرمیوں کا مرکز رہا ہے--- یہاں کتنے ہی جبالِ علم پیدا ہوئے--- تنہا سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث و فقہ میں لازوال خدمات ہی کا شمار نہیں---

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ

آپ رضی اللہ عنہ کے آباء و اجداد کوفہ کے رہنے والے تھے، جد امجد تو باقاعدہ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے حلقۂ مقربین میں شامل تھے---

ایک دفعہ انہوں نے حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو فالودہ کھلایا، جس پر باب مدینۃ العلم رضی اللہ عنہ نے خوش ہو کر آپ کو دعائے خیر سے نوازا--- جب ان کے ہاں صاحب زادے ثابت (والد امام اعظم رضی اللہ عنہ) پیدا ہوئے تو انہیں حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی خدمت میں پیش کیا، جس پر آپ نے انہیں اور ان کی ہونے والی اولاد کو ڈھیروں دعائیں دیں---[۳۲۰]

امام اعظم رضی اللہ عنہ بڑے شوق سے تحدیث نعمت کے طور پر فرمایا کرتے کہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی دعاؤں کا ثمر ہوں:

وَ كَانَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ يَقُوْلُ اَنَا بَرَكَةُ دَعْوَةٍ صَدَرَتْ مِنْ عَلِيِّ ابْنِ اَبِي طَالِبٍ لِاَبِيْ---[۳۲۱]

سیاسی خلفشار کا گڑھ

کوفہ ایک طرف اتنا بڑا علمی مرکز رہا ہے مگر دوسری جانب یہ بھی ایک افسوس ناک حقیقت ہے کہ یہاں چوں کہ مختلف قبائل اور مختلف الجہات لوگ آباد تھے، اس لیے کوفہ ہمیشہ سیاسی انتشار و خلفشار کا گڑھ رہا اور یہاں کوئی بھی جم کر حکومت نہ کر سکا--- تنقید اور شورش پسندی کوفیوں کا عمومی مزاج بن گیا تھا، حتّٰی کہ اس کے بانی اور پہلے گورنر حضرت سعد رضی اللہ عنہ بھی ان کی بے جا نکتہ چینی سے محفوظ نہ رہے--- لوگوں نے آپ کے خلاف جو الزامات لگائے، ان کی سطحیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ انہوں نے اس جلیل القدر صحابی رسول کے بارے میں یہاں تک کہہ دیا کہ وہ نماز صحیح طریقے سے ادا نہیں کرتے--- حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے بھی کوفہ والوں کا رویہ کوئی زیادہ قابل رشک نہ تھا، بلکہ اکثر لوگوں نے آپ کو پریشان ہی رکھا--- بالآخر آپ کی شہادت کا الم ناک سانحہ بھی کوفہ ہی میں پیش آیا---

حضرت علی کا دور خلافت

سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلفاء راشدین میں سے چوتھے اور ہاشمی خاندان کے پہلے خلیفہ ہیں--- علامہ ابن اثیر لکھتے ہیں کہ ہاشمی خاندان میں میری معلومات کے مطابق نجیب الطرفین ہاشمی خلفاء صرف تین گزرے ہیں:

۱...... سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

۲...... سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ

۳...... خلیفہ امین بن رشید--- [۳۲۲]

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ذوالحجۃ المبارکہ

۳۵ھ میں خلیفہ بنائے گئے --- اس وقت امت کے اندر جو فتنہ اور یورش برپا تھی، اس کی وجہ سے آپ کا پورا دورِ خلافت جنگوں، شورشوں اور فتنوں میں گزرا --- ایک طرف امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تھے، جو شام اور دیگر علاقوں کے حکمران بن چکے تھے، وہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے خلاف صف آراء ہو گئے --- ان کے ساتھ صحابہ کرام کی ایک جماعت تھی --- ادھر مولا علی کے ساتھ بھی صحابہ کرام تھے اور باجماع اہل سنت خلیفہ راشد حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہی تھے --- مگر یہ ہمارا حق نہیں کہ ہم امت مسلمہ کے ان راہ نماؤں کے خلاف زبان طعن دراز کریں، یہ وہ مقدس و برگزیدہ ہستیاں ہیں، جن سے اللہ تعالیٰ نے جنت کا وعدہ فرما رکھا ہے:

وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى --- [۳۲۳]

"(فتح مکہ سے پہلے یا بعد میں ایمان لانے والے) تمام (صحابہ کرام) سے اللہ تعالیٰ نے جنت کا وعدہ فرمایا ہے" ---

حضرت علی رضی اللہ عنہ جو حلم و بردباری، نرمی و خوش خلقی، مروت و مودت کے مجسمے اور اخلاقِ حسنہ میں اپنے مربی اعظم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مظہر اتم تھے --- خدا جانے ان خوں ریزیوں سے ان کے قلب حزیں اور طبع نازنیں پر کیا کیفیت گزرتی ہوگی ---

خوارج

جب جنگوں نے طول اختیار کیا تو طے پایا کہ فریقین کسی کو حکم (منصف) مقرر کر کے فیصلہ ان کے سپرد کر دیں --- چناں چہ آپ کی طرف سے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جانب سے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ حکم مقرر ہوئے --- [۳۲۴]

مگر یہ دونوں حضرات کسی ایک بات پر متفق نہ ہو سکے اور اختلافات نے شدت اختیار کر لی--- اس واقعۂ تحکیم کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بہت سے ساتھی آپ کو چھوڑ گئے اور یوں خوارج کی با قاعدہ ایک جماعت وجود میں آ گئی--- ان لوگوں کا عقیدہ تھا کہ دین کے معاملہ میں حکم (منصف) مقرر کرنا کفر ہے اور انہوں نے علانیہ لَا حُکْمَ اِلَّا لِلّٰہِ (حکم صرف اللہ کا ہے) اور کَفَرَ عَلِیٌّ وَ مُعَاوِیَۃ (علی اور معاویہ (معاذ اللہ) دونوں کافر ہیں) کا نعرہ بلند کیا---

مسند امام احمد میں ہے:

آٹھ ہزار افراد بغاوت کر کے کوفہ کے قریب حروراء بستی میں ٹھہر گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ پر شدید ناراضی اور غصہ کا اظہار کیا کہ انہوں نے دینی معاملہ میں ثالث کو کیوں قبول کر لیا، جب کہ حکم صرف اللہ کا ہے---

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں بلوایا اور ان میں سے قرآن کا علم رکھنے والوں کو ایک جگہ جمع کیا--- درمیان میں قرآن کریم رکھ دیا اور اس کی طرف اشارہ کر کے فرمایا:

اے مصحف! لوگوں کو بتا اور ان میں فیصلہ کر، بیک زبان سب نے کہا:

ورق اور سیاہی کیسے بولیں گے؟--- ہماری مراد تو قرآنی احکام ہیں--- آپ نے فرمایا، تو پھر سنو:

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں یہ حکم فرماتا ہے کہ جب میاں بیوی میں جھگڑا پیدا ہو جائے تو صلح کرانے کے لیے زوجین کی طرف سے ایک ایک حکم (منصف) مقرر کیا جائے، ارشاد ربانی ہے:

فَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَیْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَکَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَ حَکَمًا مِّنْ اَهْلِهَا---[۳۲۵]

''اور اگر اندیشہ ہوان دونوں کے درمیان اختلاف کا تو مقرر کرو ایک منصف مرد کے رشتہ داروں سے اور ایک منصف عورت کے رشتہ داروں سے''---

ایک گھر کی اصلاح کے لیے (منصف) حکم مقرر کرنا جائز ہے، تو امت کے دو گروہوں میں صلح کے لیے حکم مقرر کرنے میں آخر کیا قباحت ہے؟---[۳۲۶]

مگر ان لوگوں کا تو مقصد ہی فتنہ پروری تھا--- (جس کے پس پشت غیر مسلموں کی سازشیں اور دیگر کئی عوامل شامل تھے)--- چناں چہ وہ لوگ مسلسل فتنہ انگیزی کرتے رہے---

شہادت

خوارج میں سے تین اشخاص عبدالرحمٰن بن ملجم، برک بن عبداللہ تمیمی اور عمرو بن بکیر تمیمی نے مکہ مکرمہ میں ایک خفیہ میٹنگ کی، جس میں حضرت مولا علی، امیر معاویہ اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم کو شہید کرنے کا منصوبہ بنایا اور طے پایا کہ تینوں پر بیک وقت ہی حملہ کیا جائے۔ مؤخر الذکر دونوں حضرات تک حملہ آوروں کی رسائی نہ ہوسکی، مگر ابن ملجم خارجی (جس کے لیے بدبختی اور ذلت مقدر ہو چکی تھی) حضرت علی رضی اللہ عنہ پر وار کرنے میں کامیاب ہوگیا---[۳۲۷]

سترہ رمضان المبارک کو سحری کے وقت حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نے اپنے بڑے صاحب زادے سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کو فرمایا:

گھر والوں کو (عبادت کے لیے) بیدار کردو، کیوں کہ آج شب جمعہ اور صبح یوم بدر ہے، پھر انہیں خواب سنایا کہ آج رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی،

میں نے عرض کی:

حضور! آپ کی امت میرے ساتھ سخت نزاع اور کج روی سے کام لے رہی ہے،

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

تم ان کے خلاف دعا کرو، میں نے یوں دعا کی:

''یا اللہ! مجھے ان لوگوں سے بہتر لوگوں میں پہنچا دے اور ان پر کسی برے شخص کو مسلط کر دے''---

آپ اپنا خواب سنا رہے تھے کہ مؤذن ابن نباح نے نماز کے لیے آواز دی--- آپ نماز پڑھانے کے لیے گھر سے نکلے اور راستے میں حسب عادت اَیُّھَا النَّاسُ الصَّلٰوۃ الصَّلٰوۃ ''لوگو! نماز، نماز'' کی صدا بلند کر کے لوگوں کو بیدار کرتے ہوئے کوفہ کی جامع مسجد میں تشریف لائے، ابن ملجم نے زہر میں بجھی ہوئی تلوار کے ساتھ نہایت سخت وار کیا، جس سے آپ شدید زخمی ہو گئے---[۳۲۸]

حملہ کے وقت آپ نے فرمایا:

فُزْتُ وَ رَبِّ الْكَعْبَةِ---[۳۲۹]

''رب کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہو گیا''---

حافظ ابن عبد البر لکھتے ہیں کہ اس میں اختلاف ہے کہ حملہ نماز سے پہلے ہوا یا دورانِ نماز--- صحیح یہ ہے کہ (حملہ دورانِ نماز ہوا اور) بقیہ نماز کی تکمیل کے لیے جعدہ بن ہبیرہ کو امامت کے لیے خلیفہ بنایا---[۳۳۰]

وصیت

جب جان بر ہونے کی کوئی امید باقی نہ رہی، تو آپ نے اپنے بڑے صاحب زادے

سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کو نہایت جامع وصیت کرتے ہوئے فرمایا:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صحابی، بھائی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا کا بیٹا، علی بن ابی طالب یہ وصیت کرتا ہے:

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے رسول اور برگزیدہ بندے ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے علم کے مطابق پسند فرمایا اور مخلوق کے لیے رہنما بنایا---

بے شک روزِ محشر اللہ تعالیٰ قبروں سے لوگوں کو اٹھائے گا، ان کے اعمال کا حساب لے گا اور وہی دلوں کے بھید جانتا ہے---

اے حسن! میں تمہیں وصیت کرتا ہوں، جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصیت فرمائی تھی--- جب میں وفات پا جاؤں تو اپنے گھر میں رہو اور اپنے گناہوں پر روتے رہو--- تمہارا مقصود دنیا نہیں ہونا چاہیے (بلکہ آخرت کی فکر ضروری ہے)---

پیارے بیٹے! وقت کی پابندی کے ساتھ نماز قائم رکھو، مستحقین میں زکوٰۃ تقسیم کرتے رہو، مشتبہ معاملات میں خاموشی اختیار کرو، خوشی اور غصہ کی حالت میں عدل اور میانہ روی سے کام لو، ہم سایہ کے ساتھ حسنِ سلوک، مہمان کی عزت، مصیبت زدہ لوگوں پر رحم، رشتہ داروں سے صلہ رحمی، مساکین سے محبت اور ان کی ہم نشینی اختیار کرو، عجز و انکسار سے کام لو، کیوں کہ یہ افضل عبادت ہے، موت کو یاد رکھو، دنیا سے بے رغبتی اختیار کرو، کیوں کہ تم موت کے مرہون ہو، مصائب تمہارے درپیش ہیں اور بیماری تم سے دور نہیں ہے---

تمہیں خفیہ اور علانیہ (ہر حالت میں) خشیت الٰہی کی وصیت کرتا ہوں،

قول وفعل میں شریعت کی مخالفت سے باز رہو، جب آخرت کا معاملہ درپیش ہو، تو اس میں پہل کرو، دنیاوی معاملہ میں عجلت سے کام نہ لو، حتیٰ کہ اس کی درستی معلوم ہو جائے---تہمت کی جگہوں سے بچو، کیوں کہ برے ساتھی کی صحبت نقصان دہ ہے---

اے بیٹے! اللہ تعالیٰ کے لیے عمل کرو، ظلم سے بچو، اچھی بات کا حکم دو، برائی سے منع کرو، اسلامی بھائیوں سے اللہ کی رضا کے لیے برادرانہ تعلق قائم کرو، نیکوں سے ان کی نیکی کی وجہ سے محبت رکھو، فاسق سے علیحدہ رہو اور دلی بغض رکھتے ہوئے، اس سے دوری اختیار کرو، کہیں تم بھی ان جیسے نہ ہو جاؤ---

عام گزرگاہ میں نہ بیٹھو، بے وقوفوں سے جھگڑے میں اجتناب برتو، اخراجات میں میانہ روی سے کام لو، عبادت اچھی طرح کرو اور اس میں حسب طاقت ہمیشگی اختیار کرو، اکثر خاموش رہو کہ اس میں سلامتی ہے، اپنے لیے اعمال صالحہ کا ذخیرہ آگے بھیجو، اچھی تعلیم دو، ہر حال میں اللہ کا ذکر کرتے رہو، چھوٹوں پر شفقت اور بڑوں کی عزت کرو، کھانا تناول کرنے سے پہلے اس میں سے کچھ صدقہ کر دیا کرو، روزہ لازمی رکھو کہ یہ بدن کی زکوٰۃ اور روزہ دار کے لیے ڈھال ہے، نفس سے جہاد کرو، اپنے ساتھیوں سے محتاط رہو، دشمن سے علیحدہ رہو، مجالس ذکر میں شمولیت اور کثرت سے دعا کیا کرو---

میرے بیٹے! میں نے نصیحت میں کمی نہیں کی، اب میرے اور تمہارے درمیان جدائی ہونے والی ہے--- میں تمہارے بھائی محمد بن حنفیہ کی بابت تمہیں حسن سلوک کی وصیت کرتا ہوں، وہ تمہارے باپ کا لخت جگر ہے اور تمہیں پتا ہے کہ مجھے اس سے کتنی محبت ہے--- حسین، ماں باپ

دونوں کے لحاظ سے تمہارا حقیقی بھائی ہے---

میرے بعد اللہ تعالیٰ تمہارا کفیل اور کارساز ہے، اسی کی بارگاہ میں دعا گو رہو کہ وہ تمہاری اصلاح فرمائے اور سرکش لوگوں کے شر سے تمہیں محفوظ فرمائے---صبر کرو، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ خلافت کا کوئی فیصلہ فرما دے---

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ---

پھر فرمایا:

حسن! دیکھو، میرے قاتل کو میرے کھانے جیسا کھانا کھلاؤ، اگر زندہ رہا تو اپنے معاملہ کا خود فیصلہ کروں گا، اگر اس حملہ سے جان بر نہ ہوسکوں تو حملہ آور کو قتل کر دینا، مگر اس پر صرف ایک ہی وار کرنا اور اسے (ناک، کان، ہونٹ وغیرہ اعضا کاٹ کر) مثلہ ہرگز نہ کرنا، کیوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا:

''مثلہ کرنے سے بچو، اگرچہ باؤلا کتا ہی کیوں نہ ہو''---

اے حسن! میرے کفن میں گراں قیمت کپڑا استعمال نہ کرنا، کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہی ہدایت فرمائی ہے---

اے بنی عبد المطلب! میری وجہ سے مسلمانوں کی خوں ریزی نہ کرنا، خبردار صرف میرے قاتل ہی کو سزا دینا، اگر اس کے حملہ کی وجہ سے میری موت واقع ہو جائے تو اس پر صرف ایک ہی وار کرنا''---

اس وصیت کے بعد آپ نے سوائے کلمہ طیبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه پڑھنے کے اور کوئی بات نہ کی---[۳۳۱]

پھر ۱۹ رمضان المبارک ۴۰ھ، اتوار کی شب، ۶۳ برس کی عمر میں [۳۳۲] علم و معرفت، شجاعت و بسالت، خلق و مروت، ایثار و سخاوت اور رشد و ہدایت کا

یہ آفتاب عالم تاب غروب ہوگیا---

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

کسے را میسر نہ شد ایں سعادت
بکعبہ ولادت ، بمسجد شہادت

حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کا عہد خلافت چار سال نو ماہ پر محیط ہے---[۳۳۳]

تجہیز و تکفین

حضرات حسنین کریمین اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم نے غسل دیا اور تین کپڑوں میں آپ کو کفن دیا گیا، آپ کے صاحب زادے حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ نے چار تکبیروں کے ساتھ نماز جنازہ پڑھائی اور سحری کے وقت آپ کی تدفین ہوئی---[۳۳۴]

آپ کی قبر کے بارے میں متعدد اقوال ہیں، نجف اشرف (عراق) میں آپ کا روضہ انور مشہور اور مرجع خواص و عوام ہے---

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مزار کی تحقیق

حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کے مزار کے بارے میں تواتر کی حد تک تو یہی مشہور ہے کہ آپ نجف اشرف میں مدفون ہیں مگر تاریخی طور پر اس میں خاصا اختلاف پایا جاتا ہے--- حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کو اپنے دور خلافت میں سازشوں، شورشوں اور فتنوں کا سامنا رہا اور جس طرح آپ کی شہادت کا سانحہ پیش آیا، ان حالات و واقعات کی نزاکت کا تقاضا تھا کہ آپ کی تدفین کو خفیہ رکھا جائے، خوارج آپ کے سخت دشمن تھے---

جس شقی القلب عبد الرحمٰن بن ملجم کے قاتلانہ حملے سے آپ نے جام شہادت نوش کیا تھا، اس کا تعلق بھی اسی فرقہ نافرجام سے تھا --- اندیشہ تھا کہ یہ لوگ کہیں آپ کی قبر مبارک کی بے حرمتی نہ کریں، سو آپ کی قبر مبارک کو مخفی رکھا گیا --- قبر انور کے سلسلہ میں خطیب بغدادی (م ۴۶۳ھ) نے بہت سی متضاد روایات نقل کی ہیں، جن کا خلاصہ یہ ہے:

محمد بن سعد کہتے ہیں کہ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کو جامع مسجد کوفہ کے قریب قصر الامارہ میں دفن کیا گیا --- [۳۳۵]

ابو زید بن طریف کا کہنا ہے، آپ جامع مسجد کی دیوار قبلہ کے ساتھ باب الورّاقین کے سامنے یزید بن خالد کے گھر میں مدفون ہیں --- ایک مرتبہ اس مکان میں کوئی تعمیری کام ہو رہا تھا کہ کھدائی میں آپ کی نعش مبارک بالکل تر و تازہ برآمد ہوئی --- [۳۳۶]

عبد اللہ العجلی بیان کرتے ہیں، آپ کوفہ میں کسی جگہ مدفون ہیں مگر قبر مبارک معلوم نہیں --- [۳۳۷]

ایک روایت میں ہے، آپ کی تدفین کوفہ میں ہوئی پھر حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے مصالحت کے بعد آپ کی نعش مبارک کو یہاں سے منتقل کر کے مدینہ منورہ کے مشہور قبرستان جنت البقیع شریف میں سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے پہلو میں دفن کیا --- [۳۳۸]

بعض روایات میں ہے کہ شہادت کے فوراً بعد آپ کے جسد اقدس کو ایک تابوت میں محفوظ کر کے اونٹ پر سوار کیا گیا، راستے میں اونٹ گم ہو گیا اور قبیلہ طے کے علاقہ میں جا پہنچا --- انہوں نے خزانہ سمجھ کر تابوت کھولا، مگر جب اندر سے نعش برآمد ہوئی تو اسے دفن کر دیا اور اونٹ کو ذبح کر کے کھالیا --- [۳۳۹]

ابو جعفر حضرمی سے منقول ہے کہ (نجف اشرف میں) جس قبر کو لوگوں نے

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مزار سمجھ رکھا ہے، اگر فی الواقع ایسا ہوتا تو میں شب و روز یہیں کا ہو کر رہ جاتا، لیکن درحقیقت یہ آپ کا مزار نہیں ہے بلکہ:

لَوْ عَلِمَتِ الرَّافِضَةُ قَبْرَ مَنْ هٰذَا لَرَجَمَتْهُ بِالْحِجَارَةِ، هٰذَا قَبْرُ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ---[۳۴۰]

''اگر روافض کو صاحبِ مزار کا نام معلوم ہو جائے تو وہ اسے سنگسار کرنے کی کوشش کریں، یہ مزار دراصل حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا ہے''---

حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارکہ کے بارے میں ایک مشہور قول یہ بھی ہے کہ آپ افغانستان میں مدفون ہیں اور آپ کی قبر کی مناسبت سے یہ علاقہ مزار شریف کے نام سے موسوم ہے--- یہاں بہت عالی شان آستانہ عالیہ ہے، جو مرجع خلائق ہے--- کہا جاتا ہے کہ افغانستان کے قدیم جھنڈے میں آپ کے مزار کا نقشہ تھا---

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کا مزار جہاں کہیں بھی ہو، یہ بات اپنی جگہ ایک حقیقت ہے کہ نجف اشرف میں موجودہ عمارت آپ کی ذات اقدس سے منسوب ہے اور زائرین آپ ہی کی زیارت کی نیت سے حاضری دیتے اور آپ کی روحانی توجہات سے بہرہ یاب ہوتے ہیں---

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بارگاہ معمولی بارگاہ نہیں--- آپ کمالات ظاہری و باطنی کے جامع، روحانیت و تصوف کے امام اور صاحب کرامات و تصرفات ہیں، سو نجف اشرف میں ان کی زیارت کے لیے آنے والے اجر و ثواب اور فیوض و برکات سے محروم نہیں رہتے---

مزید برآں یہ کہ بہت سی کتب میں نجف کا ذکر ہے--- علامہ یعقوب حموی (متوفی ۶۲۶ھ) نے بھی نجف کے تحت آپ کی قبر انور کا تذکرہ کیا ہے---[۳۴۱]

سرزمین نجف شعراء کے لیے بھی مرجع عقیدت رہی ہے، علامہ اقبال کا یہ شعر تو زبان زد خاص و عام ہے:

2

خیرہ نہ کر سکا مجھے جلوۂ دانش فرنگ
سرمہ ہے میری آنکھ کا خاک مدینہ و نجف [۳۴۲]

اور تو اور، اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ، جن کے اشعار بھی علم و تحقیق کے سانچے میں ڈھلے ہوتے ہیں، نے اپنے شہرۂ آفاق سلام میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی منقبت پر مشتمل اشعار کے اندراج کے لیے "دردرج نجف" کے الفاظ استعمال کر کے نجف سے مرتضوی نسبت کی طرف اشارہ فرمایا ہے:

دُرِّ دُرجِ نجف مہر بُرجِ شرف
رنگ رومی شہادت پہ لاکھوں سلام [۳۴۳]

(حدائق بخشش کے بعض نسخوں میں دوسرا مصرع یوں ہے:
"رنگ روئے شہادت پہ لاکھوں سلام") [۳۴۴]

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے برادر گرامی مولانا حسن رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ نے بھی منقبت خلیفۂ چہارم میں "نجف" کا ذکر کیا ہے:

اے حُبِّ وطن ساتھ نہ یوں سوئے نجف جا
ہم اور طرف جاتے ہیں تو اور طرف جا
چل ہند سے، چل ہند سے، چل ہند سے غافل
اٹھ سوئے نجف سوئے نجف سوئے نجف جا [۳۴۵]

ازواج واولاد

آپ کی پہلی شادی سیدہ کائنات فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے ہوئی---ان سے دو صاحب زادے، سیدنا امام حسن مجتبیٰ اور سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہما پیدا ہوئے اور کہا گیا ہے کہ ایک صاحب زادے مُحَسَّن بھی تھے، جو بچپن میں وفات پا گئے تھے---صاحب زادیاں بھی دو تھیں، سیدہ زینب الکبریٰ اور سیدہ ام کلثوم الکبریٰ رضی اللہ عنہما---[۳۴۶]

سیدہ زینب کا نکاح حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے ہوا[۳۴۷] جب کہ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا نکاح ہوا اور یہ نکاح آپ نے اہل بیت کرام سے نسبت وقرابت کے حصول کے لیے کیا تھا---[۳۴۸]

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی حیات مبارکہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کسی اور سے نکاح نہیں کیا، البتہ ان کے وصال کے بعد آپ نے متعدد شادیاں کیں، تفصیل درج ذیل ہے:

3

ام البنین بنت حرام

ان سے عباس، جعفر، عبد اللہ اور عثمان رضی اللہ عنہم متولد ہوئے، یہ چاروں کربلا میں شہید ہوئے---

لیلیٰ بنت مسعود

ان سے دو صاحب زادے ہوئے:

۱ عبید اللہ بن علی

۲ ابو بکر بن علی

یہ دونوں صاحب زادے سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ کربلا میں شہید ہوئے، بعض کا قول ہے کہ عبید اللہ کو مختار نے مُذار (مدائن) میں شہید کیا---

اسماء بنت عمیس

ان سے محمد الاصغر اور یحییٰ پیدا ہوئے---ایک قول یہ بھی ہے کہ محمد، ام ولد (باندی) کے بطن سے ہیں---کہا گیا ہے کہ عون بن علی بھی اسماء کی اولاد سے ہیں---

صہباء بنت ربیعہ

ان سے ایک صاحب زادے عمر بن علی اور صاحب زادی رقیہ کا تولد ہوا---

حضرت عمر بن علی رضی اللہ عنہما کا پچاسی برس کی عمر میں ینبع میں وصال ہوا---

اُمامہ بنت عاص

آپ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نواسی اور سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی صاحب زادی ہیں---
ان سے محمد اوسط پیدا ہوئے---

خولہ بنت جعفر

ان کا تعلق قبیلہ بنی حنیفہ سے تھا---ان سے ایک صاحب زادے محمد الاکبر پیدا ہوئے، جنہوں نے محمد بن حنفیہؒ کے نام سے شہرت پائی---(یہ صاحب زادے نہایت دلیر، فصیح اللسان، کریم النفس اور جلیل القدر عالم دین تھے)---

ام سعید بنت عروہ بن مسعود

ان سے ام الحسن، رملۃ الکبریٰ اور ام کلثوم متولد ہوئیں---
(رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)

علاوہ ازیں متعدد باندیوں سے پیدا ہونے والی آپ کی صاحب زادیوں کے نام حسب ذیل ہیں:
ام ہانی، میمونہ، زینب الصغریٰ، رملۃ الصغریٰ، ام کلثوم صغریٰ، فاطمہ، امامہ،

خدیجہ، ام الکرام، ام سلمہ، ام جعفر، جمانہ، نفیسہ اور ایک صاحب زادی جو صغر سنی میں وفات پا گئیں رضی اللہ عنہن ---[۳۴۹]

مجموعی طور پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے چودہ بیٹے اور انیس بیٹیاں تھیں، آپ کی نسل ان پانچ صاحب زادوں سے باقی رہی:

۱ امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ

۲ سید الشہداء امام حسین رضی اللہ عنہ

(حضرت مولا علی اور سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہما کے ان دونوں صاحب زادوں کی اولاد سید کہلائی)---

۳ حضرت محمد بن الحنفیہ رضی اللہ عنہ

۴ حضرت عباس رضی اللہ عنہ

۵ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ---[۳۵۰]

کلمات طیبات

حکمت وموعظت پر مبنی حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے چند کلمات بطور نمونہ پیش کیے جاتے ہیں:

① اَلنَّاسُ نِیَامٌ فَاِذَا مَاتُوْا اِنْتَبَهُوْا---[۳۵۱]

''لوگ محوِ خواب ہیں، جب مریں گے تو بیدار ہوں گے (ہوش آئے گا)''---

② اَلصَّبْرُ مِنَ الْاِیْمَانِ بِمَنْزِلَةِ الرَّأْسِ مِنَ الْجَسَدِ، وَلَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَا صَبْرَ لَهٗ---[۳۵۲]

''صبر کا ایمان سے وہی تعلق ہے جو سر کا دھڑ سے، جو صبر سے محروم ہوا وہ ایمان سے محروم ہو گیا''---

③ اَلْمَرْءُ مَخْبُوْءٌ تَحْتَ لِسَانِهٖ---[۳۵۳]

''انسان (کا عیب و ہنر) اس کی زبان کے نیچے پوشیدہ ہے''---

۴ لا یَسْتَحْیِیْ اِذَا سُئِلَ عَمَّا لا یَعْلَمُ اَنْ یَّقُوْلَ لا اَعْلَمُ ---[۳۵۴]

''جب کسی سے ایسا سوال کیا جائے جسے وہ نہ جانتا ہو تو صاف کہہ دے کہ میں اس کے بارے میں نہیں جانتا اور اس اعتراف میں حیا نہ کرے''---

۵ اَلا اِنَّ الْفَقِیْہَ کُلَّ الْفَقِیْہِ الَّذِیْ لَا یُقَنِّطُ النَّاسَ مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ وَ لَا یُؤَمِّنُھُمْ مِنْ عَذَابِ اللّٰہِ وَ لا یُرَخِّصُ لَھُمْ فِیْ مَعَاصِی اللّٰہِ وَ لَا یَدَعُ الْقُرْآنَ رَغْبَۃً عَنْہُ اِلٰی غَیْرِہٖ---[۳۵۵]

''آگاہ ہو جاؤ، حقیقتاً کامل فقیہ وہ ہے جو لوگوں کو اللہ کی رحمت سے مایوس نہ کرے، اللہ کے عذاب سے بے خوف نہ کرے، اللہ کی نافرمانی پر انہیں جری نہ بنائے اور قرآن کریم سے اعراض کر کے کسی اور طرف راغب نہ ہو''---

۶ لَا تَنْظُرْ اِلٰی مَنْ قَالَ وَ انْظُرْ اِلٰی مَا قَالَ---[۳۵۶]

''یہ نہ دیکھو کہ کون کہہ رہا ہے، بلکہ یہ دیکھو کہ وہ کیا کہہ رہا ہے''---

۷ اِذَا قَدَرْتَ عَلٰی عَدُوِّکَ فَاجْعَلِ الْعَفْوَ شُکْرًا لِّقُدْرَۃٍ عَلَیْہِ---[۳۵۷]

''جب تو اپنے دشمن پر قادر اور غالب ہو جائے تو اس غلبہ وقدرت پر بطور شکرانہ اسے معاف کر دے''---

۸ اِذَا تَمَّ الْعَقْلُ نَقَصَ الْکَلَامُ---[۳۵۸]

''جب عقل پوری ہو جائے، کلام کم ہو جاتا ہے''---

۹ نِعْمَۃُ الْجَاھِلِ کَرَوْضَۃٍ عَلٰی مَزْبَلَۃٍ---[۳۵۹]

''جاہل پر انعام کرنا، غلاظت پر باغ لگانے کے مترادف ہے''---

۱۰ اَلْجَزَعُ اَتْعَبُ مِنَ الصَّبْرِ---[۳۶۰]

''بے قراری صبر سے زیادہ بامشقت ہے''---

(۱۱) اَکْبَرُ الْاَعْدَاءِ اَخْفَاهُمْ مَکِیْدَةً---[۳۶۱]

''خفیہ مکروفریب کرنے والا شخص بہت بڑا دشمن ہے''---

(۱۲) اَلسَّعِیْدُ مَنْ وُّعِظَ بِغَیْرِهٖ---[۳۶۲]

''نیک بخت وہ ہے جو دوسرے سے نصیحت حاصل کرے''---

(۱۳) اِذَا حَلَّتِ الْمَقَادِیْرُ بَطَلَتِ التَّدَابِیْرُ---[۳۶۳]

''جب تقدیر آجائے، ساری تدابیر دھری کی دھری رہ جاتی ہیں''---

(۱۴) قُلْ عِنْدَ کُلِّ شِدَّةٍ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ تُکْفَ وَ قُلْ عِنْدَ کُلِّ نِعْمَةٍ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ تَزْدُ مِنْهَا وَ اِذَا اَبْطَاَتْ عَلَیْكَ الْاَرْزَاقُ فَاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ یُوَسِّعْ عَلَیْكَ---[۳۶۴]

''مصیبت میں (بکثرت) لاحول پڑھنے سے تیری کفایت ہوگی، نعمت ملے تو الحمد للہ کہہ، نعمت میں اضافہ ہوگا اور اگر رزق میں تنگی ہو، کثرت سے استغفار کرو، وسعت نصیب ہوگی''---

(۱۵) کَمْ مِّنْ غَرِیْبٍ خَیْرٌ مِّنْ قَرِیْبٍ---[۳۶۵]

''بسا اوقات اجنبی، قریبی لوگوں سے بہتر ثابت ہوتے ہیں''---

(۱۶) اِرْتَحَلَتِ الدُّنْیَا مُدْبِرَةً وَ ارْتَحَلَتِ الْآخِرَةُ مُقْبِلَةً وَ لِکُلِّ وَاحِدَةٍ مِّنْهَا بَنُوْنَ فَکُوْنُوْا مِنْ اَبْنَاءِ الْآخِرَةِ وَ لَا تَکُوْنُوْا مِنْ اَبْنَاءِ الدُّنْیَا فَاِنَّ الْیَوْمَ عَمَلٌ وَ لَا حِسَابَ وَ غَدًا حِسَابٌ وَ لَا عَمَلَ---[۳۶۶]

''دنیا پیٹھ پھیر کر چلی جانے والی ہے اور آخرت در پیش ہے، ان میں سے ہر ایک کے طلب گار ہیں، سو تم آخرت سے محبت رکھو، دنیا کے طلب گار نہ بنو، کیوں کہ آج عمل کا وقت ہے، حساب نہیں، لیکن کل صرف حساب ہوگا اور عمل کا موقع نہیں مل سکے گا''---

6

﴿۱۷﴾ اَعْلَمُ النَّاسِ بِاللّٰہِ اَشَدُّھُمْ حُبًّا وَّ تَعْظِیْمًا لِاَھْلِ لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ---[۳۶۷]

''لوگوں میں سب سے زیادہ معرفت الٰہی رکھنے والا (عالم ربانی) وہ ہے جو اہل ایمان کی سب سے زیادہ تعظیم کرے اور ان سے محبت رکھے''---

﴿۱۸﴾ لا خَیْرَ فِیْ عِبَادَۃٍ لَّا عِلْمَ فِیْھَا وَ لا خَیْرَ فِیْ عِلْمٍ لَّا فَھْمَ فِیْہِ وَ لا خَیْرَ فِیْ قِرَاءَ ۃٍ لَّا تَدَبُّرَ فِیْھَا---[۳۶۸]

''علم کے بغیر عبادت میں، فہم کے بغیر علم میں اور تدبر و تفکر کے بغیر قرآن پڑھنے میں خیر و برکت اور بھلائی نہیں ہے''---

﴿۱۹﴾ مَا نِلْتَ مِنْ دُنْیَاکَ فَلا تُکْثِرَنَّ بِہٖ فَرْحًا وَّ مَا فَاتَکَ مِنْھَا فَلا تَیْاَسْ عَلَیْہِ حُزْنًا وَّ لٰکِن ھَمُّکَ فِیْمَا بَعْدَ الْمَوْتِ---[۳۶۹]

''دنیا ملنے سے زیادہ خوش نہ ہو اور نہ ہی اس کے چلے جانے پر زیادہ غم گین ہو، درحقیقت تجھے مرنے کے بعد کی فکر کرنی چاہیے''---

﴿۲۰﴾ بِالْبِرِّ یُسْتَعْبَدُ الْحُرُّ---[۳۷۰]

''نیکی اور بھلائی کے ذریعے آزاد کو بھی غلام بنایا جا سکتا ہے''---

﴿۲۱﴾ لَا شَرَفَ مَعَ سُوْءِ الْاَدَبِ---[۳۷۱]

''بے ادب، بزرگی حاصل نہیں کر سکتا''---

﴿۲۲﴾ اِذَا اَمْلَقْتُمْ فَبَادِرُوْا بِالصَّدَقَۃِ---[۳۷۲]

''جب مفلسی میں مبتلا ہو جاؤ تو جلدی سے صدقہ کرو''---

﴿۲۳﴾ لِسَانُ الْعَاقِلِ وَرَاءَ قَلْبِہٖ وَ قَلْبُ الْاَحْمَقِ وَرَاءَ لِسَانِہٖ---[۳۷۳]

''عاقل کی زبان اس کے دل کے پیچھے ہوتی ہے اور بے وقوف کا دل زبان کے پیچھے ہوتا ہے''---

۴۴ لَا کَنْزَ اَغْنٰی مِنَ الْقِنَاعَۃِ---[۳۷۴]

''قناعت سے بڑھ کر مستغنی کرنے والا کوئی اور خزانہ نہیں ہے''---

۴۵ مَنْ کَثُرَ دَیْنُہٗ لَمْ تَقَرَّ عَیْنُہٗ---[۳۷۵]

''جس پر قرض زیادہ ہو، اس کی آنکھ ٹھنڈی نہیں رہتی''---

۴۶ لا تعْرَفُ النَّاسُ اِلَّا بِاخْتِبَارٍ---

''لوگوں کو تجربہ سے آزمانا چاہیے، بیوی اور اولاد کو غائبانہ حالت میں، قریبی کو غربت و محتاجی میں اور دوستی کو تنہائی میں پرکھو، تاکہ اس کے ساتھ تم اپنا مقام پہچان سکو''---[۳۷۶]

۴۷ خَیْرُ الْکَلَامِ مَا دَلَّ وَ جَلَّ وَ قَلَّ وَ لَمْ یُمِلَّ---[۳۷۷]

''بہترین کلام وہ ہے جو با دلیل ہو اور مقصد کی پوری وضاحت کرے، مختصر ہو اور لوگوں کے دل تنگ نہ کرے''---

۴۸ مِنَ الْفَرَاغِ تکُوْنُ الصَّبْوَۃُ---[۳۷۸]

''فارغ رہنے سے حماقت جنم لیتی ہے''---

۴۹ قَارِنْ اَھْلَ الْخَیْرِ تَکُنْ مِّنْھُمْ ، وَ اَبِنْ اَھْلَ الشَّرِّ تَبِنْ عَنْھُمْ---[۳۷۹]

''نیکوں کی صحبت اختیار کیجیے، تم ان میں سے ہو جاؤ گے، شریروں سے دور رہو تو تم ان سے جدا ہو جاؤ گے''---

۵۰ عَدُوٌّ عَاقِلٌ خَیْرٌ مِّنْ صَدِیْقٍ جَاھِلٍ---[۳۸۰]

''دانا دشمن، جاہل دوست سے بہتر ہے''---

کرامات

آپ کا اصل شرف اور ''کرامت'' سے بڑھ کر کرامت تو راہ حق پر آپ کی ثابت قدمی اور استقامت ہے، تاہم خرق عادت کے طور پر بھی آپ سے بہت سی کرامات ظہور پذیر ہوئیں--- یہاں بطور نمونہ صرف تین کرامات پیش کرنے پر اکتفاء کیا جاتا ہے---

سورج پھر الٹے قدم

اللہ تعالیٰ جل وعلا نے آپ کے لیے دو مرتبہ غروب ہو جانے کے بعد سورج کو

طلوع فرمایا---

۞ ایک مرتبہ تو جب صہبا میں خیبر سے واپسی پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز عصر ادا کرنے کے بعد حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے زانو پر سر انور رکھ کر استراحت فرمائی---اسی اثنا میں وحی نازل ہونا شروع ہوگئی---حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز ابھی نہیں پڑھی تھی، مگر سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آرام کے پیش نظر خاموش بیٹھے رہے، یہاں تک کہ نماز قضا ہوگئی---سورج غروب ہو جانے کے بعد نزول وحی کا سلسلہ موقوف ہوا، آپ نے چشم اقدس کھولی تو مولیٰ علی رضی اللہ عنہ نے اپنی نماز کا حال عرض کیا---سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ اِنَّ عَلِيًّا كَانَ فِيْ طَاعَتِكَ وَ طَاعَةِ رَسُوْلِكَ فَارْدُدْ عَلَيْهِ الشَّمْسَ---

''اے اللہ! علی تیری اور تیرے رسول کی طاعت و بندگی میں مصروف رہا، سو اس کے لیے سورج واپس پلٹا دے''---

اس حدیث کی راویہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، میں نے دیکھا:

طَلَعَتْ بَعْدَ مَا غَرَبَتْ---[۳۸۱]

''ڈوبا ہوا سورج دوبارہ طلوع ہوگیا اور آپ نے نماز عصر ادا فرمالی''---

۞ دوسری مرتبہ غروب شدہ آفتاب واپس ہونے کا واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد پیش آیا---حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ اپنے رفقاء کے ہمراہ بابل کے سفر پر تھے---آپ نے عصر کی نماز ادا کرلی تھی، جب کہ کچھ ہم راہیوں نے ابھی نماز نہیں پڑھی تھی---آپ نے نہر فرات عبور کرنے کا حکم دیا---اسی اثنا میں سورج غروب ہوگیا---ساتھیوں نے نماز قضا ہو جانے پر اظہار تاسف کیا---

آپ نے بارگاہ الٰہی میں دعا کے لیے ہاتھ اٹھا دیے--- اللہ تعالیٰ جل وعلا نے سورج واپس پھیر دیا--- آپ کے ساتھیوں نے نماز ادا کر لی تو سورج دوبارہ غروب ہو گیا--- [۳۸۲]

ختم قرآن

مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

روایات صحیحہ سے ثابت ہے کہ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم گھوڑے پر سواری کرتے ہوئے رکاب میں پاؤں رکھتے تو شروع قرآن کریم سے تلاوت کا آغاز کرتے اور دوسری رکاب میں پاؤں رکھنے سے پہلے ہی مکمل قرآن مجید ختم کر لیتے--- [۳۸۳]

کٹا ہوا ہاتھ صحیح ہو گیا

آپ سے محبت رکھنے والوں میں سے ایک سیاہ فام غلام نے کسی کی چوری کر لی--- اسے حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا گیا--- آپ نے پوچھا، کیا تو نے چوری کی ہے؟---

''جی ہاں''--- غلام نے اقرار کر لیا---

آپ نے شرعی حد نافذ کرتے ہوئے اس کا ہاتھ کاٹ دیا---

غلام عدالت سے واپس آ رہا تھا کہ اسے حضرت سلمان فارسی اور حضرت

ابن کراء رضی اللہ عنہما ملے---''یہ تیرا ہاتھ کس نے کاٹا ہے؟''---ابن کراء نے دریافت کیا---

یہ اس نے کاٹا ہے جو مومنوں کے امیر اور مسلمانوں کے سردار ہیں، جو داماد رسول اور زوج بتول ہیں---غلام نے محبت آمیز لہجے میں کہا---

''حضرت علی نے تیرا ہاتھ کاٹ دیا ہے اور تو ان کی مدح کر رہا ہے؟''---ابن کراء نے حیرانی سے پوچھا---

مجھے تعریف کا حق پہنچتا ہے، کیوں کہ وہ تعریف کے لائق ہیں اور میں کیوں نہ ان کی تعریف کروں جب کہ انہوں نے میرا ہاتھ کاٹ کر مجھے اخروی عذاب سے بچالیا، غلام نے بڑے وقار سے کہا اور چل دیا--

سلمان فارسی اور ابن کراء رضی اللہ عنہما، حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کے دربار میں پہنچتے ہیں---سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے پورا واقعہ گوش گزار کر دیا---حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نے غلام کو بلایا اور اس کے کٹے ہوئے ہاتھ کو کلائی کے ساتھ رکھ کر چادر سے ڈھانپ دیا اور دعا میں مشغول ہو گئے---پھر کیا تھا، آسمان سے ندا آئی:

اِرْفَعِ الرِّدَآءَ عَنِ الْیَدِ---

''ہاتھ پر سے چادر کو اٹھا دو''---

چادر اٹھائی گئی تو کیا دیکھتے ہیں کہ ہاتھ یوں صحیح سلامت ہے، جیسے کبھی کٹا ہی نہ تھا---[۳۸۴]

9

اختتامیہ

گزشتہ اوراق میں بکھرے ہوئے مضمون کو خلاصے کے طور پر یوں بھی قلم بند کیا جا سکتا ہے کہ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم عادات وصفات نبویہ کے عظیم مظہر، خصائل وشمائل مصطفوی کے بہت بڑے مصور، عبادت وریاضت میں غار حرا کے خلوت نشیں کا نقشہ، مسجد نبوی کے سب سے بڑے قاضی القضاۃ کے جلوے، حلم وبردباری اور رحمت عامہ کے اصل کے پرتو تھے--- مفسر قرآن، فقیہ علم وعرفان، امت کے راہ نما ونگاہ بان، صوفیہ کے اصل اور اہل علم کا سہارا بھی آپ ہیں--- ہاں ہاں، آپ شعراء کے قصائد کا مطلع، واعظوں، خطیبوں، مقالہ نگاروں اور مضمون نویسوں کا ابتدائیہ، فصیحوں، بلیغوں اور ادیبوں کے لیے فخر ہیں:

ہر اک ادا میں ہیں سو جلوے ماہ تابی کے
نثار دیدہ و دل شان بوترابی کے [۳۸۵]

منقبت

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم

بندہ ہوں میں علی کا، مولا مرا علی ہے والی مرا علی ہے، آقا مرا علی ہے
ہم نام ہے خدا کا، محبوب مصطفیٰ کا با شانِ کبریائی، نامِ خدا علی ہے
محبوبِ حق کا پیارا، سلطان مسند آرا وہ مرتضیٰ علی ہے، وہ مرتضیٰ علی ہے
غوّاصِ بحرِ عرفاں، وہ خضرِ راہِ ایماں حق سے ملانے والا، ہادی مرا علی ہے
وہ ہادیٔ شریعت، وہ سالکِ طریقت وہ واقفِ حقیقت، نور الہدیٰ علی ہے
چاہو جو سرِّ عرفاں، پکڑو علی کا داماں بابِ علوم نبوی، نجم الہدیٰ علی ہے
دیدِ علی عبادت، ذکرِ علی عبادت کیا شان ہے علی کی، کیا مرتضیٰ علی ہے
اقطاب وغوثِ عالم، در کے گدا ہیں جس کے وہ شاہِ کشورِ دیں، صدر العلی علی ہے
مضمون لَحْمُكَ سے یہ راز ہم نے جانا خود شانِ مصطفائی صل علیٰ، علی ہے
سیافِ شاہِ صفدر، وہ حامیٔ پیمبر ہر جنگ میں دلاور، شیرِ خدا علی ہے

اوّل میں بھی علی ہے، آخر میں بھی علی ہے ظاہر میں بھی علی ہے، سرِّ خفا علی ہے
مقصود ھَلْ اَتٰــی کا، منسوب اِنَّـمـا کا مطلوب قُلْ کَفٰی کا، ہاں مرتضیٰ علی ہے
یعسوب دیں علی ہے، عین الیقیں علی ہے حبل المتیں علی ہے، معجز نما علی ہے
جو پھر گیا علی سے، وہ پھر گیا نبی سے نفس رسول اکرم، شانِ خدا علی ہے
ڈوبے جہازِ امت، یہ کب ہو اس کی ہمت ہاں ناخدائے امت، وہ باخدا علی ہے
اول سے تا آخر، سوچے تو دل میں سمجھے لا ابتدا علی ہے، لا انتہا علی ہے
کارِ اہم سے ہم دم، ہرگز نہ کیجیو غم مشکل کشائے عالم، دستِ خدا علی ہے
اے رنج و فکر دل سے، ہو جلد دور میرے وہ دستگیر عالم، کہف الوریٰ علی ہے
محروم ان کے در سے، سائل نہیں پھرا ہے کیا با عطا علی ہے، کیا با سخا علی ہے
مشکل اڑی رہے کیوں، آفت کھڑی رہے کیوں جب وہ جہاں میں اپنا، مشکل کشا علی ہے
کہہ دو مخالفوں سے، تیغِ جفا نہ کھینچیں میرا معین و یاور، شیرِ وَغا علی ہے
کیوں ہووے یاس و حرماں، کیوں ہووے دل پریشاں دارین میں ہمارا، حاجت روا علی ہے

نرغہ میں ظالموں کے پھنس کر بھی اشرفیؔ تو
گھبرائیو نہ دل میں، حامی ترا علی ہے

سید ابو احمد شاہ علی حسین اشرفی قدس سرہ العزیز
[تحائف اشرفی، از ہر بک ڈپو، آرام باغ کراچی]

حضرت علی رضی اللہ عنہ
اور
خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے باہمی تعلقات

میرے غم خوار بوبکر و عمر ، عثمان و حیدر ہیں

مجھے درکار بوبکر و عمر ، عثمان و حیدر ہیں

جنھیں آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے الفت تھی ،جنھیں باہم محبت تھی

وہ چاروں یار بوبکر و عمر ، عثمان و حیدر ہیں

رضی اللہ عنہم

[راجا رشید محمود]

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چوتھے خلیفہ برحق ہیں---
پہلے تینوں خلفاء کے ساتھ آپ کے نہایت اچھے مراسم تھے، آپ نے ان کی خلافت کو نہ صرف یہ کہ صدق دل سے تسلیم کیا، بلکہ ہر قدم اور ہر موڑ پر بھرپور عملی معاونت فرمائی اور انہیں اپنے قیمتی مشوروں سے مستفید کرتے رہے---

اس سلسلے میں بعض لوگ افراط وتفریط کا شکار ہیں، مگر سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اقوال وفرمودات کی روشنی میں دیکھا جائے تو یہی حقیقت ابھر کر سامنے آتی ہے کہ صحابہ کرام خصوصاً خلفاء راشدین آپس میں شیر وشکر اور باہم رفیق ومعاون تھے---

رضی اللہ تعالیٰ عنهم و رضوا عنه

مسند امام احمد میں ہے، سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جنگ جمل کے موقع پر ارشاد فرمایا:

''امارت وخلافت کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں کوئی

وصیت نہیں فرما گئے، جس کی ہم پابندی کریں--- ہم نے از خود اپنی رائے سے فیصلہ کیا، ابوبکر خلیفہ بنائے گئے، اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے--- آپ نے تمام معاملات کو ٹھیک ٹھیک انجام دیا، پھر عمر خلیفہ بنے اور کام درست انجام دیا--- یہاں تک کہ دین کی جڑیں مضبوط ہو گئیں"--- [۳۸۶]

عبدالرحمٰن بن جحیفہ کہتے ہیں:

میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب سے افضل گردانتا تھا، ایک بار حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عرض کی:

اے امیر المومنین! قسم بخدا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد تمام مسلمانوں میں سے آپ کے سوا کسی اور کو افضل نہیں سمجھتا--- حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا:

"کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب سے افضل شخص کی نشان دہی نہ کروں؟---عرض کی، کیوں نہیں، بتائیں، فرمایا:

ابوبکر رضی اللہ عنہ --- پھر فرمانے لگے:

کیا تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد سب سے افضل شخص کے بارے میں نہ بتاؤں؟---عرض کیا، ضرور بتائیں، فرمایا:

عمر رضی اللہ عنہ ---[۳۸۷]

ابن عساکر حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، جب حضرت علی رضی اللہ عنہ بصرہ تشریف لائے تو ابن کواء اور قیس بن عباد نے کھڑے ہو کر کہا:

یہ فرمائیں، کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ سے وعدہ فرمایا تھا کہ میرے بعد خلیفہ تم ہو گے؟--- اس سلسلے میں آپ سے بڑھ کر سچی اور صحیح بات کون بتا سکتا ہے؟---

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

یہ بات درست نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے ساتھ کوئی وعدہ فرمایا تھا--- میں نے سب سے پہلے آپ کی رسالت کی تصدیق کی، تو اب میں جھوٹ کیسے بولوں؟--- اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا کوئی وعدہ کیا ہوتا، تو میں قبیلہ بنوتیم کے فرد (ابوبکر کو) اور عمر بن خطاب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منبر پر کھڑا نہ ہونے دیتا اور خود اپنے ہاتھوں سے ان کے ساتھ جنگ کرتا، خواہ کوئی میرا ساتھ نہ دیتا---

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اچانک کسی نے قتل نہیں کیا اور نہ ہی اچانک آپ کا وصال ہوا ہے، بلکہ مسلسل کئی روز تک آپ علیل رہے، جب بیماری شدید ہوئی اور مؤذّن نے نماز کے لیے بلایا تو آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا، حالاں کہ میں بھی آپ کے سامنے تھا--- آپ کی ازواج مطہرات میں سے ایک (عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا) نے ابوبکر کو امامت سے باز رکھنا چاہا، تو آپ نے ناراضی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

تم یوسف (علیہ السلام) کے زمانہ کی عورتیں ہو، ابوبکر سے کہو، لوگوں کو نماز پڑھائیں---

فَلَمَّا قَبَضَ اللّٰهُ نَبِيَّهٗ نَظَرْنَا فِيْ اُمُوْرِنَا، فَاخْتَرْنَا لِدُنْيَانَا مَنْ رَّضِيَهُ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لِدِيْنِنَا، فَكَانَتِ الصَّلٰوةُ اَصْلَ الْاِسْلَامِ، قِوَامَ الدِّيْنِ، وَهُوَ اَمِيْنُ الدِّيْنِ فَبَايَعْنَا اَبَابَكْرٍ فَكَانَ لِذٰلِكَ اَهْلًا---

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو گیا تو ہم نے خلافت کے بارے میں غور کیا اور اس نتیجے پر پہنچے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جسے ہمارے دین (نماز) کے لیے پسند فرمایا ہے، اسی کو ہم اپنی دنیا کے لیے (خلیفہ) منتخب کرلیں---

چوں کہ نماز اسلام کی بنیاد ہے اور اس پر دین کا دارومدار ہے، جب کہ ابوبکر دین کے امین ہیں--- لہٰذا ہم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی--- واقعی آپ اس کے حق دار تھے، یہی وجہ ہے کہ ہم میں سے کسی نے بھی آپ کی خلافت کا انکار کیا اور نہ ہی اس سے روگردانی کی---

اس بنا پر میں نے بھی آپ کا حق ادا کیا، آپ کی مکمل اطاعت کی، آپ کے لشکر میں شریک ہو کر لڑتا رہا، جو کچھ آپ دیتے، میں راضی خوشی قبول کر لیتا، جہاں کہیں آپ نے جنگ کے لیے بھیجا، میں فوراً گیا--- یہاں تک کہ آپ کے حکم سے شرعی حد کے طور پر اپنے کوڑے سے مجرموں کو سزائیں بھی دیں---

پھر جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے وصال کے وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیفہ نامزد فرمایا--- آپ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی سنت پر عمل پیرا ہوئے، تو ہم نے ان کی بیعت کر لی--- آپ کی خلافت پر بھی نہ تو کسی نے اعتراض کیا اور نہ ہی کسی نے روگردانی کی--- میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حقوق بھی پورے کیے، ان کی اطاعت کی، لشکروں میں شریک رہا، جو کچھ انہوں نے دیا، خوشی سے قبول کیا، جن جنگوں میں بھیجا، میں ان میں لڑتا رہا اور آپ کے سامنے مجرموں پر کوڑے برسائے---

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وصال کا وقت قریب آیا، تو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قرابت، اسلام لانے میں سبقت اور اپنی دیگر فضیلتوں کی طرف دھیان کیا تو خیال ہوا کہ میرے سوا کسی اور کو خلیفہ نہیں بنایا جائے گا، مگر غالباً حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خوف تھا کہ کہیں کسی ایسے شخص کو خلیفہ نامزد نہ کر بیٹھیں،

جس کے اعمال کی بابت انہیں قبر میں جواب دینا پڑے، اسی وجہ سے اپنی اولاد کو بھی خلافت کے لیے نامزد نہ کیا بلکہ (خود فیصلہ کرنے کے بجائے) انتخابِ خلیفہ کے لیے میرے سمیت چھ قریشی حضرات پر مشتمل ایک کمیٹی قائم کر دی--- اس وقت پھر مجھے خیال ہوا کہ یہ کمیٹی میرے علاوہ کسی کو خلیفہ نامزد نہیں کرے گی--- جب کمیٹی کا اجلاس ہوا تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے تمام ممبروں سے عہد لیا کہ ہم میں سے جسے اللہ تعالیٰ خلیفہ بنا دے، دوسرے تمام لوگ اس کی اطاعت کریں گے اور اس کے احکام کی تعمیل بجالائیں گے--- پھر عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی--- اس وقت میں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ میری بیعت پر میری اطاعت غالب آ گئی اور جو وعدہ مجھ سے لیا گیا تھا، وہ دراصل دوسرے شخص کی بیعت کے لیے تھا--- سو ہم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بھی بیعت کر لی اور ان کی اطاعت قبول کرتے ہوئے ان کے احکامات کی تعمیل کی--- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد میں نے معاملات پر غور کیا اور سوچا کہ پہلے دونوں خلیفہ، جن کی نماز کے باعث بیعت کی تھی، وصال فرما گئے اور جن کے لیے وعدہ لیا گیا تھا، وہ بھی شہید ہو چکے، لہٰذا اب میں لوگوں سے بیعت لوں، چناں چہ حرمین شریفین اور کوفہ و بصرہ کے باشندوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کر لی، جب کہ میرے مدمقابل وہ شخص (امیر معاویہ) تھا، جو قرابت، اسلام میں مسابقت اور علم و فضل وغیرہ کسی اعتبار سے بھی میرے ہم پلہ نہیں ہے، میں اس کے مقابلہ میں ہر لحاظ سے خلافت کا زیادہ حق دار ہوں---[۳۸۸]

24

ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما میرے حبیب ہیں

ایک شخص نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم پر اعتراض کیا کہ آپ اکثر خطبہ میں یہ فرماتے ہیں:

اَللّٰھُمَّ اَصْلِحْنَا بِمَا اَصْلَحْتَ بِهِ الْخُلَفَاءَ الرَّاشِدِیْنَ الْمَھْدِیِّیْنَ---

''اے اللہ! جس طرح تو نے خلفاء راشدین کی اصلاح فرمائی، ہماری بھی ویسی ہی اصلاح فرمادے''---

پوچھا گیا، خلفاء راشدین سے آپ کیا مراد لیتے ہیں؟--- یہ سنتے ہی آپ کی آنکھیں بھر آئیں اور فرمایا:

ھُمَا حَبِیْبَایَ اَبُوْبَکْرٍ وَّ عُمَرُ اِمَامَا الْھُدٰی وَ شَیْخَا الْاِسْلَامِ وَ رَجُلَا قُرَیْشٍ وَ الْمُقْتَدٰی بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم............---

''ابوبکر و عمر دونوں میرے حبیب ہیں، ہدایت کے امام، شیخ الاسلام، قریش کے نہایت معزز فرد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد قابل اقتداء ہیں--- ان کی اقتداء و اتباع کرنے والا محفوظ و مصئون اور صراط مستقیم پر گامزن رہے گا اور ان (کی تعلیمات) کو مضبوطی سے تھامنے والا حزب اللہ میں سے ہوگا''---[۳۸۹]

❁❁❁❁❁

حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ
اور
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دور میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ آپ کے مخلص ساتھی اور مشیر رہے اور کسی مرحلہ پر بھی پیچھے نہ ہٹے---حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفۃ المسلمین بنے تو آپ کی خلافت کو تسلیم کیا، حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

''حقیقت یہ ہے کہ حضرت علی نے پہلے یا دوسرے دن بیعت کر لی تھی، کیوں کہ انہوں نے کسی بھی وقت حضرت ابوبکر کا ساتھ نہیں چھوڑا اور نہ ہی

کسی نماز میں غیر حاضر رہے---[۳۹۰]

آپ اپنی ذاتی وجوہ اور بعض مصروفیات کی بنا پر چند ماہ اپنے گھر میں ہی مقیم رہے اور کسی سرگرمی کا مظاہرہ نہ کیا--- حافظ ابن حجر ہیتمی، ابن سیرین کے حوالے سے لکھتے ہیں:

ایک دن سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ سے پوچھا:

أَکَرِھْتَ اِمَارَتِیْ؟---

''آپ میری امارت کو ناپسند کرتے ہیں؟''---کہا:

بالکل نہیں--- میری عدم سرگرمی کا باعث صرف یہ ہے کہ میں نمازوں کے علاوہ باقی تمام وقت قرآن کریم جمع کرنے میں صرف کرتا ہوں، راوی کہتے ہیں، لوگوں کا خیال یہ ہے کہ آپ نزول آیات کے مطابق قرآن کریم کو مرتب کرتے رہے---[۳۹۱]

بعض روایات میں مذکور ہے کہ آپ نے سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد بیعت کی---مگر حافظ ابن کثیر کی مذکورۃ الصدر روایت زیادہ معتبر معلوم ہوتی ہے--- البتہ چوں کہ آپ جمع وترتیب قرآن کریم اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی علالت کے دوران ان کی تیمارداری میں مصروف رہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے خلیفۃ المسلمین ہونے کے چھ ماہ بعد ہی سیدہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہوگیا، تو آپ نے دوبارہ بیعت کی، جو پہلی بیعت کی تجدید وتوثیق تھی---[۳۹۲]

یہاں اس غلط فہمی کا ازالہ بھی ضروری معلوم ہوتا ہے، جو عام طور پر ایک خاص حلقہ کی جانب سے صحابہ دشمنی میں پھیلائی جاتی ہے کہ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ وصال فرمانے تک ناراض رہیں---

امر واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد آپ کی وراثت سے سیدہ رضی اللہ عنہا نے باغ فدک کا مطالبہ کیا تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آپ کے ادب واحترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث سنائی:

لا نُوْرِثُ مَا تَرَكْنَا فَهُوَ صَدَقَةٌ---

''ہماری (انبیاء کرام علیہم السلام کی) وراثت تقسیم نہیں کی جاتی، جو کچھ ہم چھوڑ جائیں، وہ صدقہ ہوتا ہے''---

باغ فدک وغیرہ اموال پر بطور امین میں اسی طرح کا تصرف کرنے کا مجاز ہوں جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی زندگی میں اس کے مصارف استعمال فرماتے تھے---[۳۹۳]

سیدہ رضی اللہ عنہا خاموش ہو گئیں اور پھر اس سلسلے میں کبھی مطالبہ نہیں کیا--- البتہ بتقاضائے بشری ممکن ہے کہ وقتی طور پر آپ کو ملال خاطر بھی ہوا ہو، مگر یہ ایسی ناراضی نہ تھی، جو قطع تعلقی کے زمرے میں شامل ہو کر شرعاً ممنوع ہو--- مگر بالآخر حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر راضی ہو گئی تھیں---

اوزاعی کہتے ہیں، ہمیں یہ روایت پہنچی ہے کہ جب سیدہ رضی اللہ عنہا ملول ہوئیں:

فَخَرَجَ اَبُوْ بَكْرٍ حَتّٰى قَامَ عَلٰى بَابِهَا فِيْ يَوْمٍ حَارٍّ ثُمَّ قَالَ لَا اَبْرَحُ حَتّٰى تَرْضٰى عَنِّيْ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَدَخَلَ عَلَيْهَا عَلِيٌّ فَاَقْسَمَ عَلَيْهَا لِتَرْضٰى فَرَضِيَتْ---[۳۹۴]

''تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ شدید گرمی میں سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے دروازے پر کھڑے ہو گئے اور کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحب زادی جب تک راضی نہیں ہو جاتیں، واپس نہیں جاؤں گا--- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو قسم دے کر کہا کہ آپ راضی ہو جائیں، چناں چہ آپ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر راضی ہو گئیں''---

سیدہ رضی اللہ عنہا کے جنازہ کی امامت

طبقات ابن سعد میں ہے:

صَلّٰی اَبُوْ بَکْرِ نِ الصِّدِّیْقُ عَلٰی فَاطِمَۃَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَکَبَّرَ عَلَیْھَا اَرْبَعًا---[۳۹۵]

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے چار تکبیروں کے ساتھ پڑھائی''---

امام مالک، سیدنا امام جعفر صادق سے، وہ اپنے والد سیدنا امام محمد باقر سے، وہ سیدنا امام زین العابدین (رضی اللہ عنہم) سے روایت کرتے ہیں:

مَاتَتْ فَاطِمَۃُ بَیْنَ الْمَغْرِبِ وَ الْعِشَاءِ فَحَضَرَھَا اَبُوْ بَکْرٍ وَّ عُمَرُ وَ عُثْمَانُ وَ الزُّبَیْرُ وَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فَلَمَّا وُضِعَتْ لِیُصَلّٰی عَلَیْھَا قَالَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ: تَقَدَّمْ یَا اَبَا بَکْرٍ قَالَ: وَ اَنْتَ شَاھِدٌ یَا اَبَا الْحَسَنِ؟ قَالَ: نَعَمْ تَقَدَّمْ فَوَ اللّٰہِ لَا یُصَلِّیْ عَلَیْھَا غَیْرُکَ فَصَلّٰی عَلَیْھَا اَبُوْبَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ اَجْمَعِیْنَ وَ دُفِنَتْ لَیْلًا---[۳۹۶]

''سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا وصال مغرب اور عشاء کے درمیان ہوا--- وصال کی خبر سنتے ہی حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت زبیر اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف (رضی اللہ عنہم) پہنچ گئے--- جب نماز کے لیے جنازہ لایا گیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا:

ابوبکر! نماز جنازہ آپ پڑھائیں، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

آپ کی موجودگی میں؟ ---حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ہاں، آگے بڑھیے--- بخدا، آپ کے علاوہ کوئی اور نماز جنازہ نہیں پڑھائے گا--- حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی اور رات ہی کو آپ کی تدفین ہوئی''---

قلبی تعلق

حقیقت یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کا باہمی ربط اور قلبی تعلق ہر قسم کے شک وشبہہ سے بالا تھا--- ان حضرات کے درمیان محبت ومودت اور عقیدت وموانست کا رشتہ تھا--- وہ ایک دوسرے کے انتہائی دوست اور ساتھی تھے---

کثیر النواء، حضرت امام محمد باقر بن امام زین العابدین رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں:

اَخَذَتْ اَبَا بَکْرٍ الْخَاصِرَۃُ فَجَعَلَ عَلِیٌّ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْهَهٗ یُسْخِنُ یَدَہٗ فَیُکْوِیْ بِهَا خَاصِرَۃَ اَبِیْ بَکْرٍ---[۳۹۷]

''ایک بار حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں درد تھا--- حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ اپنا ہاتھ آگ سے گرم کر کر کے اس پر پھیرتے رہے اور اسے سینکتے رہے''---

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد جب اسلام کا وہ لشکر جرار، جسے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیار فرمایا تھا، مدینہ منورہ سے کوچ کرنے لگا، تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی بنفس نفیس اس میں شریک ہو گئے--- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بہت منت سماجت کی کہ ان نازک ترین حالات میں مدینہ منورہ سے آپ کی روانگی ہرگز مناسب نہیں، مگر آپ پیچھے نہ ہٹے اور تلوار لہراتے ہوئے لشکر اسلامی کے ساتھ چلتے رہے، یہاں تک کہ وادی القصہ میں آ پہنچے، حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

اَخَذَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ بِزِمَامِهَا، قَالَ اِلٰی اَیْنَ یَا خَلِیْفَۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ؟--- اَقُوْلُ لَکَ مَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ یَوْمَ اُحُدٍ لِمْ سَیْفَکَ وَلَا تَفْجَعْنَا بِنَفْسِکَ وَارْجِعْ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ فَوَاللّٰہِ لَئِنْ اُصِبْنَا بِکَ لَا یَکُوْنُ لِلْاِسْلَامِ بَعْدَکَ نِظَامٌ اَبَدًا---[۳۹۸]

''اس مرحلے پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آ کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی سواری کی مہار تھام لی اور (نہایت عقیدت و محبت کے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے) کہا:

اے خلیفۂ رسول! کدھر تشریف لیے جا رہے ہیں؟--- آج میں آپ کو وہی بات یاد دلاتا ہوں، جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ احد کے موقع پر فرمائی تھی--- اپنی تلوار میان میں ڈال لیں، ہمیں اپنی دائمی جدائی کا صدمہ نہ پہنچائیں، بلکہ واپس مدینہ منورہ تشریف لے جائیے--- اللہ کی قسم اگر آپ کو کچھ ہو گیا اور آپ کی دائمی مفارقت کا صدمہ پہنچا تو پھر (ملت اسلامیہ کا شیرازہ بکھر جائے گا) نظام اسلام کبھی درست نہیں ہو سکے گا''---

بالآخر لشکر کو روانہ فرما دیا اور خود (حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اصرار پر) مدینہ منورہ واپس آ گئے---

اس واقعہ سے بہ خوبی اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کس درجہ مخلص تھے--- اگر خدانخواستہ حضرت سیدنا مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے دل میں دشمنی ہوتی یا آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کو تسلیم نہ کیا ہوتا تو یہ انتہائی غنیمت کا موقع تھا، مدینہ منورہ خالی ہو جاتا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے حق میں حالات کو سازگار بنا سکتے تھے، مگر آپ انتہائی خلوص و محبت سے باصرار، حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دارالخلافہ میں واپس لائے--- حقیقت یہ ہے کہ آپ کا یہ سنہری کردار انتہائی خلوص و محبت کا مظہر ہے---

تعزیتی خطاب

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی محبت کا اندازہ

اس واقعہ سے بھی ہوتا ہے، جب سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا، مدینہ منورہ کی فضا نالہ وشیون اور حزن و ملال میں تبدیل ہوئی، درد وغم کا وہی عالم تھا، جو سید عالم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے وقت تھا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سینے ہجر و فراق صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے باعث پھٹے پڑے تھے، حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی آنکھیں آنسو برسا رہی تھیں اور آپ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مجمع سے خطاب فرما رہے تھے--- اس موقع پر آپ نے فصاحت و بلاغت سے بھرپور جو طویل خطبہ ارشاد فرمایا، اس کی سطر سطر سے محبت کی خوشبو مہکتی ہے، لفظ لفظ سے عقیدت و محبت کے موتی جھلمل کرتے دکھائی دیتے ہیں--- اختصار کے پیش نظر اس تاریخی خطبہ کا صرف ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے:

صحابی رسول حضرت اسید بن صفوان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے وصال فرمایا تو آپ کے جسد اطہر پر ایک چادر ڈال دی گئی اور مدینہ منورہ کی فضا نالہ و فغاں سے لرز اٹھی اور وہی کیفیت پیدا ہو گئی، جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال پر ہوئی تھی---خبر وصال سنتے ہی حضرت سیدنا مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ پڑھتے ہوئے اپنے دولت کدہ سے باہر تشریف لائے اور فرمایا:

اَلْیَوْمَ اِنْقَطَعَتْ خِلَافَۃُ النُّبُوَّۃِ---

''آہ! آج خلافت نبوت کا خاتمہ ہو گیا''---

پھر اس مکان کے دروازے پر آ کر کھڑے ہوئے، جس میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا جسد مقدس رکھا ہوا تھا اور بارگاہ صدیقی میں نہایت فصاحت و بلاغت سے عقیدت و محبت کے پھول یوں نچھاور کیے:

یَرْحَمُکَ اللّٰہُ یَا اَبَا بَکْرٍ کُنْتَ اِلْفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَ اُنْسَہٗ وَ مُسْتَرَاحَہٗ وَ ثِقَتَہٗ وَ مَوْضِعَ سِرِّہٖ وَ مُشَاوَرَتِہٖ---

''اے ابوبکر! اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت فرمائے، آپ رسول اللہ ﷺ کے لیے الفت، محبت و راحت و سرور کا باعث اور حضور ﷺ کے معتمد، راز دار اور مشیر تھے''---

كُنتَ اَوَّلَ الْقَوْمِ اِسْلَامًا وَّ اَخْلَصَهُمْ اِيْمَانًا وَّ اَشَدَّهُمْ يَقِيْنًا وَّ اَخْوَفَهُمْ لِلّٰهِ وَ اَعْظَمَهُمْ غِنَاءً فِيْ دِيْنٍ وَ اَحْوَطَهُمْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ---

''آپ ساری قوم میں اسلام لانے میں سب سے اوّل، ایمان میں سب سے زیادہ مخلص، یقین میں سب سے مضبوط، خدا خوفی میں سب سے بڑھ کر، دین کے لیے سب سے زیادہ نفع بخش تھے--- آپ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں سب سے زیادہ حاضر باش، اسلام پر سب سے زیادہ مہربان، اصحاب رسول کے لیے سب سے زیادہ بابرکت اور صحبت و سنگت کے لحاظ سے سب سے بہترین تھے--- آپ کے مناقب بہت زیادہ ہیں، آپ نیکیوں میں سب سے سبقت لے جانے والے، مرتبہ میں سب سے بلند تر اور حضور ﷺ کی بارگاہ تک رسائی اور وسیلہ میں سب سے قریب تھے--- آپ صورت و سیرت، حسن ہیئت اور رحمت و فضل میں رسول اللہ ﷺ سے سب سے زیادہ مشابہت رکھتے تھے--- بارگاہ رسالت میں آپ قدر و منزلت اور عزت و کرامت میں سب سے بڑھ کر تھے اور حضور ﷺ کی نظر میں سب سے زیادہ قابل اعتماد تھے--- اللہ تعالیٰ آپ کو رسول کریم ﷺ اور اہل اسلام کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے---

آپ رسول اللہ ﷺ کے ہاں بمنزلہ سمع و بصر (کان اور آنکھ کی مانند) تھے--- آپ نے رسول اللہ ﷺ کی اس وقت تصدیق کی، جب سب لوگوں نے آپ ﷺ کی تکذیب کی تھی---تب اللہ تعالیٰ نے

قرآن کریم میں آپ کا نام صدیق رکھا اور فرمایا:

وَ الَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَ صَدَّقَ بِہٖ--- [۳۹۹]

''اور وہ جو سچائی لے کر تشریف لائے اور جنہوں نے ان کی تصدیق کی''---
سچائی لے کر تشریف لانے والے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں اور ان کی تصدیق کرنے والے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں---

جب لوگوں نے بخل سے کام لیا، آپ نے دل کھول کر مدد اور غم خواری کی---
جب لوگ لاتعلق ہو کر الگ بیٹھ گئے، تو ان تنگیوں اور تکلیفوں میں آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ساتھ دیا---مشکل وقت میں آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنگت کا حق ادا کر دیا--- غار کے اندر آپ دو میں سے دوسرے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے رفیق تھے--- اور وہ آپ ہی تھے جن پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اطمینان اور سکینت اتاری گئی--- آپ ہجرت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے رفیق اور اللہ تعالیٰ کے دین میں اور امت پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خلیفہ تھے---آپ نے خلافت کا حق ادا کر دیا---

جب لوگ مرتد ہونے لگے تو آپ نے دین کا جھنڈا تھام کر یوں مردانہ وار مقابلہ کیا کہ کسی نبی کے خلیفہ کی ایسی مثال نہیں ملتی---
جب دوسرے ساتھیوں نے بزدلی دکھائی، آپ اٹھ کھڑے ہوئے، جب انہوں نے سستی کا مظاہرہ کیا تو آپ میدان میں نکل آئے---
جب انہوں نے کم زوری ظاہر کی، تو آپ قوی ثابت ہوئے---

جب لوگ مضطرب تھے تو آپ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے طریقہ کو مضبوطی سے پکڑے رکھا---آپ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خلیفہ برحق تھے---
منافقین کی ریشہ دوانیوں، کافروں کی تلملاہٹ، حاسدین کی ناپسندیدگی اور

باغیوں کے غیظ وغضب کے باوجود آپ کی ذات ہر نزاع اور ٹکراؤ سے بالاتر تھی---

جب لوگ بزدل ہو گئے، آپ غلبۂ دین کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے---
جب لوگ گھبرا کر ڈانواں ڈول ہوئے تو آپ ثابت قدم رہے---
جب لوگ ٹھٹھک کر رک گئے، تو آپ نور الٰہی کی روشنی میں آگے بڑھتے چلے گئے---پھر انہوں نے بھی آپ کی پیروی کی اور انہیں ہدایت نصیب ہو گئی---آپ کی آواز سب سے پست، مگر تاثیر کے لحاظ سے سب سے بلند تھی---آپ کی گفتگو سب سے زیادہ باوقار، مؤثر اور درست تھی---آپ بہت کم گفتگو فرماتے اور اکثر خاموش رہتے---آپ کی ذات سب سے زیادہ بہادر تھی---آپ معاملہ فہمی میں سب سے بڑھ کر---عمل میں سب سے زیادہ فضیلت وشرف والے تھے---

خدا کی قسم! آپ اہل دین کے سب سے بڑے رہنما تھے---پہلے پہل جب لوگ دین سے ہٹے ہوئے تھے اور بعد میں بھی جب وہ دین کی طرف متوجہ ہو گئے، آپ اہل ایمان کے لیے مہربان باپ تھے---اس مہر پدری سے وہ آپ کی اولاد بن گئے---جو بھاری بوجھ وہ نہ اٹھا سکے، آپ نے اٹھا لیے---جو ان سے فروگزاشت ہوئی، اس کی آپ نے نگہداشت کی---جو چیز انہوں نے کھو دی، اس کی آپ نے حفاظت کی---جو انہوں نے نہ جانا، وہ آپ نے جان لیا---جب وہ عاجز ہو گئے تو آپ نے کمر ہمت باندھ لی---جب وہ گھبرا گئے تو آپ نے صبر واستقامت سے کام لیا---آپ نے دادخواہوں کی دادرسی کی، انہوں نے اپنی راہ نمائی کے لیے آپ کی جانب رجوع کیا اور کامیاب ہوئے---آپ کے طفیل انہیں وہ کچھ نصیب ہوا،

جس کا ان کو گمان تک نہ تھا--- آپ کافروں کے لیے سخت عذاب، آتش سوزاں اور مسلمانوں کے لیے رحمت، انس اور پناہ گاہ تھے---

تمام امور میں آپ کی پرواز بہت بلند رہی اور آپ نے اہم امور میں ہمیشہ کامیابی اور اعلیٰ فضائل ومناقب کو حاصل کیا--- آپ نے ساری فضیلتیں اور ساری نیکیاں سمیٹ لیں--- آپ کی دلیل کو شکست نہیں ہوئی اور آپ کی بصیرت کبھی کمزور نہیں پڑی--- آپ کے نفس نے کبھی بزدلی نہیں دکھائی، آپ کا دل نہ کبھی گھبرایا اور نہ متذبذب ہوا--- آپ اس پہاڑ کی مانند تھے، جس کو نہ شدائد ہلا سکتے ہیں اور نہ طوفان کے تند و تیز جھکڑ اپنی جگہ سے ہٹا سکتے ہیں اور آپ اس طرح تھے، جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے بارے میں فرمایا:

''اے ابوبکر! تم اپنی صحبت میں اور میرے لیے مال خرچ کرنے میں سب سے بڑھ کر احسان کرنے والے ہو''---

اور جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اے ابوبکر! تم بدن میں تو ضعیف ہو، لیکن اللہ کے دین میں قوی ہو، اپنے مزاج کے اعتبار سے منکسر اور متواضع ہو لیکن اللہ کے نزدیک گرامی قدر--- انسانوں کی نگاہوں میں صاحب سطوت اور ان کے دلوں میں بڑے باوقعت ہو، تمہارے بارے میں کسی کی مجال نہیں کہ وہ آپ کو عیب لگائے اور نہ ہی کوئی زبان طعن دراز کر سکتا ہے''---

اے ابوبکر! کسی شخص کو آپ سے حق کے خلاف فیصلہ کرنے کی امید یا لالچ نہ تھا اور نہ مخلوق میں آپ کسی کی (بے جا) رعایت کر سکتے تھے--- عاجز اور کمزور آپ کے نزدیک قوی اور معزز تھا، جب تک کہ آپ اس کا

حق نہ دلا دیتے اور طاقت ور آپ کی نگاہوں میں ناچیز تھا، جب تک کہ آپ اس سے حق لے نہ لیتے---

اس معاملہ میں قریب و بعید، سب آپ کی نظر میں برابر تھے--- آپ کا مقرب وہ تھا، جو خدا کا سب سے زیادہ فرماں بردار اور سب سے زیادہ پرہیز گار تھا--- آپ سراپا حق وصداقت اور نرم خو تھے--- آپ کا قول محکم، قطعی، حکمت سے لب ریز اور اٹل ہوا کرتا--- آپ کا حکم، بردباری اور حزم و احتیاط پر مبنی ہوتا، آپ کی رائے علم اور عزم کی آئینہ دار ہوتی --- (ان اوصاف و فضائل کی قوت سے) آپ نے باطل کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا (اس کے بعد) راستہ صاف تھا، مشکل آسان تھی اور (فتنہ وفساد) کی آگ سرد ہوگئی---

آپ کی مدد سے دین اعتدال پر آ گیا اور آپ کی وجہ سے ایمان مضبوط بنیادوں پر استوار ہو گیا--- اسلام اور مسلمان مزید قوی ہو گئے، فرمان الٰہی غالب آ گیا، اگرچہ کفار کو یہ سخت ناگوار تھا--- اللہ کی قسم اس حسن خدمت میں آپ سب سے آگے نکل گئے اور اپنے بعد آنے والوں کو سخت دشواری میں ڈال دیا--- آپ خیر و برکت کے ساتھ کامیاب ہو گئے--- آپ کی شان آہ و بکا سے ارفع ہے اور آپ کی مفارقت کی مصیبت اہل آسمان پر بہت بڑی ہے--- آپ کی رحلت کے صدمے نے لوگوں کو ہلا کے رکھ دیا--- اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ--- اللہ تعالیٰ کی قضا پر ہم راضی ہیں اور اس کے حکم کے آگے سر تسلیم خم کرتے ہیں---

فَوَ اللّٰہِ لَنْ یُّصَابَ الْمُسْلِمُوْنَ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ بِمِثْلِكَ اَبَدًا کُنْتَ لِلدِّیْنِ عِزًّا وَّ حِرْزًا وَّ کَھْفًا---

''اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات حسرت آیات کے بعد جیسی مصیبت آج پہنچی ہے، مسلمانوں کو پھر کبھی نہیں پہنچے گی---آپ دین کی عزت، حفاظت اور پناہ تھے''---

آپ مسلمانوں کے لیے جمعیت، مضبوط قلعہ اور فریاد رس تھے اور منافقوں کے لیے سخت غیظ و غضب تھے---اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملا دے اور ہمیں آپ کے (غم میں صبر) کے اجر سے محروم نہ رکھے اور آپ کے بعد ہمیں گم راہ نہ فرمائے--- بے شک ہم اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اور اسی کی طرف ہم سب کو لوٹ کر جانا ہے''---

راوی کا بیان ہے کہ جب تک حضرت علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم خطبہ دیتے رہے، سب آدمی خاموش رہے، جب آپ خطبہ تمام فرما چکے، تو ایک ہنگامہ آہ و بکا شروع ہو گیا اور سب نے ہم آواز ہو کر کہا:

اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داماد! آپ نے بالکل درست فرمایا---[۴۰۰]

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اہل بیت کرام سے محبت

محبت کا یہی رنگ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے کردار کا حصہ تھا--- آپ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور دیگر اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم سے قلبی عقیدت و محبت تھی اور ان پر بے حد اعتماد تھا--- آپ فرمایا کرتے:

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَقَرَابَۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَحَبُّ اِلَیَّ اَنْ اَصِلَ مِنْ قَرَابَتِیْ---[۴۰۱]

''اللہ کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، مجھے اپنی قرابت داری سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقرباء زیادہ محبوب ہیں''---

آپ تاکیدی حکم فرماتے:

اِرْقَبُوْا مُحَمَّدًا فِیْ اَھْلِ بَیْتِہٖ---[۴۰۲]

''اہل بیت کے معاملہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت کا لحاظ رکھا کرو''---

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد اپنے ابتدائی ایام خلافت میں لشکر اسامہ کو روانہ فرمایا، تو مدینہ منورہ میں بہت ہی قلیل فوج باقی رہ گئی تھی---بعض قبائل کی طرف سے مدینہ طیبہ پر قابض ہو جانے کی افواہیں گردش کرنے لگیں تو ان نازک ترین حالات میں آپ نے اپنے جن معتمد ترین احباب کو مدینہ منورہ کے گرداگرد پہرہ کے لیے مقرر فرمایا، ان میں حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کا نام نامی سرفہرست تھا---[۴۰۳]

امام بخاری حضرت عقبہ بن الحارث رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

ایک مرتبہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مسجد نبوی سے باہر نکلے تو آپ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو بچوں کے ساتھ کھیلتے پایا، آپ نے انہیں اپنے کاندھے پر اٹھالیا اور کہا:

بِـاَبِـیْ شَبِیْـــہٌ بِـالـنَّبِـی
لَیْـــسَ شَبِیْھًـــا بِـعَـلِـی

''میرے ماں باپ فدا ہوں، یہ تو ہو بہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصویر ہیں، علی (رضی اللہ عنہ) کے مشابہ نہیں ہیں''---

وَ عَلِیٌّ یَضْحَکُ---

''یہ سن کر حضرت علی مسکرا رہے تھے''---[۴۰۴]

پُل صراط سے گزرنے کا اجازت نامہ

ایک بار حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی اور آپ مسکرائے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مسکراہٹ کی وجہ دریافت کی، آپ نے فرمایا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا:

لا یَجُوْزُ اَحَدٌ الصِّرَاطَ اِلَّا مَنْ کَتَبَ لَہٗ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ الْجَوَازَ---

''علی کی رسید (تحریری اجازت نامہ) کے بغیر کسی شخص کو پل صراط سے گزرنے کی اجازت نہ ہوگی''---

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا:

اَلَا اُبَشِّرُکَ یَا اَبَا بَکْرٍ؟ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لَا یَکْتُبُ الْجَوَازَ اِلَّا لِمَنْ اَحَبَّ اَبَابَکْرٍ---[۴۰۵]

''ابو بکر! کیا میں آپ کو خوش خبری نہ سناؤں؟، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (یہ بھی) فرمایا تھا کہ علی صرف اسی کو پل صراط سے گزرنے کی رسید دے گا، جسے ابو بکر سے محبت ہوگی''---

وصیت

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خصوصی تعلق کی بنا پر نسبتِ نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خاص لحاظ رکھتے، آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے آخری مرض میں

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور وصیت فرمائی:

''اے علی! جب میری وفات ہو جائے، تو تم مجھے اپنے انہی پاکیزہ ہاتھوں سے غسل دینا، جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غسل دیا ہے''---

پھر فرمایا کہ میرے جنازہ کو تیار کر کے اس مقدس حجرہ کے آگے رکھ دینا، جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مزار پر انوار ہے، پھر عرض کرنا:

''یا رسول اللہ! یہ ابو بکر آپ کے دروازے پر حاضر ہے''---

پھر جیسا حکم ہو کرنا---چنانچہ آپ کی وصیت کے مطابق آپ کے جنازہ کو حجرۂ نبوی کے سامنے رکھ کر عرض کیا گیا---یا رسول اللہ! یہ آپ کے یارِ غار ابو بکر آپ کے دروازے پر حاضر ہیں اور ان کی تمنا آپ کے حجرہ میں دفن ہونے کی ہے، اگر اجازت ہو تو حجرۂ مقدسہ میں دفن کیا جائے؟---یہ سن کر حجرہ مطہرہ کا دروازہ جو پہلے بند تھا، خود بخود کھل گیا اور آواز آئی:

اَدخِلُوا الْحَبِیْبَ اِلَی حَبِیْبِهٖ فَاِنَّ الحَبِیْبَ اِلَی الحَبِیْبِ مُشْتَاقٌ---

''حبیب کو اپنے حبیب سے ملا دو، کیونکہ حبیب کو حبیب سے ملنے کا اشتیاق ہے''---

جب حجرہ مبارکہ سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دفن کی اجازت ہوئی، تو آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شانۂ اقدس کے قریب دفن کر دیا گیا---[۴۰۶]

باہمی عقیدت ومحبت

عقیدت ومحبت کے اس دوطرفہ تعلق کا اندازہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے بہ خوبی ہوتا ہے، آپ بیان فرماتے ہیں:

ایک دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کاشانۂ نبوی میں حاضری کے لیے آئے، حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا، دروازہ پر آپ دستک دیجیے، حضرت ابوبکر صدیق نے کہا، آپ آگے بڑھیے، حضرت مولا علی نے کہا:

میں ایسے شخص سے آگے نہیں بڑھ سکتا، جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میں نے یہ فرماتے سنا:

مَا طَلَعَتْ شَمْسٌ وَّلَا غَرَبَتْ مِنْ بَّعْدِیْ عَلٰی رَجُلٍ اَفْضَلَ مِنْ اَبِیْ بَکْرِ نِ الصِّدِّیْقِ ---

''کسی شخص پر سورج طلوع وغروب نہ ہوگا، جو میرے بعد ابوبکر صدیق سے افضل ہو (یعنی میرے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں) ---

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا:

میں ایسے شخص سے آگے بڑھنے کی جرأت کیسے کر سکتا ہوں، جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَعْطَیْتُ خَیْرَ النِّسَاءِ لِخَیْرِ الرِّجَالِ ---

''میں نے سب سے بہتر عورت کو سب سے بہتر شخص کے نکاح میں دیا'' ---

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے کہا:

میں ایسے شخص سے کیسے آگے بڑھوں، جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا ہو:

مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی صَدْرِ اِبْرَاھِیْمَ الْخَلِیْلِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی صَدْرِ اَبِیْ بَکْرٍ ---

''جو شخص ابراہیم خلیل علیہ السلام کے سینہ مبارک کی زیارت کرنا چاہے،
وہ ابو بکر کے سینہ کو دیکھ لے''---

ابو بکر صدیق نے کہا:

میں بھلا آپ سے کیسے تقدم کروں، جن کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان گرامی سنا ہو:

مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی صَدْرِ آدَمَ وَ اِلٰی یُوْسُفَ وَ حُسْنِہٖ وَ اِلٰی مُوْسٰی وَ صَلٰوتِہٖ وَ اِلٰی عِیْسٰی وَ زُھْدِہٖ وَ اِلٰی مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَ خُلُقِہٖ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی عَلِیٍّ ---

''جو شخص حضرت آدم علیہ السلام کا سینہ مبارک، حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کا حسن و جمال، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی نماز، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے زہد و تقویٰ اور حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیہ والثناء اور آپ کے خلق عظیم کو دیکھنا چاہے وہ علی المرتضیٰ کو دیکھ لے''---

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے کہا:

میں ایسی شخصیت سے پیش قدمی کی جرأت کیسے کروں، جس کے بارے میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ فرمائیں:

اِذَا اجْتَمَعَ الْعَالَمُ فِیْ عَرَصَاتِ الْقِیٰمَۃِ یَوْمَ الْحَسْرَۃِ وَ النَّدَامَۃِ یُنَادِیْ مُنَادٍ مِّنْ قِبَلِ الْحَقِّ عَزَّ وَ جَلَّ یَا اَبَا بَکْرٍ اُدْخُلْ اَنْتَ وَ مَحْبُوْبُکَ الْجَنَّۃَ---

''جب میدان محشر میں حسرت و ندامت (یعنی قیامت) کے روز تمام لوگ جمع ہوں گے، ایک منادی حق تعالیٰ عزوجل کی جانب سے ندا کرے گا، اے ابو بکر! تم اپنے محبوب کی معیت میں جنت میں داخل ہو جاؤ''---

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا:

مجھے ایسے شخص سے تقدم کی ہمت کیسے ہوسکتی ہے، جس کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر اور حنین کے موقع پر، جب آپ کی خدمت میں دودھ اور کھجور کا ہدیہ پیش کیا گیا، تو فرمایا:

هٰذِهٖ هَدِيَّةٌ مِّنَ الطَّالِبِ الْغَالِبِ لِعَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ---

''یہ ہدیہ طالب وغالب کی طرف سے علی بن ابی طالب کے لیے ہے''---

حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا:

میں آپ سے کیوں کر آگے بڑھوں، جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے لیے یہ فرمایا ہو:

اَنْتَ يَا اَبَا بَكْرٍ عَيْنِيْ---

''ابوبکر! تم میری آنکھ ہو''---

حضرت ابوبکر نے کہا:

میں ایسی شخصیت سے کیوں کر آگے بڑھوں، جس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''روز قیامت علی جنتی سواری پر آئیں گے، تو کوئی ندا کرنے والا ندا کرے گا:

يَا مُحَمَّدُ كَانَ لَكَ فِي الدُّنْيَا وَالِدٌ حَسَنٌ وَاَخٌ حَسَنٌ اَمَّا الْوَالِدُ الْحَسَنُ فَاَبُوْكَ اِبْرَاهِيْمُ الْخَلِيْلُ وَاَمَّا الْاَخُ فَعَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ---

''اے محمد مصطفیٰ! دنیا میں آپ کے ایک بہت اچھے والد، ایک بہت اچھے بھائی تھے، والد ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اور بھائی علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ''---

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا:

میں ایسی شخصیت پر کیسے فوقیت حاصل کرسکتا ہوں، جس کی بابت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

اِذَا کَانَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یَجِیْئُ رِضْوَانُ خَازِنُ الْجِنَانِ بِمَفَاتِیْحِ الْجَنَّۃِ وَ مَفَاتِیْحِ النَّارِ وَ یَقُوْلُ یَا اَبَا بَکْرِ اَلرَّبُّ جَلَّ جَلَالُہٗ یُقْرِئُکَ السَّلَامَ وَ یَقُوْلُ لَکَ ھٰذِہٖ مَفَاتِیْحُ الْجَنَّۃِ وَ مَفَاتِیْحُ النَّارِ اِبْعَثْ مَنْ شِئْتَ اِلَی الْجَنَّۃِ وَ ابْعَثْ مَنْ شِئْتَ اِلَی النَّارِ---

''روزمحشر جنت کا خازن رضوان، جنت اور دوزخ کی چابیاں لے کر ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کرے گا اور کہے گا، اے ابوبکر! رب کریم جل جلالہ آپ کو سلام فرماتا ہے اور حکم دیتا ہے کہ یہ جنت اور دوزخ کی چابیاں اپنے پاس رکھ لیں، جسے چاہو جنت میں بھیج دو اور جسے چاہو دوزخ میں بھیج دو''---

حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ نے کہا:

میں ایسے شخص سے آگے بڑھنے کا یارا نہیں رکھتا، جس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ جِبْرِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَتَانِیْ فَقَالَ لِیْ یَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَ جَلَّ یُقْرِئُکَ السَّلَامَ وَ یَقُوْلُ لَکَ اَنَا اُحِبُّکَ وَ اُحِبُّ عَلِیًّا---

''جبریل امین علیہ السلام نے مجھے آکر بتایا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کے بعد فرماتا ہے کہ میں تم سے اور علی سے محبت کرتا ہوں--- اس پر میں نے سجدۂ شکر ادا کیا--- پھر کہا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

میں فاطمہ سے بھی محبت کرتا ہوں، میں پھر سجدۂ شکر بجالایا--- پھر کہا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

میں حسن وحسین سے بھی محبت کرتا ہوں، اس پر میں نے سجدۂ شکر ادا کیا''---

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا:

میں ایسے بزرگ سے کیسے آگے بڑھوں، جس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَوْ وُزِنَ اِیْمَانُ اَبِیْ بَکْرٍ بِاِیْمَانِ اَهْلِ الْاَرْضِ لَرَجَحَ عَلَیْهِمْ---

''اگر روئے زمین کے تمام لوگوں کے ایمان کا ابوبکر کے ایمان کے ساتھ وزن کیا جائے، تو ابوبکر کا ایمان سب سے وزنی ہوگا''---

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا:

ایسی محبوب شخصیت سے کیسے آگے بڑھوں، جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ خبر دی ہو:

قیامت کے دن علی المرتضیٰ، ان کی اہلیہ اور اولاد اونٹوں پر سوار ہو کر آئیں گے تو لوگ کہیں گے یہ کون ہیں؟---منادی کہے گا:

هٰذَا حَبِیْبُ اللّٰهِ هٰذَا عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ---

''یہ اللہ تعالیٰ کے حبیب ہیں، یہ علی بن ابی طالب ہیں''---

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا:

بھلا میں ایسی محترم شخصیت سے کیوں کر آگے بڑھوں، جن کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

اہل محشر جنت کے آٹھوں دروازوں سے یہ آواز سنیں گے:

اُدْخُلْ مِنْ حَیْثُ شِئْتَ اَیُّهَا الصِّدِّیْقُ الْاَکْبَرُ---

''صدیق اکبر! جنت کے جس دروازے سے جی چاہے، تشریف لائیں''---

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا:

میں اس شخص سے آگے نہیں بڑھوں گا، جس کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان ہو:

بَیْنَ قَصْرِیْ وَ قَصْرِ اِبْرَاهِیْمَ الْخَلِیْلِ قَصْرُ عَلِیٍّ---

''علی کا محل میرے اور ابراہیم علیہ السلام کے محلوں کے درمیان ہوگا''---

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا:

اس وجیہ مرد سے آگے کیسے بڑھوں، جس کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے:

اِنَّ اَهْلَ السَّمٰوَاتِ مِنَ الْكَرُوْبِيِّيْنَ وَ الرُّوْحَانِيِّيْنَ وَ الْمَلَاءِ الْاَعْلٰى لَيَنْظُرُوْنَ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ---

''آسمانوں کے فرشتے کروبیین، روحانیین اور ملاء اعلیٰ روزانہ ابوبکر کو تکتے رہتے ہیں''---

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا:

میں ایسی پیکر ایثار شخصیت سے کیسے تقدم کروں، جس کی اولاد اور خود اس کے اپنے حق میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہو:

وَ يُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّ يَتِيْمًا وَّ اَسِيْرًا---[۴۰۷]

''اللہ کی محبت میں مسکین، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں''---

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا:

میں ایسے متقی شخص سے کیوں کر فائق ہوسکتا ہوں، جس کے بارے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان والا شان ہو:

وَ الَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَ صَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ---[۴۰۸]

''وہ ہستی، جو سچ لے کر آئی اور جنہوں نے اس سچائی کی تصدیق کی، یہی وہ لوگ ہیں جو پرہیزگار ہیں''---

جبریل امین علیہ السلام کی آمد اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیصلہ

دونوں جلیل القدر شخصیات کا باہمی اکرام و اعزاز دیدنی تھا، ان کا محبت بھرا مکالمہ جاری تھا کہ جبریل امین علیہ السلام، رب العالمین کی طرف سے رسول صادق و امین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی:

یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ ساتوں آسمانوں کے فرشتے اس وقت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کی زیارت کر رہے ہیں اور ان کی ادب و احترام پر مبنی گفتگو سن رہے ہیں--- اللہ تعالیٰ نے ان دونوں حضرات کو ان کے حُسنِ ادب، حسنِ اسلام اور حسنِ ایمان کے باعث اپنی رحمت و رضوان سے ڈھانپ لیا ہے--- آپ ان کے پاس ثالث کی حیثیت سے تشریف لے جائیں، چناں چہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے--- دونوں کی باہمی محبت کو دیکھ کر ان کی پیشانی کو بوسہ دیا اور فرمایا:

وَ حَقِّ مَنْ نَّفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَوْ اَنَّ الْبِحَارَ اَصْبَحَتْ مِدَادًا وَ الْاَشْجَارَ اَقْلَامًا وَّ اَهْلَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ كُتَّابًا لَعَجَزُوْا عَنْ فَضْلِكُمَا وَ عَنْ وَصْفِ اَجْرِكُمَا---[۴۰۹]

''قسم ہے اس (رب) کے حق کی، جس کے قبضۂ قدرت میں محمد کی جان ہے، اگر سارے سمندر سیاہی ہو جائیں، درخت قلمیں بن جائیں اور زمین و آسمان والے لکھنے بیٹھ جائیں، پھر بھی تمہاری فضیلت اور اجر بیان کرنے سے عاجز رہ جائیں''---

36

حاضریٔ قبرِ اطہر علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اور باہمی محبت کا انداز

باہمی عقیدت و محبت کا یہ سلسلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد بھی قائم رہا، رئیس المفسرین سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

''حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال سے چھ روز بعد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے لیے آپ کی قبر انور پر حاضری کا ارادہ کیا تو حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو کہا:

تَقَدَّمْ یَا خَلِیْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ---

''اے خلیفۂ رسول! پہلے آپ آگے بڑھیے''---

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

مَا كُنْتُ لِاَتَقَدَّمَ رَجُلاً سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَقُوْلُ: عَلِيٌّ مِنِّيْ كَمَنْزِلَتِيْ مِنْ رَبِّيْ---

''میں ایسے شخص سے آگے کیسے بڑھوں جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

میرے نزدیک علی کا وہی مقام ہے، جیسا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں میرا مقام و مرتبہ ہے''---

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا:

میں بھی ایسے شخص سے آگے قدم نہیں بڑھا سکتا، جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے میں نے یہ فرمان سنا:

مَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اِلَّا وَ قَدْ كَذَّبَنِيْ غَيْرُ اَبِيْ بَكْرٍ ، وَ مَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ يُّصْبِحُ اِلَّا عَلٰى بَابِهٖ ظُلْمَةٌ اِلَّا بَابَ اَبِيْ بَكْرٍ---

''ابوبکر کے سوا ہر شخص نے میری تکذیب کی، تم میں سے ہر شخص جب صبح کو اٹھتا ہے تو اس کے (دل کے) دروازے پر ظلمت وتاریکی ہوتی ہے، مگر ابوبکر کے دروازے پر تاریکی نہیں ہوتی''---

اس پر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آپ سے پوچھا، کیا واقعی آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے؟---حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا، ہاں---

فَاَخَذَ اَبُوْ بَكْرٍ بِيَدِ عَلِيٍّ ، وَ دَخَلَا جَمِيْعًا---[۴۱۰]

حضرت ابوبکر نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑا اور دونوں اکٹھے قبر انور پر حاضر ہوئے''---

❁❁❁❁❁

حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ
اور
حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

باہمی محبت، احترام اور اعتماد کا جو رشتہ حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے درمیان تھا، حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کا بھی آپس میں اسی طرح کا تعلق تھا---

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بہترین مشیر تھے---
جب بھی کوئی مشکل مرحلہ آتا، آپ کو بلواتے اور آپ اپنی خداداد ذہانت ولیاقت سے

مسئلہ کا حل فرما دیتے---

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایسے مشکل اور الجھے ہوئے مسائل کے بارے میں اللہ سے پناہ مانگتے، جن کے حل کے لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ موجود نہ ہوں---حضرت عمر آپ کی صلاحیتوں کے کھلے دل و دماغ سے معترف تھے اور برملا اس کا اظہار بھی فرماتے---اس سلسلے میں آپ کا یہ قول لَوْ لَا عَلِیٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ (''اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا'') زبان زد خاص و عام ہے--- کتنے ہی ایسے مقدمات آتے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کا فیصلہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سپرد فرما دیتے--- اس سلسلے میں کچھ تفصیل اسی کتاب میں ''قوت فیصلہ'' اور ''حاضر جوابی'' کے عنوانات میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے---

فتح بیت المقدس

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی ذات پر مکمل اعتماد تھا--- جب مسلمانوں نے بیت المقدس کا محاصرہ کیا اور نصاریٰ نے یہ شرط عائد کی کہ ہم آپ کے خلیفہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی اور سے معاہدہ نہیں کریں گے تو حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تمام صورت حال لکھ بھیجی--- آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشاورت کی--- حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا مشورہ یہ تھا کہ آپ کا بذات خود تشریف لے جانا مناسب نہیں، مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ آپ کا جانا ہر لحاظ سے مفید ہے---حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو یہ رائے پسند آئی، آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنا قائم مقام خلیفہ مقرر کر کے شام کا سفر اختیار فرمایا---[۴۱۱]

اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کی فتح کا تاریخی اعزاز حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا اور

یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صائب رائے پر عمل کا نتیجہ تھا---

جو علی کو مولیٰ نہ مانے وہ مومن نہیں

محدث ابن حجر ہیتمی، دارقطنی کے حوالے سے روایت کرتے ہیں کہ دو اعرابی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اپنا معاملہ لے کر آئے، آپ نے ان کا فیصلہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا، تو ان میں سے ایک نے کہا:

هٰذَا يَقْضِي بَيْنَنَا---

''یہ ہمارا فیصلہ کرے گا؟''---

یہ سنتے ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ فوراً اٹھے اور اس شخص کو گدی سے پکڑ کر فرمایا:

بدبخت! تو ان کی عظمت کو کیا جانے؟:

هٰذَا مَوْلَاكَ وَمَوْلٰى كُلِّ مُؤْمِنٍ وَمَنْ لَّمْ يَكُنْ مَّوْلَاهُ فَلَيْسَ بِمُؤْمِنٍ---[۴۱۲]

''یہ تیرے مولیٰ ہیں اور ہر ایمان دار کے مولیٰ ہیں، جو انھیں مولیٰ نہ مانے وہ مومن ہی نہیں''---

اہل بیت کرام سے تعلق

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، نبوی نسبت اور قرابت کا بے حد لحاظ فرماتے، اسی لیے حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور آپ کی اولاد کا انتہائی احترام کرتے--- مال غنیمت کی تقسیم کے موقع پر اسی نسبت نبوی کے پیش نظر الاقرب فالاقرب کی

ترتیب کالحاظ فرماتے---

جب کثرت فتوحات کے باعث مالی وسعت ہوئی تو آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی درجہ بندی فرما کر ان کے وظائف مقرر کرنے کے لیے با قاعدہ ایک محکمہ (دیوان) قائم فرمانے کا ارادہ ظاہر کیا تو حضرت مولا علی اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما نے مشورہ دیا کہ اس میں سرفہرست آپ اپنا نام رکھیں، مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس رائے کو تسلیم نہ کیا اور فرمایا:

''میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قربت کے اعتبار سے ترتیب رکھوں گا''---

چناں چہ سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا جان حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا نام رکھا، پھر اہل بدر اور ان کے بعد دیگر غزوات کے شرکاء---قرابت نبوی ہی کا اعتبار کرتے ہوئے، آپ نے امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہما کے وظائف اہل بدر کے برابر متعین فرمائے، حالاں کہ دونوں شہزادے جنگ بدر میں شریک نہ تھے (کیوں کہ ابھی یہ پیدا ہی نہیں ہوئے تھے)---[۴۱۳]

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

وَ قَدْ ثَبَتَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يُكْرِمُهُمَا وَ يَحْمِلُهُمَا وَ يُعْطِيهِمَا كَمَا يُعْطِي اَبَاهُمَا---

''یہ بات تحقیقی طور پر ثابت شدہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت امام حسن و حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما کی بہت تکریم فرماتے، انہیں اٹھاتے اور ان کی خدمت میں عطیات پیش کرتے، جیسا کہ ان کے والد گرامی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تحائف سے نوازتے''---

ایک بار آپ نے صحابہ کرام کے صاحب زادوں میں یمنی پوشاکیں تقسیم کیں تو حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو نہ دیں اور فرمایا کہ یہ حضرات حسن و حسین کے لیے موزوں نہیں---

آپ نے یمن میں اپنے نائب کو خط لکھا کہ فوری طور پر حسنین کریمین کے شایان شان دو پوشاکیں بھجوائی جائیں[۴۱۴] جب یمن سے پوشاکیں تیار ہو کر آئیں اور حسنین کریمین نے زیب تن کیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لَقَدْ كُنْتُ اَرَاهَا عَلَيْهِمْ فَمَا يُهَنِّيْنِي حَتّٰى رَاَيْتُ عَلَيْهِمَا مِثْلَهَا---[۴۱۵]

''سب نے پوشاکیں پہنیں مگر مجھے خوشی نہ ہوئی، اب جب کہ ان شہزادوں نے زیب تن کی ہیں تو مجھے حقیقی مسرت ہوئی ہے''---

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وصیت

ایک دفعہ مال تقسیم کرنے لگے اور آغاز سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اور سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے کیا، تو آپ کے صاحب زادے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی:

ابا جان! پہلے مجھے دیں، میں زیادہ مستحق ہوں، کیوں کہ میں خلیفہ کا بیٹا ہوں---

آپ نے فرمایا:

بیٹے! یہ تو نے کیا کہہ دیا؟--- پہلے ان کے باپ جیسا باپ اور ان کے جد امجد جیسا جدّ کریم تو لا، شاہ زادگان مال لے کر گھر پہنچے تو انہوں نے تمام واقعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گوش گزار کیا---آپ نے فرمایا:

جاؤ، اور امیر المومنین کو یہ خوش خبری سنا دو، جسے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا اور آپ کے پاس جبریل امین علیہ السلام، اللہ رب العالمین جل جلالہ کی طرف سے لے کر حاضر ہوئے تھے کہ:

عُمَرُ سِرَاجُ اَهْلِ الْجَنَّةِ---

''عمر جنتیوں کے سورج ہیں''---

شاہ زادگان نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ خوش خبری سنائی تو آپ نے حد درجہ خوشی اور مسرت وانبساط کا اظہار کیا اور فرمایا:

شہزادو! جو بات آپ نے کہی ہے، ذرا اپنے والد گرامی سے لکھوا لاؤ[۴۱۶]،

امام محبّ طبری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث سنی تو صحابہ کرام کی ایک جماعت کو ساتھ لے کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاں پہنچے اور کہا:

کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ:

''عمر سراج اہل جنت ہے''---آپ نے کہا، ہاں---

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

تو پھر مجھے یہ لکھ کر دیں، چناں چہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ تحریر لکھی:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ هٰذَا مَا ضَمِنَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَنْ جِبْرِیْلَ عَنِ اللّٰہِ تَعَالٰی اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سِرَاجُ اَهْلِ الْجَنَّةِ---

''یہ ضمانت نامہ ہے، علی بن ابی طالب کی طرف سے، عمر بن خطاب کے لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبریل علیہ السلام سے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ سے سنا کہ عمر جنتیوں کے سراج ہیں''---

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے محفوظ کر لیا اور اپنی اولاد کو وصیت فرمائی:

اِذَا اَنَا مِتُّ وَ غَسَلْتُمُوْنِیْ وَ کَفَّنْتُمُوْنِیْ فَاَدْرِجُوْا هٰذِهٖ مَعِیَ فِیْ کَفَنِیْ حَتّٰی اَلْقٰی بِهَا رَبِّیْ---

''میری وفات کے بعد تجہیز و تکفین سے فارغ ہو کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی

اس تحریر کو میرے کفن میں رکھ دینا تا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوں تو یہ تحریر (ضمانت نامہ) میرے ساتھ ہو"---

چناں چہ آپ کے وصال کے بعد اس وصیت پر عمل کیا گیا---[۴۱۷]

محبّ طبری فرماتے ہیں:

جنت میں نور ہی نور ہوگا، تاریکی نہیں ہوگی--- اہل جنت سے مراد ایمان دار ہیں (یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایمان داروں کے سردار ہیں)، جب کفر کی ظلمت تھی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے اسلام کا ظہور ہوا، کفر کی تاریکی چھٹ گئی، اس لیے آپ کو سراج (سورج) فرمایا گیا---[۴۱۸]

خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کی صاحب زادی سے نکاح

حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ کی صاحب زادی سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا نکاح ہوا--- آپ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اس نکاح کی درخواست پیش کرنے کا مقصد اہل بیت کرام سے نسبت و قرابت کا حصول تھا---[۴۱۹]

یہ سب تمہارا کرم ہے

بعض لوگ افسانہ طرازی کرتے ہوئے یہ تاثر دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ معاذ اللہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خصوصاً حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اہل بیت کرام سے عداوت تھی---مگر بہ نظر انصاف دیکھا جائے تو ہر عقل سلیم رکھنے والا شخص یہ اندازہ لگا سکتا ہے کہ ان کی آپس میں کس درجہ محبت تھی---

ایک مرتبہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ آپ کی ملاقات کے لیے آئے---آپ تخلیہ میں گفتگو کر رہے تھے، آپ کے صاحب زادے حضرت عبداللہ بن عمر بھی باہر کھڑے تھے---وہ واپس ہوئے تو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ بھی واپس تشریف لے آئے--- کچھ دن بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آپ سے ملاقات ہوئی، تو پوچھا، کیا بات ہے آپ ملتے نہیں؟---حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے کہا:

ملنے آیا تھا، مگر جب دیکھا کہ آپ کے صاحب زادے بھی باہر کھڑے منتظر ہیں تو ان کے ساتھ میں بھی لوٹ آیا---فرمایا:

''شہزادے! آپ کا ابن عمر سے زیادہ حق ہے (کہ آپ سے ملاقات کی جائے) ہمارے پاس جو کچھ بھی ہے، یہ سب اللہ تعالیٰ کا اور پھر آپ ہی کے گھرانے کا فیض وکرم ہے''---[۴۲۰]

مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے افضل سمجھنے والا مفتری ہے

حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لیے ہمیشہ رطب اللسان رہے اور آپ کے فضائل پر مشتمل بہت سی احادیث روایت کیں---آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی افضلیت کا ہمیشہ اعلان واقرار فرمایا---محبّ طبری نے حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے:

لَا یَبْلُغُنِیْ اَنَّ اَحَدًا فَضَّلَنِیْ عَلٰی عُمَرَ اِلَّا ضَرَبْتُہٗ حَدَّ الْمُفْتَرِیْ---[۴۲۱]

''مجھے اگر کسی کے بارے میں یہ پتا چلے کہ وہ مجھے عمر سے افضل کہتا ہے، تو میں اسے اس بہتان پر مفتری کی حد لگاؤں گا''---

ایک خواب

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سچا خلیفہ اور مظہر سمجھتے تھے--- آپ نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ایک روز خواب دیکھا کہ مسجد نبوی میں خود حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فجر کی نماز پڑھا رہے ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتداء میں نماز پڑھ رہے ہیں---

سلام پھیرنے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد کی دیوار سے پشت انور لگا کر بیٹھ گئے--- اتنے میں ایک لڑکی کھجوروں کا ایک طباق لے کر حاضر ہوئی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے وہ طباق رکھ دیا--- حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس میں سے ایک کھجور اٹھا کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے منہ میں ڈالی، پھر اسی طرح دوسری کھجور عطا فرمائی اور باقی کھجوریں دیگر نمازیوں میں تقسیم فرما دیں---

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھ کھل گئی، آپ نے دیکھا کہ زبان پر وہی کھجور کا ذائقہ اور شیرینی موجود ہے--- ٹھیک صبح کے وقت آپ کی آنکھ کھلی، آپ فوراً مسجد میں پہنچے، آپ نے دیکھا کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے ہیں--- آپ جماعت میں شامل ہو گئے، سلام پھیرنے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسی طرح مسجد کی دیوار سے تکیہ لگا کر بیٹھ گئے، جس طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رات کو خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تھا--- تھوڑی دیر کے بعد ایک لڑکی کھجوروں کا طباق لے کر آ گئی اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کر دیا--- حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس طباق سے ایک کھجور اٹھائی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے منہ میں رکھ دی، پھر دوسری کھجور انھیں کھلائی، جب کہ باقی سب کھجوریں دوسرے نمازیوں میں بانٹ دیں--- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا، اے امیر المومنین! ایک کھجور مجھے اور بھی دے دیتے تو کیا بات تھی--- حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اے علی! اگر رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو دو سے زیادہ

کھجوریں عنایت فرماتے تو اس وقت میں بھی آپ کو دوسری کھجور دے دیتا، جب سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ دیں تو میں کیسے دوں؟---

حضرت علی رضی اللہ عنہ بولے، اے عمر! یہ خواب کا واقعہ آپ کو کیسے معلوم ہو گیا؟---

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''اے علی! بندۂ مومن نورِ ایمان سے سب کچھ دیکھ لیتا ہے''---[۴۲۲]

یہ میرے دوست کی نشانی ہے

ابو السفر سے مروی ہے:

حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ ایک چادر اکثر پہنا کرتے---آپ کو عرض کیا گیا کہ آپ ہمیشہ یہی چادر اوڑھتے ہیں، کوئی خاص وجہ ہے؟---فرمایا:

كَسَانِيْهِ خَلِيْلِيْ وَ صَفِيِّيْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّاب---[۴۲۳]

''یہ میرے خلیل اور مخلص دوست عمر بن خطاب کی نشانی ہے، انہوں نے یہ چادر مجھے پہنائی تھی''---

ابو اسحاق اپنی سند سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ بہت زیادہ رو رہے تھے، رونے کا سبب پوچھا گیا، تو فرمایا:

یہ چادر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عطیہ ہے، اسے دیکھ کر ان کی یاد میں آنسو بہا رہا ہوں---[۴۲۴]

اتباعِ عمر

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے قلبی لگاؤ کا اندازہ اس امر سے بھی ہوتا ہے کہ بقول حضرت زید رضی اللہ عنہ:

اِنَّ عَلِیًّا کَانَ یَشْبَہُ بِعُمَرَ فِی السِّیْرَۃِ---[۴۲۵]

''حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سیرت جیسی سیرت اختیار فرمائی''---

حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَا اَعْلَمُ عَلِیًّا خَالَفَ عُمَرَ وَ لَا غَیَّرَ شَیْئًا مِّمَّا صَنَعَ حِیْنَ قَدِمَ کُوْفَۃَ---[۴۲۶]

''میرے علم میں ایسی کوئی بات نہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوفہ میں آ کر امور خلافت سنبھالنے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کبھی مخالفت کی ہو، یا آپ کے کسی طریقے میں تبدیلی کی ہو''---

عدالت فاروقی کی شہادت

ایک مرتبہ مدینہ منورہ کی ایک گلی میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی، حضرت مولا علی اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہم سے ملاقات ہوئی---حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر رونے لگے---حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رونے کا سبب دریافت کیا، تو آپ نے فرمایا:

علی! مجھ سے بڑھ کر رونے کے قابل بھلا اور کون ہوسکتا ہے، مجھ پر خلافت کا بار گراں ہے، پتا نہیں اللہ کے ہاں میں اچھا ہوں یا برا؟---

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے کہا:

واللہ! آپ تو عدل فرمانے والے ہیں---

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اس بات کے باوجود حضرت عمر رضی اللہ عنہ روتے رہے---

پھر حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے بھی آپ کی عدالت اور حکمرانی کی تعریف وتوصیف کی مگر

آپ برابر روتے رہے--- یہاں تک کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے بھائی جان کی طرح آپ کے عدل وانصاف کی تعریف کی، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا:

بھتیجو! تم اس بات کی شہادت دیتے ہو؟--- دونوں حضرات اپنے والد گرامی کی طرف دیکھنے لگے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اِشْهَدَا وَ اَنَا مَعَكُمَا شَهِيْدٌ---[۴۲۷]

''بیٹو! گواہی دو، میں بھی تمہارے ساتھ (عمر کی عدالت پر) گواہ ہوں''---

تعزیتی کلمات

حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نہ صرف یہ کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی عظمت کے معترف تھے بلکہ آپ کے اعمال حسنہ پر بے حد رشک کرتے--- ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا، آپ کی چارپائی کے گرداگرد مشتاقان دید اور دعائے خیر کرنے والوں کا ہجوم تھا، اسی اثنا میں حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے، انہوں نے کہا:

اے عمر! اللہ تعالیٰ آپ پر رحمتیں فرمائے:

مَا خَلَّفْتَ اَحَدًا اَحَبَّ اِلَيَّ اَنْ اَلْقَى اللّٰهَ بِمِثْلِ عَمَلِهٖ مِنْكَ---[۴۲۸]

''آپ کے بعد کوئی شخص ایسا نہیں ہے، جس کے نامۂ اعمال کے ساتھ میں اللہ کے حضور حاضر ہونا پسند کروں''---

قسم بخدا! اللہ تعالیٰ ضرور آپ کو اپنے دو ساتھیوں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ) سے ملائے گا، کیوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اکثر سنا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے:

ذَهَبْتُ اَنَا وَ اَبُوْ بَكْرٍ وَ عُمَرُ--- دَخَلْتُ اَنَا وَ اَبُوْ بَكْرٍ وَ عُمَرُ--- خَرَجْتُ اَنَا وَ اَبُوْ بَكْرٍ وَ عُمَرُ---

''میں، ابوبکر اور عمر گئے--- میں، ابوبکر اور عمر داخل ہوئے--- میں، ابوبکر اور عمر نکلے''---

یعنی ہر کام میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ابوبکر و عمر کو ساتھ رکھتے، اب بھی مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ان کے ساتھ ہی رکھے گا---[۴۲۹]

اہل بیت کرام کے ممتاز فرد، امام محمد باقر بن امام زین العابدین رضی اللہ عنہما سے حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کے یہ تعزیتی کلمات مروی ہیں:

مَا اَحَدٌ اَحَبُّ اِلَىَّ اَنْ اَلْقَى اللّٰهَ بِمِثْلِ صَحِيْفَتِهٖ مِنْ هٰذَا الْمُسَجّٰى---[۴۳۰]

''میرے نزدیک اس کفن پوش (عمر فاروق رضی اللہ عنہ) سے زیادہ محبوب اور کوئی شخص نہیں ہے کہ میں اس جیسا اعمال نامہ لے کر اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوں (یعنی میری خواہش ہے کہ میرا اعمال نامہ بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اعمال نامہ کے مشابہ ہو)''---

✿✿✿✿✿

حضرت علی رضی اللہ عنہ
اور
حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

شیخین کریمین (ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما) کی طرح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے بھی آپ کے بہت دوستانہ مراسم تھے--- جب آپ کی شادی کا مرحلہ آیا، مہر اور دیگر اخراجات کے لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی زرہ فروخت کرنا چاہی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے زرہ چار سو اسی (۴۸۰) درہم میں خریدی اور پھر رقم ادا کرنے کے بعد زرہ بھی

واپس کردی---[۴۳۱]

آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد کی بھی بہت عزت کرتے، حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

كَانَ عُثْمَانُ يُكْرِمُ الْحَسَنَ وَ الْحُسَيْنَ وَ يُحِبُّهُمَا---[۴۳۲]

''حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی عزت وتکریم کرتے اور ان سے محبت رکھتے''---

حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ نہایت مخلص اور آپ کی تعریف وتوصیف میں رطب اللسان تھے---

محمد بن حاطب کہتے ہیں، میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے سنا، کہ قرآن کریم کی اس آیت کریمہ:

إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنَىٰ أُولَٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ---[۴۳۳]

''بے شک جن کے لیے ہماری طرف سے نیکی کا وعدہ پہلے ہو چکا ہے، وہ اس (جہنم) سے دور رکھے جائیں گے''---

سے مراد عثمان غنی ہیں---[۴۳۴]

ذوالنورین

نزال بن سبرہ ہلالی بیان کرتے ہیں کہ ایک دن ہم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مقام ومرتبہ کے بارے میں پوچھا، تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ذَاكَ امْرُؤٌ يُدْعٰى فِي الْمَلَإِ الْأَعْلٰى ذَا النُّورَيْنِ ، كَانَ خَتَنَ رَسُولِ اللّٰهِ

صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى ابْنَتَيْهِ، ضَمِنَ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ---[۴۳۵]

''عثمان (رضی اللہ عنہ) وہ شخص ہیں کہ ملاء اعلیٰ کے فرشتے انھیں ''ذوالنورین'' کے لقب سے یاد کرتے ہیں---وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داماد ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو صاحبزادیوں سے (یکے بعد دیگرے) ان کا نکاح ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں جنت کی ضمانت دے رکھی تھی''---

روزِ محشر عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے حساب نہیں لیا جائے گا

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ قیامت کے دن سب سے پہلے کس کا حساب لیا جائے گا؟---آپ نے فرمایا:

ابوبکر کا---عرض کی، پھر کس کا حساب ہوگا؟---فرمایا:

عمر کا---پوچھا، پھر کس کا؟---

فرمایا، تمہارا، میں نے عرض کیا، عثمان کہاں گئے؟---فرمایا:

عثمان کے لیے میں نے ایک مرتبہ اللہ سے دعا کی تھی، کہ ان کا حساب نہ لیا جائے---

دوسری روایت میں ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

عُثْمَانُ رَجُلٌ ذُوْ حَيَاءٍ سَأَلْتُ رَبِّيْ أَنْ لَا يَقِفَ لِلْحِسَابِ فَشَفَّعَنِيْ فِيْهِ---[۴۳۶]

''عثمان صاحبِ حیاء ہے---میں نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ اسے حساب کے لیے کھڑا نہ ہونا پڑے تو اللہ تعالیٰ نے میری سفارش قبول فرمالی ہے''---

45

مسجد نبوی کے توسیعی کام کی تعریف

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جب مسجد نبوی کی وسعت اور اس کی خوب صورتی کے لیے کام کرایا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھ کر کہا:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کیا خوب کارنامہ انجام دیا (اور اس پر وہ مستحق اجر ہیں کیوں کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ بَنٰی لِلّٰہِ مَسْجِدًا بَنَی اللّٰہُ لَہٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ---

''جو اللہ کے لیے مسجد تعمیر کرائے، اللہ تعالیٰ جنت میں اس کا گھر بنائے گا''---[۴۳۷]

باغیوں کا محاصرہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مخلصانہ کردار

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کے آخری ایام میں جب باغیوں نے آپ کے خلاف یورش برپا کی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں سمجھانے اور فتنہ کو فرو کرنے کے لیے بھرپور کوشش کی، مگر وہ باز نہ آئے اور انہوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مکان کا محاصرہ کرلیا تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے لیے مسجد نبوی میں آنا ممکن نہ رہا--- اس اثنا میں باغیوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نماز کی امامت کے لیے مجبور کیا، مگر آپ نے فرمایا:

لَا اُصَلِّیْ بِکُمْ وَالْاِمَامُ مَحْصُوْرٌ وَلٰکِنْ اُصَلِّیْ وَحْدِیْ---[۴۳۸]

''امیر المومنین محصور ہیں اور میں نماز پڑھاؤں؟--- ناممکن، میں تو

تنہا نماز ادا کروں گا'' ---

جب باغیوں کی سرگرمیاں بڑھیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحب زادوں سیدنا حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مکان پر محافظ بنا کر بھیجا اور انہیں حکم دیا:

اِذْهَبَا بِسَيْفَيْكُمَا حَتّٰى تَقُوْمَا عَلٰى بَابِ عُثْمَانَ فَلَا تَدَعَا اَحَدًا يَّصِلُ اِلَيْهِ---[۴۳۹]

''اپنی تلواریں لے کر عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دروازہ پر کھڑے ہو جاؤ اور کسی حملہ آور کو آپ تک نہ پہنچنے دینا'' ---

باغیوں پر جب کسی نصیحت نے اثر نہ کیا تو ان کے خطرناک عزائم کے پیش نظر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے باغیوں کے ساتھ جنگ کرنے کی اجازت طلب کی، مگر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

جس شخص پر میرا کوئی حق ہے اور وہ اللہ پر یقین رکھتا ہے، اسے اللہ کی قسم وہ میری وجہ سے خوں ریزی نہ کرے---[۴۴۰]

پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے گھر کے اندر موجود تمام لوگوں کو قسم دے کر کہا کہ اپنے اپنے گھروں کو واپس چلے جاؤ---سب چلے گئے، مگر حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور چند دیگر صحابہ وہیں موجود رہے---حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے علاوہ بعض دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی اپنے صاحب زادوں کو حفاظت کے لیے بھیجا---[۴۴۱]

باغی دور سے کھڑے ہو کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دروازے پر تیر اندازی کرتے رہے، ان تیروں سے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کے غلام قنبر زخمی ہو گئے---ان کا بہتا ہوا خون دیکھ کر باغیوں نے محسوس کیا کہ اگر بنو ہاشم

ان کی حمایت میں نکل کھڑے ہوئے تو قتل عثمان کا منصوبہ ناکام ہو جائے گا---
فوری طور پر مکان کی پچھلی جانب سے دیواریں پھلانگ کر اندر داخل ہو گئے اور
حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا---

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جب اس کا علم ہوا تو اس المناک سانحہ سے آپ پریشان ہو گئے
اور شدید غم و غصہ کے عالم میں اپنے صاحب زادگان کو فرمایا:

كَيْفَ قُتِلَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ اَنْتُمَا عَلَى الْبَابِ؟ وَ رَفَعَ يَدَهُ
فَلَطَمَ الْحَسَنَ وَ ضَرَبَ صَدْرَ الْحُسَيْنِ---[۴۴۲]

''تمہارے پہرے کے باوجود امیر المومنین کو شہید کر دیا گیا؟---
پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو ایک تھپڑ رسید کیا اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ
کے سینہ پر ضرب لگائی''---

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلفائے ثلاثہ سے محبت

اس تمام بحث کا حاصل یہ ہے کہ حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کے اپنے پیش رو تینوں خلفاء سے
نہایت مخلصانہ مراسم تھے اور وہ آپس میں شیر و شکر تھے---حضرت علی رضی اللہ عنہ کی
ان حضرات سے محبت ہی کا نتیجہ تھا کہ انہوں نے اپنے پیاروں اور یاروں کے نام پر
اپنے صاحب زادوں کے نام محمد، ابوبکر، عمر اور عثمان رکھے (رضی اللہ عنہم)---[۴۴۳]

❁❁❁❁❁

چمنستانِ کرم

کیا بات رضا اس چمنستانِ کرم کی
زہرا ہے کلی جس میں حسین اور حسن پھول

[اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی]

زہرا کلی، حسین و حسن (رضی اللہ عنہم) جس کے پھول ہیں
کتنا حسین تر ہے گلستانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اللہ رے یہ عظمت و توقیرِ اہلِ بیت
ہیں فاطمہ، حسین و حسن (رضی اللہ عنہم) جانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم [۴۴۴]

باب مدینۃ العلم حضرت سیدنا علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم کے حالات وواقعات اور فضائل وکمالات کا ایک اجمالی خاکہ گزشتہ صفحات میں آپ پڑھ چکے ہیں--- اللہ تعالیٰ نے آپ کو جن بے پناہ حیرت انگیز خوبیوں اور عظمتوں کی بلندیوں سے سرفراز فرمایا ہے، اس میں ایک بہت بڑی وجہِ فضیلت بلکہ بنیادی عظمت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جگر گوشہ اور سب سے لاڈلی اور چہیتی صاحب زادی، خاتون جنت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا آپ کے عقد میں آئیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے آپ کو حسن و حسین ایسے جلیل القدر فرزند عطا فرمائے، جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سلسلۂ نسب جاری ہوا اور قیامت تک حسنی و حسینی سادات باقی رہیں گے---

آپ کی آغوشِ رحمت میں پرورش پا کر جو جو بھی مچل کر نکلا وہ وہ بنا جس کے بارے میں کہا گیا ہے:

شگفتہ گلشن زہرا کا ہر گل تر ہے
کسی میں رنگ علی ہے، کسی میں بوئے رسول

حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کی ازواج و اولاد کے باب میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد آپ نے متعدد نکاح کیے، جن سے آپ کی کثیر اولاد بھی ہوئی مگر سید کہلانے کے حق دار صرف وہی ٹھہرے، جو سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحب زادی سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے شاہ زادوں میں سے ہیں---

سیدۂ کائنات کے بغیر مولائے کائنات کے حالات وسوانح تشنہ نظر آتے ہیں--- ذوق کو گوارا نہیں اور قلم کو یارا نہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دیگر مختلف جہتوں اور خداداد رفعتوں کا بیان کیا جائے اور ملت اسلامیہ کی اس عظیم ہستی کا تذکرہ نوک قلم پر لائے بغیر مضمون کا اختتام ہو جائے، جن کی رفاقت سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عظمت کو چار چاند لگے اور جن سے عقد حقیقتاً قران السعدین اور نورٌ علیٰ نور کہلانے کا مستحق ہے---

سو، نہایت اختصار کے ساتھ جگر گوشۂ رسول حضرت سیدہ بتول رضی اللہ عنہا، آپ کے شہزادگان گرامی مرتبت حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما، آپ کی تربیت کی شہکار شہزادی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا اور سید الشہداء امام حسین کی نسبی و روحانی عظمتوں کے امین حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کیا جاتا ہے:

سیدۂ کائنات
حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا

آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے چھوٹی، سب سے پیاری، لاڈلی اور چہیتی صاحب زادی ہیں--- جن کو آتے دیکھ کر آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم استقبال کے لیے کھڑے ہو جاتے اور سفر سے واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے انہیں کے ہاں جاتے اور انہیں پیار دیتے---

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چار صاحب زادیاں ہیں، حافظ ابن عبدالبر کی تحقیق کے مطابق عمر کے اعتبار سے ان کی ترتیب یہ ہے:

۱ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا

۲ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا

۳ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا

۴ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا

چاروں صاحب زادیاں ام المومنین حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے پیدا ہوئیں---[۴۴۵]

ولادت

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی ولادت باسعادت اس وقت ہوئی، جب قریش مکہ، کعبہ شریف کی تعمیر نو کر رہے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیوار کعبہ میں حجر اسود کو نصب کیا--- گویا جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حجر اسود کی تنصیب کا اعزاز نصیب ہوا (یا یوں کہہ لیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مبارک ہاتھوں سے دیوار کعبہ میں حجر اسود نصب کر کے کعبہ اور حجر اسود کو مشرف فرمایا)، عین ان ہی ایام میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ سعادت مند صاحب زادی عطا فرمائی، اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک ۳۵ برس تھی---[۴۴۶]

ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ کی ولادت بعثت نبوی کے بعد ہوئی، جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک ۴۱ سال تھی---[۴۴۷]

لیکن مدائنی اور ابن جوزی نے پہلی روایت کو ترجیح دی ہے، جسے واقدی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ بناء کعبہ کے زمانہ میں قبل از بعثت آپ کی ولادت ہوئی---[۴۴۸]

اسم گرامی اور القاب

سیدۂ کائنات کا اسم گرامی فاطمہ، کنیت اُمُّ اَبِیْھَا اور القاب سَیِّدَۃُ نِسَاءِ اَھْلِ الْجَنَّۃ، زہراء، بتول، راضیہ اور زاکیہ وغیرہ ہیں، جن کی مختصر وضاحت حسب ذیل ہے:

14

فاطمہ

فاطمہ ''فـ طـ م'' سے مشتق ہے اور فطم کا معنی ہے چھڑانا، روکنا--- آپ کو فاطمہ کہنے کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ آپ اپنے تمام (اہل ایمان) عقیدت مندوں کو جہنم سے روک لیں گی---

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِبْنَتِی فَاطِمَۃُ حَوْرَاءُ آدَمِیَّۃٍ لَمْ تَحِضْ وَ لَمْ تَطْمِثْ وَ اِنَّمَا سَمَّاھَا فَاطِمَۃَ لِاَنَّ اللّٰہَ فَطَمَھَا وَ مُحِبِّیْھَا مِنَ النَّارِ---[۴۴۹]

''میری بیٹی فاطمہ (حسن صورت وسیرت اور طہارت و پاکیزگی کے اعتبار سے روحانی کمال والی ایسی) انسانی حور ہے، جو حیض و نفاس کے عوارض سے پاک ہے، اس کا نام فاطمہ اس لیے رکھا کیوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اور ان سے محبت وعقیدت رکھنے والوں کو جہنم کی آگ سے محفوظ رکھے گا''---

ام ابیہا

آپ کی کنیت ''ام ابیہا'' ہے---[۴۵۰]

یعنی اپنے باپ کی (محبت کرنے میں) ماں (جیسی)--- چوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان سے اور ان کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت زیادہ پیار تھا، اس لیے ان کی یہ کنیت رکھی گئی---

سیدۃُ نساءِ العالمین

آپ کا لقب سیدۃ نساء العالمین اور سیدۃ نساء اہل الجنۃ ہے--- یعنی تمام جہان کی عورتوں اور جنتی عورتوں کی سردار ہیں--- [۴۵۱]

زہراء

آپ کے حسن و جمال اور شگفتگی و تازگی کی وجہ سے آپ کو زہراء کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے--- [۴۵۲]

امام عبدالوہاب شعرانی تحریر کرتے ہیں:

وَ مِنْ خَصَائِصِ ابْنَتِهٖ فَاطِمَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّهَا كَانَتْ لَا تَحِيْضُ وَ كَانَتْ اِذَا وَلَدَتْ طَهُرَتْ مِنْ نِفَاسِهَا بَعْدَ سَاعَةٍ حَتّٰى لَا تَفُوْتَهَا صَلٰوةٌ وَ لِذٰلِكَ سُمِّيَتِ الزَّهْرَاءَ--- [۴۵۳]

''حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی خصوصیت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں نسوانی عارضہ (ماہانہ خون) سے محفوظ رکھا تھا--- جب ان کے ہاں کسی بچے کی ولادت ہوتی، تو آپ نفاس سے پاک ہوتیں، سو آپ کی کوئی نماز قضا نہ ہوتی ---اسی لیے آپ کا نام زہراء رکھا گیا''---

بتول

آپ کا ایک مشہور لقب بتول بھی ہے---لغت میں ''بتل'' کا معنی ہے، قطع کرنا---

چوں کہ حضرت خاتون جنت، فضل و شرف، دین اور حسن و جمال کے اعتبار سے اپنے زمانے کی تمام عورتوں سے جدا اور منفرد شان کی حامل تھیں، اس لیے آپ کو بتول کہا جاتا ہے---

''بتول'' کہلانے کی یہ وجہ بھی آپ رضی اللہ عنہا کے شایان شان ہے کہ دنیا و مافیہا سے کٹ کر فقط یاد الٰہی اور محبت خداوندی میں مستغرق ہوگئی تھیں---[۴۵۴]

گویا آپ کی سیرت طیبہ قرآن کریم کی اس آیت کریمہ کی مصداق تھی:

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلاً---[۴۵۵]

''اور اپنے رب کے نام کا ذکر کیا کرو اور سب سے کٹ کر اسی کے ہو رہو''---

راضیہ

اپنے رب کریم سے ہر حال میں راضی رہنے والی تھیں---

زاکیہ

پاکیزہ اور صالحہ---آپ کی تمام حیات طیبہ نہایت پاکیزگی اور تقویٰ و طہارت سے عبارت تھی:

صادقہ ، صالحہ ، راضیہ ، زاکیہ
صاف دل ، نیک خو، پارسا، شاکرہ
عابدہ ، زاہدہ ، ساجدہ ، ذاکرہ
سیدہ ، زاہرہ ، طیبہ ، طاہرہ
جان احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے محبت

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ سے بہت محبت تھی---ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

كَانَتْ اِذَا دَخَلَتْ عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَامَ اِلَيْهَا فَقَبَّلَهَا وَ اَجْلَسَهَا فِيْ مَجْلِسِهٖ وَ كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِذَا دَخَلَ عَلَيْهَا قَامَتْ مِنْ مَّجْلِسِهَا فَقَبَّلَتْهُ وَ اَجْلَسَتْهُ فِيْ مَجْلِسِهَا---[۴۵۶]

''حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوتیں تو آپ ان کے لیے کھڑے ہو جاتے، (سر اور پیشانی) چومتے اور اپنی مسند پر بٹھاتے، یوں ہی جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے ہاں تشریف لاتے، تو سیدہ رضی اللہ عنہا کھڑے ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا استقبال کرتیں، بوسے دیتیں اور اپنی جگہ پر بٹھاتیں''---

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

جب آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر کے لیے روانہ ہوتے تو سب سے آخر میں حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ملتے---[۴۵۷]

یوں ہی سفر سے واپسی پر آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھر جانے سے پہلے انہیں ملتے---حضرت ابو ثعلبہ خشنی سے مروی ہے:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِذَا قَدِمَ مِنْ غَزْوٍ اَوْ سَفَرٍ بَدَاَ بِالْمَسْجِدِ فَصَلّٰى فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يَاْتِيْ فَاطِمَةَ ثُمَّ يَاْتِيْ اَزْوَاجَهٗ---[۴۵۸]

''حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول یہ تھا کہ جب کسی غزوہ یا سفر سے لوٹتے تو

سب سے پہلے مسجد میں دو رکعت نفل ادا فرماتے، پھر سیدہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے اور اس کے بعد ازواج مطہرات کے پاس جاتے"---

ایک مرتبہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا گیا:

اَیُّ النَّاسِ کَانَ اَحَبَّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَتْ فَاطِمَۃُ فَقِیْلَ مِنَ الرِّجَالِ؟ قَالَتْ زَوْجُھَا---[۴۵۹]

"حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب سے زیادہ کس سے محبت تھی؟---فرمایا:

فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے، پھر پوچھا گیا، مردوں میں کس سے زیادہ محبت تھی؟---فرمایا:

فاطمہ کے شوہر علی سے"---

مرا جسم بھی تو، مری جان بھی تو

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے---رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

فَاطِمَۃُ بَضْعَۃٌ مِّنِّیْ فَمَنْ اَغْضَبَھَا اَغْضَبَنِیْ---[۴۶۰]

"فاطمہ میرے جسم کا حصہ ہے، جس نے انہیں ناراض کیا، اس نے مجھے ناراض کیا"---

حضرت مجاہد سے مروی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ھِیَ بَضْعَۃٌ مِّنِّیْ وَھِیَ قَلْبِیْ وَھِیَ رُوْحِیْ.......... مَنْ آذَاھَا فَقَدْ آذَانِیْ وَمَنْ آذَانِیْ فَقَدْ آذَی اللّٰہَ---[۴۶۱]

"فاطمہ میرا پارۂ گوشت ہے، یہ میرا دل ہے، یہ میری روح ہے، جس نے اسے اذیت دی، اس نے مجھے اذیت پہنچائی اور جس نے مجھے ایذا دی،

اس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت دی"---

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، حضور ﷺ نے حضرت علی، حضرت فاطمۃ الزہراء، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم کو فرمایا:

اَنَا حَرْبٌ لِّمَنْ حَارَبْتُمْ وَ سِلْمٌ لِّمَنْ سَالَمْتُمْ ---[۴۶۲]

"جس سے تمہاری جنگ، اس سے میری جنگ اور جس سے تمہاری صلح، اس سے میری بھی صلح"---

حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ یَغْضَبُ لِغَضَبِكِ وَ یَرْضٰی لِرِضَاكِ---[۴۶۳]

"اللہ تعالیٰ تمہارے غضب ناک ہونے سے غضب ناک اور تمہاری رضا سے راضی ہوتا ہے"---

چادرِ تطہیر

حضور ﷺ، ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف فرما تھے کہ قرآن کریم کی یہ آیت نازل ہوئی:

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا---[۴۶۴]

"اللہ یہی ارادہ فرماتا ہے کہ اے رسول اللہ کے گھر والو! تم سے ہر قسم کی ناپاکی کو دور فرمادے اور تمہیں اچھی طرح پاک کر کے خوب پاکیزہ کرے"---

تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت سیدہ فاطمہ، حضرت سیدنا علی، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا اور اپنی چادر میں ڈھانپ لیا، پھر فرمایا:

اَللّٰھُمَّ اَھْلِیْ اَذْھِبْ عَنْھُمُ الرِّجْسَ وَ طَھِّرْھُمْ تَطْھِیْرًا---

''اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں، انہیں گناہوں کی آلائش سے محفوظ فرما اور انہیں سراپا طہارت بنا دے''---

ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی، یارسول اللہ! کیا میں اہل بیت سے نہیں ہوں؟---

فرمایا: کیوں نہیں---[۴۶۵]

اخلاق

آپ سیرت وصورت اور اخلاق وشمائل میں اپنے والد گرامی کا صحیح نمونہ تھیں، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

مَا رَاَیْتُ اَحَدًا اَشْبَہَ سَمْتًا وَّ دَلًّا وَّ ھَدْیًا بِرَسُوْلِ اللّٰہِ فِیْ قِیَامِھَا وَ قُعُوْدِھَا مِنْ فَاطِمَۃَ---[۴۶۶]

''میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کسی اور کو حضور کے اخلاق و سیرت اور طریقہ کے زیادہ مشابہ نہیں پایا--- ان کی نشست و برخاست حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقہ کے مطابق تھی''---

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے:

مَا رَاَیْتُ اَحَدًا کَانَ اَصْدَقَ لَھْجَۃٍ مِّنْ فَاطِمَۃَ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ الَّذِیْ وَلَدَھَا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم---[۴۶۷]

''میں نے سیدہ فاطمہ سے بڑھ کر کسی کو راست گفتار نہیں پایا، سوائے ان کے والد گرامی کے، کہ ان کی تو بات ہی اور ہے''---

53

گھریلو زندگی

آپ نہایت صابرہ شاکرہ تھیں--- جب آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوا، تو گھر کے سارے کام کاج اپنے ہاتھوں سے انجام دیتیں---

حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نے ایک بار حضرت ابن اعبد سے اپنی گھریلو زندگی کا حال بیان کرتے ہوئے فرمایا:

''فاطمہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحب زادی اور تمام گھرانے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب تھیں اور میری رفیقۂ حیات تھیں:

فَجَرَّتْ بِالرَّحٰى حَتّٰى اَثَّرَتْ بِيَدِهَا وَ اسْتَقَتْ بِالْقِرْبَةِ حَتّٰى اَثَّرَتْ فِيْ نَحْرِهَا وَ قَمَّتِ الْبَيْتَ حَتّٰى اغْبَرَّتْ ثِيَابُهَا وَ اَوْقَدَتِ الْقِدْرَ حَتّٰى دَكَنَتْ ثِيَابُهَا فَاَصَابَهَا مِنْ ذٰلِكَ ضُرٌّ---[۴۶۸]

چکی پیستے پیستے ان کے ہاتھوں پر چھالے بن گئے تھے، پانی کا مشکیزہ اٹھاتے اٹھاتے سینے پر نشان پڑ گئے تھے، گھر کی صفائی کرتے کرتے اور چولہا جلاتے جلاتے کپڑے گرد و غبار اور دھوئیں سے آلودہ ہو جاتے، جس کی وجہ سے انہیں سخت مشقت اور تکلیف پہنچتی''---

ایک دن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے کہا:

قسم بخدا! کنویں سے ڈول کھینچتے کھینچتے میرے سینے میں درد اٹھنے لگا ہے--- حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کچھ قیدی لائے گئے ہیں، جا کر گھر کے کام کاج کے لیے کوئی قیدی مانگ لائیں--- حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا:

چکی پیستے پیستے میرے بھی ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے ہیں---

حضرت علی کے کہنے پر آپ حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوئیں، آپ نے پوچھا: بیٹی کیسے آنا ہوا؟---عرض کیا:

سلام کرنے حاضر ہوئی ہوں---شرم وحیا کے باعث مزید کچھ نہ کہہ پائیں--- گھر آئیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا، کیا بنا؟---حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بتایا:

میں تو کچھ عرض نہیں کر سکی---اس کے بعد حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا دونوں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی مشکلات گوش گزار کیں اور حرفِ مطلب زبان پر لائے---آپ ﷺ نے فرمایا:

وَ اللّٰہِ لا اُعْطِیْکُمَا وَ اَدَعُ اَھْلَ الصُّفَّۃِ تَطْوِیْ بُطُوْنُھُمْ لَا اَجِدُ مَا اُنْفِقُ عَلَیْھِمْ وَ لٰکِنْ اَبِیْعُھُمْ وَ اُنْفِقُ عَلَیْھِمْ اَثْمَانَھُمْ---[۴۶۹]

''اللہ کی قسم! میں تمہیں نوکر نہیں دے سکتا، جب کہ اہل صفّہ بھوک میں مبتلا ہیں، میں انہیں کیا کھلاؤں؟---ان غلاموں کو فروخت کیا جائے گا اور اس رقم سے اہل صفہ کی کفالت کروں گا''---

میاں بیوی گھر واپس ہوئے تو حضور ﷺ بھی ان کے گھر تشریف لائے، دیکھا کہ دونوں نے ایک چادر اوڑھی ہوئی ہے، جس کی حالت یہ ہے کہ اگر سر ڈھانپیں تو پاؤں ننگے ہو جاتے ہیں اور اگر پاؤں ڈھانپتے ہیں تو سر ننگا رہ جاتا ہے--- حضور ﷺ کو آتا دیکھ کر استقبال کے لیے کھڑے ہونے لگے تو آپ نے فرمایا:

اپنی جگہ بیٹھے رہو---پھر فرمایا:

جو کچھ تم مانگنے آئے تھے، اس سے بہتر چیز تمہیں نہ عطا کر دوں؟---عرض کی، کیوں نہیں---فرمایا:

جبریل نے ذکر الٰہی کے کچھ کلمات کی تعلیم دی ہے، تم ایسا کرو کہ ہر نماز کے بعد دس مرتبہ سبحان اللّٰہ، دس مرتبہ الحمد للّٰہ، دس مرتبہ اللّٰہ اکبر کا ورد کیا کرو اور

سوتے وقت سبحان اللّٰہ اور الحمد للّٰہ تینتیس تینتیس بار اور اللّٰہ اکبر چونتیس بار پڑھ لیا کرو---

دوسری روایت میں فرمایا:

یہ تمہارے لیے خادم سے بہتر ہے---

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں:

فَوَاللّٰهِ مَا تَرَكْتُهُنَّ مُنْذُ عَلَّمَنِيهِنَّ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم---[۴۷۰]

واللہ! جب سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ وظیفہ سکھایا ہے، کبھی اس کا ناغہ نہیں کیا---

امتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیار

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی سیرت اپنے بابا جان سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ کے سانچے میں ڈھلی ہوئی تھی، جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی امت سے پیار تھا اور امت کے لیے راتوں کو رویا کرتے، اسی طرح سیدہ بھی امت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مغفرت کے لیے گریہ وزاری کرتیں---حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

امی جان سیدہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) ساری ساری رات نوافل میں گزار دیتیں اور بڑی کثرت سے امت محمدیہ کے لیے دعا کرتی رہتیں--- میں نے عرض کی، امی جان! کیا وجہ ہے کہ آپ اپنے لیے دعا نہیں کرتیں---فرمایا:

پیارے بیٹے! پہلے دوسروں کا حق ہے، اس سے فراغت پاؤں، تو پھر اپنی باری آئے---[۴۷۱]

فہم وفراست

حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کو اللہ تعالیٰ نے بڑی فہم وفراست اور حکمت وبصیرت سے نوازا تھا---حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا، عورت کے لیے کیا چیز بہتر ہے؟---

ہم، منشائے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق کوئی جواب نہ دے پائے---حضرت علی رضی اللہ عنہ نے گھر آ کر فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے اس سوال کا تذکرہ کیا، تو انہوں نے فوراً کہا، آپ نے یہ جواب کیوں نہ دیا:

اَنْ لَّا یَرَیْنَ الرِّجَالَ وَ لَا یَرَوْنَهُنَّ---

''عورت کے لیے بہتر یہ ہے کہ نہ وہ کسی غیر مرد کو دیکھے اور نہ کوئی غیر مرد اس عورت کو دیکھے''---

حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں واپس آئے اور سوال کا جواب عرض کیا، تو آپ نے فرمایا:

تمہیں یہ کس نے بتایا ہے؟---عرض کی، فاطمہ نے، فرمایا:

وہ میرے جسم کا حصہ ہے---[۴۷۲]

نگاہیں جھکالو

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا پیکر شرم وحیا تھیں--- وہ ملت اسلامیہ کی تمام بیٹیوں کو

عفت و پاک دامنی کا مجسمہ دیکھنا چاہتی تھیں--- آپ عورتوں کی بہتری اسی میں سمجھتی تھیں کہ وہ حجاب میں رہیں--- اپنا حال یہ تھا کہ کبھی سر سے آنچل بھی نہیں سرکنے دیا--- اللہ تعالیٰ آپ کو میدان محشر میں بھی خصوصی عزت و شرف سے نوازے گا---

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

روز محشر عرش کے پردے کی اوٹ سے ایک منادی ندا کرے گا:

يَا اَهْلَ الْجَمْعِ نَكِّسُوْا رُؤُوْسَكُمْ وَ غُضُّوْا اَبْصَارَكُمْ حَتّٰى تَمُرَّ فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ عَلَى الصِّرَاطِ---

''اے اہل محشر! اپنے سروں کو جھکا لو، نگاہیں نیچی کر لو، حتی کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحب زادی حضرت فاطمہ (رضی اللہ عنہا) پل صراط سے گزر جائیں''---

سو، آپ ستر ہزار حوروں کے جلو میں تیز براق کی طرح گزر جائیں گی---[۴۷۳]

فراق رسول کا غم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے پدر مہربان سے فطری طور پر آپ کو بے حد محبت تھی--- حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی علالت اور سفر آخرت کی تیاری دیکھ کر بے قرار ہو گئیں--- ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام ازواج آپ کے پاس جمع تھیں، اتنے میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں، ان کی چال ہُو بہ ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چال کے مطابق تھی--- انہیں دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مرحبا کہا اور فرمایا:

اے میری بیٹی مرحبا! پھر انہیں اپنے دائیں یا بائیں جانب بٹھا لیا اور

سرگوشی میں کوئی بات فرمائی، جسے سن کر وہ سخت روئیں--- جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کی بے قراری دیکھی تو دوبارہ سرگوشی کی، جس سے وہ ہنسیں--- جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اٹھے تو میں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آپ سے کیا فرمایا تھا؟---حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا راز کیوں افشا کروں؟---

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وصال فرما گئے تو میں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا، میرا آپ پر جو حق ہے، اس کی قسم دے کر سوال کرتی ہوں، مجھے بتائیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آپ سے کیا کہا تھا؟---حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا، ہاں اب بتا دیتی ہوں---

پہلی بار جب آپ نے سرگوشی کی تو یہ خبر دی کہ جبریل علیہ السلام ہر سال مجھ سے ایک بار قرآن مجید کا دور کیا کرتے تھے، اس دفعہ انہوں نے دو مرتبہ دَور کیا ہے--- گمان یہی ہے کہ اب میرا وقت قریب آ گیا ہے---تم اللہ سے ڈرنا اور صبر سے کام لینا، کیوں کہ میں تمہارا اچھا پیش رو ہوں---حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا، اس بات سے مجھ پر گریہ طاری ہوا تھا--- پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے میری بے قراری دیکھی، تو دوبارہ رازدارانہ انداز میں فرمایا:

يَا فَاطِمَةُ اَمَا تَرْضَيْنَ اَنْ تَكُوْنِىْ سَيِّدَةَ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَوْ سَيِّدَةَ نِسَاءِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ---

''اے فاطمہ! کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم تمام مومن عورتوں کی سردار ہو یا فرمایا اس امت کی عورتوں کی سردار ہو''---

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا، اس بات پر میں ہنس دی---[۴۷۴]

قبر اطہر پر حاضری

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر اطہر پر حاضر ہو کر رونے لگیں اور قبر اطہر سے مٹی اٹھا کر اپنے چہرے پر ملی اور آنکھوں میں ڈالی، پھر یہ شعر پڑھے:

مَاذَا عَلٰی مَنْ شَمَّ تُرْبَةَ اَحْمَدَ
اَنْ لَّا یَشُمَّ مَدَی الزَّمَانِ غَوَالِیَا
صُبَّتْ عَلَیَّ مَصَائِبٌ[۴۷۵] لَوْ اَنَّهَا
صُبَّتْ عَلَی الْاَیَّامِ عُدْنَ لَیَالِیَا [۴۷۶]

"جو شخص احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر اطہر کی مٹی کو سونگھ لے تو اسے عمر بھر کسی اور قیمتی خوشبو سونگھنے کی حاجت نہیں--- مجھ پر ایسی مصیبتیں ٹوٹ پڑی ہیں کہ اگر یہ دِنوں پر گریں تو راتیں ہو جائیں"---

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد آپ دنیا سے رخصت فرمانے تک کبھی نہ ہنسیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جدائی کے صدمہ میں اندر اندر گھلتی رہیں اور ہمہ وقت شوقِ ملاقات کی متمنی رہتیں---[۴۷۷]

پردہ کی وصیت

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے وصال کا وقت جب قریب آیا تو آپ نے حضرت اسماء بنت عمیس (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زوجہ مطہرہ) سے فرمایا:

میں اس بات کو ناپسند کرتی ہوں کہ میرا جنازہ کھلا لے جایا جائے، جس طرح کہ عام طور پر میت کے اوپر صرف چادر ڈال دی جاتی ہے---حضرت اسماء نے کہا:
اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحب زادی! میں نے حبشہ کے علاقہ میں یہ طریقہ دیکھا ہے کہ جنازہ کی چارپائی پر درخت کی شاخیں لگا کر ان پر کپڑا ڈال دیا جاتا ہے (پھر ٹہنیاں منگوا کر اس کا عملی مظاہرہ دیکھا) حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اسے بے حد پسند کیا اور وصیت فرمائی کہ جب میری وفات ہو جائے تو تم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ مجھے غسل دینا، چناں چہ ایسا ہی کیا گیا---[۴۷۸]

حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اسلام میں وہ پہلی خاتون ہیں، جن کے جنازے کو پردہ لگایا گیا---[۴۷۹]

غسل

طبقات ابن سعد میں ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنی وفات کے دن بہت اچھی طرح غسل کیا، نئے کپڑے پہنے، پھر فرمایا:
میری چارپائی کو صحن کے درمیان رکھ دو---آپ رضی اللہ عنہا اس پر قبلہ رو ہو کر لیٹ گئیں اور فرمایا، ابھی تھوڑی دیر بعد میری روح پرواز کرنے والی ہے، میں نے غسل کر لیا ہے، اب کوئی میرے جسم کو ننگا نہ کرے---[۴۸۰]

دوسری روایت (جسے حافظ ابن کثیر نے ترجیح دی ہے) کے مطابق بوقت وصال سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کو غسل کی وصیت فرمائی تھی:

لَمَّا حَضَرَتْهَا الْوَفَاةُ اَوْصَتْ اِلٰی اَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ---اِمْرَاَةِ الصِّدِّيْقِ---اَنْ تَغْسِلَهَا فَغَسَلَتْهَا هِيَ وَ عَلِيُّ ابْنُ اَبِيْ طَالِبٍ وَّ

سَلْمٰی اُمُّ رَافِعٍ---[۴۸۱]

''جب آپ کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ حضرت اسماء بنت عمیس کو غسل کی وصیت فرمائی--- سو انہوں نے حسب وصیت غسل دیا--- ان کے ساتھ حضرت سیدنا مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور ام رافع سلمٰی اور بعض روایات کے مطابق حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہما بھی غسل کے انتظام و انصرام میں شریک ہوئے''---

وصال

امام ابن جوزی لکھتے ہیں کہ سیدہ رضی اللہ عنہا کا وصال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال سے چھ ماہ بعد تین رمضان المبارک ۱۱ھ، منگل کی رات کو ہوا--- اس وقت آپ اٹھائیس سال چھ ماہ کی تھیں---[۴۸۲]

حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عباس رضی اللہ عنہ یا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جنازہ پڑھایا اور وصال کے بعد اسی رات [۴۸۳] جنت البقیع میں تدفین ہوئی---[۴۸۴]

محبّ طبری لکھتے ہیں کہ آپ کا جنازہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کہنے پر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پڑھایا---[۴۸۵]

آپ کی قبر اطہر پر حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے یہ اشعار پڑھے:

حَبِیْبٌ لَیْسَ لِیْ بَعْدُ حَبِیْبٌ
وَمَا لِسِوَاهُ فِیْ قَلْبِیْ نَصِیْبٌ

حَبِیْبٌ غَابَ عَنْ عَیْنِیْ وَ جِسْمِیْ
وَ عَنْ قَلْبِیْ حَبِیْبِیْ لا یَغِیْبُ [۴۸۶]

''محبوب (رفیقۂ حیات) جس کے بعد اور کوئی محبوب نہیں اور اس کے ماسوا میرے دل میں کسی اور کی جگہ نہیں ہے---وہ پیاری شخصیت جو میری آنکھوں اور جسم سے اوجھل ہو گئی مگر دل میں اسی طرح موجود ہے''---

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا ہدیۂ عقیدت

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں وہ ہدیۂ عقیدت بھی شامل کتاب کر دیا جائے، جو نباض ملت حکیم الامت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے سیدۂ عالم حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی بارگاہ میں پیش کیا ہے---انہوں نے نہایت جامع انداز میں آپ کی عظمت و انفرادیت، عبادت و ریاضت، عفت و پاک دامنی، شرم و حیا، فقر و استغناء، صبر و رضا، وفا شعاری اور اولاد کی اعلیٰ تربیت ایسی خوبیوں کو بڑے احسن پیرائے میں سمو دیا ہے---تاکہ دختران اسلام، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحب زادی اور اسلام کی مایہ ناز ہستی کے اسوہ کو اپنا آئیڈیل اور نمونہ حیات بنالیں---علامہ اقبال کہتے ہیں:

مریم از یک نسبتِ عیسیٰ عزیز
از سہ نسبت، حضرت زہرا عزیز

''حضرت مریم علیہا السلام کی عزت و مرتبہ صرف ایک نسبت سے ثابت ہے کہ وہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ ہیں، مگر سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی عزت و مرتبہ تین نسبتوں سے ثابت ہے''---

نورِ چشمِ رحمۃ للعالمین
آں امام اوّلین و آخرین
آں کہ جاں در پیکرِ گیتی دمید
روزگارِ تازہ آئیں آفرید

''ایک تو آپ رحمۃ للعالمین اور تمام انسانیت کے قائد و امام ﷺ کی آنکھوں کا نور اور لختِ جگر ہیں---وہ ہستی کہ جنہوں نے روئے زمین کے جسم میں از سرِ نو جان ڈالی اور ایک نئے نظام اور نئے عہد کی تخلیق فرمائی''---

بانوے آں تاجدار ھَلْ اَتٰی
مرتضٰی ، مشکل کشا ، شیرِ خدا
پادشاہ و کلبۂ ایوانِ او
یک حسام و یک زرہ سامانِ او

''آپ کی دوسری نسبت یہ ہے کہ آپ اس ہستی کی رفیقۂ حیات ہیں، جن کا مرتبہ و مقام یہ ہے کہ وہ سورہ الدہر کی آیت کریمہ ''وَیُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسْکِیْنًا وَّ یَتِیْمًا وَّ اَسِیْرًا'' کے مصداق ہونے کے ساتھ ساتھ مرتضٰی بھی ہیں، مشکل کشا اور شیرِ خدا بھی---وہ شیرِ خدا کرم اللہ وجہہ الکریم کہ بادشاہِ وقت ہوتے ہوئے بھی ان کا شاہی دربار ایک جھونپڑی سے عبارت تھا---ایک ذوالفقار حیدری اور ایک زرہ ان کی کُل کائنات تھی''---

مادر آں مرکزِ پرکارِ عشق
مادرِ آں کارواں سالارِ عشق

''سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی عزت و عظمت کی تیسری نسبت یہ ہے کہ آپ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہا ہیں---جن میں سے

ایک عشق کی رونق اور رعنائی کا مرکز تھے اور دوسرے اسی قافلۂ عشق ربانی کے سالار و میر کارواں تھے"---

آں یکے شمعِ شبستانِ حرم
حافظِ جمعیت خیر الامم
تا نشیند آتشِ پیکار و کیں
پشتِ پا زد برسرِ تاج و نگیں

"حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے فرزندوں میں سے ایک تو وہ ہیں، جو بیت اللہ کے لیے شمعِ روشن کی حیثیت رکھتے ہیں اور بہتر امت یعنی ملت اسلامیہ کے اتحاد کے محافظ بھی ہیں--- جنگ اور حسد کی آگ بجھانے کی خاطر آپ نے تخت و تاج کو ٹھکرا دیا تھا"---

واں دگر مولائے ابرارِ جہاں
قوّتِ بازوئے احرارِ جہاں
در نوائے زندگی سوز از حسین
اہلِ حق حریت آموز از حسین

"اور وہ جو دوسری ہستی ہیں یعنی حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ تو وہ دنیائے تقویٰ کے نیک لوگوں کے آقا اور حریت پسندوں کے لیے قوت بازو کی حیثیت رکھتے ہیں--- زندگی کی نغمگی میں سوز حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا مرہون منت ہے اور اہل حق کو آزادی کا سبق دینے والے بھی وہی ہیں"---

سیرت فرزند ہا از اُمہات
جوہرِ صدق و صفا از اُمہات

مزرعِ تسلیم را حاصل بتول

مادراں را اسوۂ کامل بتول

''اولاد کی تربیت ماں کی گود سے جنم لیتی ہے اور صدق وصفا کے جوہر ماں کی تربیت سے حاصل ہوتے ہیں---سرِ تسلیم خم کرنے اور اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کا نچوڑ سیدہ زہراء بتول رضی اللہ عنہا ہیں--- یہی ہستی ہے، جو ماؤں کے لیے ایک کامل نمونہ بھی ہیں''---

بہر محتاجے دلش آں گونہ سوخت

با یہودے چادرِ خود را فروخت

''روایت ہے کہ ایک فقیر بے نوا کی حالت پر ان کا دل اس قدر متاثر ہوا کہ اپنی چادر تک ایک یہودی کے ہاتھ فروخت کر ڈالی''---

نوری و ہم آتشی فرماں برش

گم رضایش در رضائے شوہرش

آں ادب پروردۂ صبر و رضا

آسیا گردان و لب قرآں سرا

''وہ ایک ایسی ہستی تھیں کہ تمام جن و ملک ان کے مطیع و غلام تھے، مگر وہ خود اپنے شوہر کی خوش نودی میں اپنی ہستی تک کو فراموش کیے ہوئے تھیں--- انھوں نے صبر اور رضائے الٰہی کے ایسے ماحول میں تربیت پائی تھی کہ وہ ایک طرف چکی پیستی جاتی تھیں اور دوسری جانب زبان پر قرآن کریم کی آیات رواں رہتی تھیں''---

گریہ ہائے او ز بالیں بے نیاز

گوہر افشاندے بدامانِ نماز

اشک او برچید جبریل از زمیں
ہم چو شبنم ریخت بر عرش بریں

''ان کی آہ وزاری کسی تکیے کی محتاج نہ تھی، نماز پڑھتے وقت ان کی چشمِ اطاعت گزار سے آنسو موتی بن کر ٹپکتے تھے--- یہی آنسو جبریل امین علیہ السلام زمین سے اٹھاتے اور قطرۂ شبنم کی طرح عرش بریں پر انڈیلتے جاتے تھے''---

رشتۂ آئینِ حق زنجیر پاست
پاسِ فرمانِ جنابِ مصطفیٰ است
ورنہ گرد تربتش گردیدمے
سجدہ ہا بر خاک او پاشیدمے [۴۸۷]

''شریعت مصطفوی کی ڈوری پاؤں کی زنجیر ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کی پاس داری مطلوب ہے، ورنہ دیوانہ وار آپ کی قبر اطہر کے طواف اور وہاں سجدہ ریزی کے لیے دل بے قرار ہے''---

۞۞۞۞۞

حسنینِ محترم رضی اللہ عنہما کی جو مادر ہیں فاطمہ رضی اللہ عنہا
صبر و رِضا و ضبط کا جوہر ہیں فاطمہ رضی اللہ عنہا
ایثار و حلم و علم سراپا ہیں طاہرہ رضی اللہ عنہا
اور راز دارِ شاہدِ داور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں فاطمہ رضی اللہ عنہا

[راجا رشید محمود]

گوہرِ فاطمہ ، مرکزِ اتقیاء
پسرِ مرتضٰی ، مرجعِ اصفیاء
نورِ نورِ خدا ، سرورِ اولیاء
حسن مجتبٰی ، سید الاسخیاء
راکبِ دوشِ عزت پہ لاکھوں سلام

---O---

تاج ور صبر کا شاہ گل گوں قبا
کشتۂ ہر جفا شاہ گل گوں قبا
وہ قتیلِ رضا شاہ گل گوں قبا
اس شہید بلا شاہ گل گوں قبا
بے کس دشت غربت پہ لاکھوں سلام

[اختر الحامدی]

حسنین کریمین رضی اللہ عنہما

61

شگفتہ گلشنِ زہرا کا ہر گل تر ہے
کسی میں رنگِ علی ہے، کسی میں بوئے رسول

[بیدم وارثی]

حسنین کریمین رضی اللہ عنہما

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی صاحب زادی حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے دونوں صاحب زادوں سے بے حد محبت فرماتے---انہیں سینہ مبارک سے لگا کر بھینچتے، چومتے، سونگھتے اور کندھوں پر سوار کرتے---ان کی ولادت پر خود ان کے نام تجویز فرمائے---حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، جب حسن پیدا ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے اور فرمایا:

مجھے میرا بیٹا دکھاؤ، اس کا نام کیا ہے؟---میں نے عرض کیا:

حرب (بمعنی جنگ اور لڑائی، چوں کہ شیر خدا خود بہادر اور جنگ جو تھے، اس لیے صاحب زادے کا نام بھی اسی مناسبت سے رکھا) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

بَلْ هُوَ حَسَنٌ---

''بلکہ اس کا نام حسن ہے''---

جب حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی، میں نے حرب نام رکھا---آپ نے فرمایا:

''نہیں یہ حسین ہے''---

اسی طرح تیسرے بیٹے کی ولادت پر بھی میں نے وہی نام رکھا مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبدیل فرما کر محسن رکھ دیا---(یہ صاحب زادے کم سنی میں ہی وفات پا گئے تھے)

پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

میں نے ان بچوں کے نام ہارون علیہ السلام کے صاحب زادوں کے نام پر شبر، شبیر اور مشبر رکھے ہیں---[۴۸۸]

(سریانی زبان کے یہ الفاظ حسن، حسین اور محسن کے ہم معنی ہیں)---

جنتی نام

عمران بن سلمان بیان کرتے ہیں:

اَلْحَسَنُ وَ الْحُسَيْنُ مِنْ اَسْمَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ لَمْ يَكُوْنَا فِيْ الْجَاهِلِيَّةِ---[۴۸۹]

''حسن اور حسین اہل جنت کے نام ہیں، زمانۂ جاہلیت میں یہ نام کسی کے نہ تھے''---

مفضل کہتے ہیں:

اِنَّ اللّٰهَ حَجَبَ اسْمَ الْحَسَنِ وَ الْحُسَيْنِ حَتّٰى سَمّٰى بِهِمَا النَّبِيُّ علیہ الصلوٰۃ والسلام اِبْنَيْهِ---[۴۹۰]

''اللہ تعالیٰ نے یہ نام چھپائے ہوئے تھے، حتیٰ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صاحب زادوں کے نام حسن اور حسین رکھے''---

شبیہ رسول

امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما دونوں صاحب زادے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شکل وصورت میں بہت زیادہ مشابہت رکھتے تھے--- دونوں شہزادے اکٹھے کھڑے ہوتے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شکل وشباہت کی یاد تازہ ہو جاتی ---حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كَانَ الْحَسَنُ اَشْبَهَ النَّاسِ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مَا بَيْنَ الصَّدْرِ اِلَى الرَّأْسِ وَالْحُسَيْنُ اَشْبَهَ النَّاسِ بِالنَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مَا كَانَ اَسْفَلَ مِنْ ذٰلِكَ---[۴۹۱]

''حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سر سے لے کر سینہ تک اور امام حسین رضی اللہ عنہ سینۂ اطہر سے مقدس قدموں تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بہت مشابہ تھے''---

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ایک سینہ تک مشابہ اک وہاں سے پاؤں تک
حُسن سبطین ان کے جاموں میں ہے نیما نور کا [۴۹۲]

نیز فرمایا:

معدوم نہ تھا سایۂ شاہِ ثقلین
اس نور کی جلوہ گاہ تھی ذاتِ حسنین
تمثیل نے اس سایہ کے دو حصے کیے
آدھے سے حسن بنے ہیں آدھے سے حسین [۴۹۳]

63

تعویذ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

كَانَ عَلَى الْحَسَنِ وَ الْحُسَيْنِ تَعْوِيْذَانِ فِيْهِمَا زَغَبٌ مِّنْ زَغَبِ جَنَاحِ جِبْرِيْلَ---[۴۹۴]

''حسنین کریمین رضی اللہ عنہما نے تعویذ پہن رکھے تھے، جن میں جبریل کے شہپر میں سے ایک چھوٹا سا پر تھا''---

یہ مجھے محبوب ہیں

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان بچوں سے بے حد پیار فرماتے اور انہیں پھولوں کی طرح سونگھا کرتے---

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا، آپ کو اہل بیت میں سب سے پیارا کون ہے؟---فرمایا:

حسن و حسین (رضی اللہ عنہما)---

وَ كَانَ يَقُوْلُ لِفَاطِمَةَ ادْعِيْ لِيَ ابْنَيَّ فَيَشُمُّهُمَا وَ يَضُمُّهُمَا إِلَيْهِ---[۴۹۵]

''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو فرماتے: میرے بیٹوں کو لاؤ---پھر آپ انہیں سینے سے لگاتے اور سونگھتے---

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ الْحَسَنَ وَ الْحُسَيْنَ هُمَا رَيْحَانَتَايَ مِنَ الدُّنْيَا---[۴۹۶]

''حسن و حسین، یہ دنیا میں میرے دو پھول ہیں''---

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

ایک مرتبہ رات کو کسی کام کی غرض سے بارگاہ نبوی میں حاضر ہوا---حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چادر میں کوئی چیز چھپائی ہوئی تھی--- میں نے عرض کیا؟: حضور اس میں کیا ہے؟--- آپ نے چادر ہٹائی تو دیکھا حسن و حسین ہیں--- آپ نے ان (رضی اللہ عنہما) کو پہلوؤں پہ اٹھایا ہوا تھا---پھر فرمایا:

هٰذَانِ ابْنَایَ وَ ابْنَا ابْنَتِی اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّھُمَا فَاَحِبَّھُمَا وَ اَحِبَّ مَنْ یُّحِبُّھُمَا---[۴۹۷]

''یہ میرے بیٹے اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں--- اے اللہ! میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں، تو بھی انہیں اپنا محبوب بنا اور ان کے ساتھ محبت رکھنے والوں سے محبت فرما''---

آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان بچوں کے رونے سے بے قرار ہو جاتے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مرتبہ گلی سے گزر رہے تھے، حسن و حسین کے رونے کی آواز سنی--- آپ جلدی سے ان کے پاس پہنچے اور پوچھا: میرے بچوں کو کیا ہوا؟---

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: پیاسے ہیں--- (ان دنوں پانی کی قلت تھی) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ سے پوچھا، کسی کے پاس پانی ہے؟--- پانی کسی کے پاس نہ تھا---

آپ نے ایک صاحب زادے کو اٹھا کر سینے سے چمٹایا اور اپنی زبان چوسائی، حتیٰ کہ انہیں سکون ہو گیا، اسی طرح دوسرے صاحب زادے کو بھی زبان چوسائی،

جس سے انہوں نے رونا بند کر دیا--- [۴۹۸]

لاڈ اور پیار کے انداز

اللہ اللہ، حسنین کریمین کی کیا عظمت ہے کہ جنہیں آتے دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ روک دیتے، منبر سے اتر کر انہیں اٹھا لیتے اور جن کی خاطر سجدوں کو دراز فرما دیتے---

حضرت زر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدہ میں جاتے، حضرت حسن و حضرت حسین آ کر پشت انور پر سوار ہو جاتے--- جب کوئی انہیں منع کرنے کا ارادہ کرتا، آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اشارہ سے روک دیتے--- پھر نماز سے فارغ ہو کر اپنی گود میں لے لیتے اور فرماتے:

مَنْ اَحَبَّنِیْ فَلْیُحِبَّ ھٰذَیْنِ--- [۴۹۹]

''جو مجھ سے محبت رکھتا ہے، وہ ان دونوں سے بھی محبت رکھے''---

حضرت ابو بریدہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے--- حضرت سیدنا حسن و حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہما سرخ دھاری دار قمیص پہنے لڑکھڑاتے ہوئے چلے آ رہے تھے--- آپ منبر سے اترے اور دونوں کو گود میں اٹھا لیا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے:

اِنَّمَا اَمْوَالُکُمْ وَ اَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ--- [۵۰۰]

''تمہارا مال اور تمہاری اولاد سراسر آزمائش ہیں''---

میں نے ان بچوں کو دیکھا، لڑکھڑاتے ہوئے آ رہے ہیں تو مجھ سے

رہا نہ گیا اور اپنی بات قطع کر کے انہیں اٹھالیا---[۵۰۱]

لاڈ کا ایک اور انداز

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں، ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک کندھے پر حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور دوسرے کندھے پر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو اٹھایا ہوا تھا--- میں نے کہا:

صاحب زادو! تمہاری سواری کتنی اچھی ہے؟---

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

وَنِعْمَ الْفَارِسَانِ هُمَا---[۵۰۲]

''سوار بھی تو بہترین ہیں''---

قدرتی روشنی کا انتظام

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، ایک مرتبہ عشاء کی نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب سجدہ کرتے حسن و حسین (رضی اللہ عنہما) آپ کی پشت پر سوار ہو جاتے---نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے انھیں گود میں بٹھالیا---میں نے عرض کی:

یا رسول اللہ! میں انھیں گھر چھوڑ آؤں؟---فرمایا: نہیں---

فَبَرَقَتْ بَرْقَةٌ، فَقَالَ: اِلْحَقَا بِأُمِّكُمَا، فَلَمْ يَزَالَا فِيْ ضَوْئِهَا حَتّٰى دَخَلَا---[۵۰۳]

''اچانک (قدرتی) لائٹ روشن ہو گئی---فرمایا، اپنی امی کے پاس

چلے جاؤ، چناں چہ بچوں کے گھر پہنچنے تک وہ روشنی بدستور قائم رہی" ---

نوجوانانِ جنت کے سردار

اللہ رب العزت نے حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو نوجوانان جنت کے سردار ہونے کا اعزاز عطا فرمایا، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

ایک مرتبہ میں اپنی والدہ کے اصرار پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اس ارادے سے حاضر ہوا کہ اپنی والدہ اور اپنے لیے دعائے مغفرت کراؤں گا--- میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مغرب اور پھر عشاء کی نماز ادا کی--- جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فارغ ہو کر چلے، تو میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے پیچھے ہولیا--- آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے قدموں کی آہٹ سن کر پوچھا، کون؟ --- (پھر خود ہی فرمایا) حذیفہ ہو؟ --- میں نے عرض کی، جی ہاں---فرمایا:

کس حاجت سے آئے ہو؟ --- (پھر دلی ارادے کو جانتے ہوئے، حاجت روائی کی اور) فرمایا:

اللہ تعالیٰ تمہاری اور تمہاری والدہ کی مغفرت فرمائے--- پھر فرمایا:

ابھی ایک فرشتہ آیا تھا، جو اس سے پہلے کبھی زمین پر نہیں اترا--- یہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے مجھے سلام کرنے اور خوش خبری سنانے آیا کہ:

بِاَنَّ فَاطِمَةَ سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَ اَنَّ الْحَسَنَ وَ الْحُسَيْنَ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ---[۵۰۴]

"فاطمہ اہل جنت کی عورتوں کی سردار ہیں اور حسن و حسین

نوجوانانِ جنت کے سردار ہیں''---

بیعت

حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہما ابھی بچے ہی تھے کہ سرکارِ ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں تبرکاً بیعت فرمالیا تھا---حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بَایَعَ الْحَسَنَ وَ الْحُسَیْنَ وَ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عَبَّاس وَ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ جَعْفَر وَ ھُمْ صِغَارٌ لَمْ یَبْلُغُوْا قَالَ: وَلَمْ یُبَایِعْ صَغِیْرًا اِلَّا مِنَّا---[۵۰۵]

''حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حسن، حضرت حسین، حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن جعفر (رضی اللہ عنہم) کو صغر سنی میں بیعت فرمالیا تھا اور یہ بیعت بطور تبرک و تیمن تھی''---

اس بیعت کی تاثیر و برکت ان جلیل القدر حضرات کی سوانح میں نمایاں نظر آتی ہے---

فیضانِ مصطفیٰ کے امین

سیرت و کردار اور اخلاق و اطوار میں دونوں شہزادے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تربیت یافتہ اور آپ کے فیضان کے وارث و امین تھے---

حضرت زینب بنت ابی رافع بیان کرتی ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آخری علالت کے ایام میں حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا

اپنے دونوں صاحب زادوں کو لے کر حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور عرض کی:

هٰذَانِ ابْنَاكَ فَوَرِّثْهُمَا شَيْئًا ، قَالَ اَمَّا حَسَنٌ فَاِنَّ لَهٗ هَيْبَتِيْ وَ سُوْدَدِيْ وَ اَمَّا حُسَيْنٌ فَاِنَّ لَهٗ جُرْاَتِيْ وَ جُوْدِيْ---[٥٠٦]

''حضور! یہ آپ کے بیٹے ہیں، انہیں اپنی وراثت میں سے کچھ عطا فرمائیں''---

آپ ﷺ نے فرمایا:

''حسن (رضی اللہ عنہ) کے لیے میری ہیبت اور سیادت اور حسین (رضی اللہ عنہ) کے لیے میری جرأت وسخاوت ہے''---

دوسری روایت میں ہے، حضور ﷺ نے فرمایا:

نَحَلْتُ هٰذَا الْكَبِيْرَ الْمَهَابَةَ وَ الْحِلْمَ وَ نَحَلْتُ هٰذَا الصَّغِيْرَ الْمَحَبَّةَ وَ الرِّضَا---[٥٠٧]

''بڑے کو تو میں نے اپنی ہیبت و دبدبہ اور حلم دیا اور چھوٹے کو محبت اور رضا عطا کرتا ہوں''---

انداز اصلاح و تبلیغ

حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی تربیت جن پاکیزہ ہستیوں نے کی تھی، اس کا اثر تھا کہ ان شاہ زادوں کے اخلاق و اطوار سیرت مصطفیٰ کے سانچے میں ڈھل گئے تھے اور ان کا انداز تربیت و اصلاح بھی اسی حکمت و موعظت کے رنگ میں رنگا ہوا تھا جو مقصد دین اور منشائے شریعت ہے--- علامہ کردری لکھتے ہیں:

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دونوں نواسوں حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما نے ایک بوڑھے دیہاتی کو دریائے فرات کے کنارے وضو کرتے دیکھا--- اس شخص نے نہ تو وضو درست طرح سے کیا اور نہ ہی نماز صحیح ادا کی بلکہ جلدی جلدی اختصار سے کام لیتے ہوئے فارغ ہو گیا--- حسنین کریمین رضی اللہ عنہما نے یہ منظر دیکھا تو بڑی حکمت عملی سے کام لیتے ہوئے کہا، بڑے میاں! ہم نوجوان ہیں، جب کہ آپ عمر رسیدہ اور تجربہ کار ہیں، آپ کو وضو اور نماز کے مسائل کا بہتر علم ہوگا--- ہم آپ کو وضو کر کے اور نماز پڑھ کے دکھاتے ہیں، اگر ہمارے طریقے میں کوتاہی یا غلطی پائیں تو اصلاح کر دیں--- حسنین کریمین رضی اللہ عنہما نے اپنے جد کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت کے مطابق وضو کر کے اطمینان کے ساتھ نماز ادا کی---

بوڑھے دیہاتی نے دیکھا تو اسے اپنی کوتاہی کا احساس ہو گیا، اس نے توبہ کی اور آئندہ درست نماز پڑھنے لگا---[۵۰۸]

وجاہت و محبوبیت

اللہ تعالیٰ نے حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو بڑی مقبولیت و محبوبیت سے نواز رکھا تھا--- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کا بڑا ادب بجالاتے--- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ان کی رکاب تھامتے اور اسے بہت بڑی نعمت گردانتے---

چناں چہ ایک مرتبہ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے باغ میں گئے، باغ کی سیر کے بعد ماحضر تناول کیا، واپسی کا ارادہ ہوا تو حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے لیے سواری پیش کی گئی، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رکاب تھام کر احترام کے ساتھ

انھیں سوار کیا، پھر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے لیے سواری لائی گئی، انھیں بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بڑے احترام کے ساتھ رکاب تھام کر سوار کیا--- اس واقعہ کے راوی مدرک بن زیاد لکھتے ہیں، جب دونوں حضرات تشریف لے جاچکے تو میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کی، آپ ان دونوں سے عمر میں بڑے ہیں، پھر بھی آپ نے رکاب تھام کر انھیں سوار کیا؟--- آپ نے کہا، بے وقوف! تمھیں کیا پتا یہ کون ہیں؟--- یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحب زادے ہیں--- کیا یہ اللہ تعالیٰ کا مجھ پر اکرام نہیں ہے کہ مجھے ان کے ادب واحترام کی سعادت حاصل ہوئی---[۵۰۹]

حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی وجاہت ومقبولیت کا یہ عالم تھا کہ لوگ ان کی زیارت کے لیے پروانہ وار جمع ہو جاتے--- حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

وَ کَانَا اِذَا طَافَا بِالْبَیْتِ یَکَادُ النَّاسُ یَحْطِمُوْنَهُمَا مِمَّا یَزْدَحِمُوْنَ عَلَیْهِمَا لِلسَّلَامِ عَلَیْهِمَا رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا---[۵۱۰]

''امام حسن وامام حسین رضی اللہ عنہما دونوں میں سے کوئی جب بیت اللہ شریف کے طواف کے لیے نکلتا تو آپ کو سلام اور مصافحہ کرنے کے لیے لوگ ان پر اس طرح پروانہ وار ٹوٹ کر گرتے کہ خطرہ پڑ جاتا کہ رش کی وجہ سے کہیں آپ کچلے نہ جائیں''---

سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ

حسنِ مجتبیٰ ، سیدُ الاسخیاء
راکبِ دوشِ عزت پہ لاکھوں سلام
شہد خوارِ لعابِ زبانِ نبی
چاشنی گیر عصمت پہ لاکھوں سلام

[اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ]

حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب نواسے، حضرت سیدنا علی اور حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہما کے بڑے صاحب زادے ہیں، آپ رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت ۱۵ رمضان المبارک ۳ھ کو ہوئی --- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کانوں میں اذان دی [۵۱۱]، اذان کی کیفیت حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کی اس روایت سے ملتی ہے:

وَاَذَّنَ فِیْ اُذُنِهِ الْیُمْنٰی وَ اَقَامَ فِی الْیُسْرٰی---[۵۱۲]

''حضور ﷺ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے دائیں کان میں اذان اور بائیں میں اقامت (تکبیر) کہی''---

حضور ﷺ نے اپنے لعاب دہن کی گھٹی ڈالی، حسن نام رکھا[۵۱۳] اور حضرت اسماء بنت عمیس اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما کو ہدایت فرمائی:

''اس بچے کا خیال رکھنا، جب روئے تو دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر کہہ دینا، جس بچے کے کانوں میں یہ کلمات کہہ دیے جائیں، وہ شیطان کے شر سے محفوظ ہو جاتا ہے''---[۵۱۴]

عقیقہ

حضور ﷺ نے ساتویں دن دو چھترے ذبح کر کے ان کا عقیقہ کیا اور سر مونڈ کر بالوں کے ہم وزن چاندی صدقہ کرنے کا حکم دیا---[۵۱۵]

ان کے بال ایک درہم سے کچھ زیادہ وزنی تھے[۵۱۶] (درہم 3.06 گرام کے برابر ہوتا ہے)---

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق آپ کا ختنہ ساتویں روز عقیقہ کے موقع پر ہوا تھا[۵۱۷] اور نام بھی ساتویں روز رکھا گیا تھا، جیسا کہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

سَمّٰی حَسَنًا وَ حُسَیْنًا یَوْمَ سَابِعِهِمَا---[۵۱۸]

''حضور ﷺ نے امام حسن اور امام حسین کے نام ان کی ولادت کے ساتویں روز رکھے''---

نام، کنیت، القاب

آپ کا نام حسن، کنیت ابومحمد [۵۱۹] اور ابوعمر [۵۲۰] ہے، جب کہ تقی، نقی، زکی، ولی، ریحانة الرسول، سبط اکبر، مجتبیٰ، شبیہ مصطفیٰ اور سید آپ کے القاب ہیں---سید کے لقب سے خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یاد فرمایا---

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ آپ کے پہلو میں تھے--- آپ نے ایک بار مجمع کی طرف اور ایک بار حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا، پھر فرمایا:

اِبْنِیْ هٰذَا سَیِّدٌ وَلَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ یُّصْلِحَ بِهٖ بَیْنَ فِئَتَیْنِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ---[۵۲۱]

''میرا یہ بیٹا سید ہے، امید ہے کہ اللہ تعالیٰ عزوجل اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو جماعتوں میں صلح کرادے گا''---

شبیہ مصطفیٰ

حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہم شکل تھے---حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كَانَ اَشْبَهَهُمْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ---[۵۲۲]

''حضرت حسن بن علی حسن و جمال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت زیادہ مشابہت رکھتے تھے''---

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت عقبہ بن الحارث رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

ایک مرتبہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ مسجد نبوی سے باہر نکلے تو آپ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو بچوں کے ساتھ کھیلتے پایا، آپ نے انہیں اپنے کاندھے پر اٹھالیا اور کہا:

بِـاَبِـیْ شَبِیْـــہٌ بِـالـنَّبِـی

لَـیْــسَ شَبِیْــھًـا بِعَلِـی

''میرے ماں باپ فدا ہوں، یہ تو ہو بہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصویر ہیں، علی کے مشابہ نہیں ہیں''---

وَ عَلِیٌّ یَضْحَكُ---

''یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ مسکرا رہے تھے''---[۵۲۳]

امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ، ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

كَانَتْ فَاطِمَةُ تَنقزُ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ وَ تَقُوْلُ:

بِاَبِیْ شَبَہُ النَّبِیِّ لَیْسَ شَبِیْھًا لِّعَلِیٍّ---[۵۲۴]

''حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے لخت جگر سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو اچھالتی تھیں اور فرماتی تھیں:

میرے ماں باپ فدا، یہ (حسن) تو ہو بہو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصویر ہے، علی کے مشابہ نہیں ہے''---

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان کی زیارت کرتے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یاد تازہ ہو جاتی تھی---

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

فَمَا رَاَیْتُ الْحَسَنَ اِلَّا دَمِعَتْ عَیْنِیْ---[۵۲۵]

''حضرت حسن کو دیکھ کر میری آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے ہیں''---

16

محبوبِ محبوبِ خدا

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

''حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بے حد محبت فرماتے، ان کے رخسار و لب چومتے، زبان چوستے، گود میں کھلاتے اور سینہ اور پشت پر بٹھاتے---کبھی یوں بھی ہوتا کہ نماز پڑھتے تو سجدہ کی حالت میں یہ آپ کی پشت مبارک پر سوار ہو جاتے، تو ان کی خاطر سجدہ دراز فرما دیتے اور کبھی اپنے پاس منبر پر بٹھا لیتے---[۵۲۶]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو کندھوں پر اٹھایا ہوا تھا، ایک صاحب نے دیکھ کر کہا:

نِعْمَ الْمَرْكَبُ رَكِبْتَ يَا غُلَامُ---

''بیٹے! تمہاری سواری کتنی اچھی ہے''---

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

نِعْمَ الرَّاكِبُ هُوَ---[۵۲۷]

''سوار بھی تو بہترین ہے''---

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے:

''ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے اور حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا، کیا یہاں ننھا ہے؟ کیا یہاں چھوٹا بچہ ہے؟---

ہمارا گمان یہ تھا کہ ان کی والدہ رضی اللہ عنہا نے انہیں غسل کرانے اور ہار پہنانے کے لیے روک رکھا ہے---تھوڑی دیر گزری کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ دوڑتے ہوئے آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گلے میں بانہیں ڈال دیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے گلے میں بانہیں ڈالیں اور دعا کی:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّہٗ فَاَحِبَّہٗ وَ اَحْبِبْ مَنْ یُّحِبُّہٗ---[۵۲۸]

''اے اللہ! میں حسن سے محبت کرتا ہوں، تو بھی اس سے محبت فرما اور اس سے محبت کرنے والوں سے بھی محبت فرما''---

حسن (رضی اللہ عنہ) مجھ سے ہیں

حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلْحَسَنُ مِنِّیْ وَ الْحُسَیْنُ مِنْ عَلِیٍّ---[۵۲۹]

''حسن مجھ سے ہیں اور حسین علی سے ہیں''---

ذہبی نے ''اَسنَادُہٗ قَوِیٌّ'' کہہ کر اس حدیث کی توثیق کی ہے---[۵۳۰]

سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کی نگاہ میں

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نگاہ میں آپ کی بڑی قدر و منزلت تھی---

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

وَ قَدْ کَانَ الصِّدِّیْقُ یُجِلُّہٗ وَ یُعَظِّمُہٗ وَ یُکْرِمُہٗ وَ یُحِبُّہٗ وَ

یَتَفَدَّاہُ وَ کَذٰلِکَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ---[۵۳۱]

''سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کی تکریم و تعظیم بجالاتے، ان سے محبت کرتے اور ان پر فدا ہوتے تھے، یوں ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی آپ کی تعظیم و محبت کو ملحوظ خاطر رکھتے تھے''---

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نظر میں

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی نظر میں اپنے صاحب زادے حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کا بہت مقام و مرتبہ تھا، حافظ ابن کثیر تحریر کرتے ہیں:

وَ کَانَ عَلِیٌّ یُکْرِمُ الْحَسَنَ اِکْرَامًا زَائِدًا وَ یُعَظِّمُہٗ وَ یُبَجِّلُہٗ---[۵۳۲]

''حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم، امام حسن رضی اللہ عنہ کی بہت زیادہ عزت اور تکریم و تعظیم کرتے''---

عبادت وریاضت

سیدنا حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ نہایت عابد و زاہد اور متقی و پرہیز گار تھے اور کیوں نہ ایسے ہوتے جب کہ ان کے کانوں میں شروع سے ہی تلاوت قرآن اور ذکر الٰہی کی صدائیں گونجتی رہیں---جن کی نگاہوں کے سامنے اپنے نانا جان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عبادت وریاضت، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا زہد و اتقاء اور سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کی شب بیداریوں کے

حسین مناظر تھے---

حافظ ابن کثیر، سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کی عبادت کے معمولات کے بارے میں لکھتے ہیں:

آپ کا معمول یہ تھا کہ مسجد نبوی میں فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد مصلی پر بیٹھے رہتے اور سورج طلوع ہونے تک ذکر الٰہی میں مصروف رہتے، پھر ملاقات کے لیے آنے والے معززین سے گفتگو فرمانے کے بعد امہات المومنین کے گھروں میں جاتے اور انہیں سلام کرتے، بعض اوقات امہات المؤمنین (رضی اللہ عنہن) آپ کو تحفہ بھی دیتیں، اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ گھر تشریف لے جاتے[۵۳۳] حافظ ابن عساکر تحریر کرتے ہیں کہ شام کے وقت بھی آپ کے یہی معمولات تھے---[۵۳۴]

حضرت سیدنا حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ نے پچیس بار پیدل حج کیے، حالاں کہ عمدہ اونٹوں کی آپ کے پاس کمی نہ تھی---آپ فرماتے:

مجھے اللہ تعالیٰ سے حیا آتی ہے کہ میں اس سے ملاقات کے لیے اس کے گھر سوار ہو کر جاؤں[۵۳۵] روزانہ سونے سے پہلے سورۂ کہف کی تلاوت کیا کرتے---[۵۳۶]

خوف خدا کا یہ عالم تھا کہ جب وضو کرتے تو رنگت تبدیل ہو جاتی، آپ سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا:

حَقٌّ عَلٰی مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّدْخُلَ عَلٰی ذِی الْعَرْشِ اَنْ یَّتَغَیَّرَ لَوْنُہٗ---[۵۳۷]

''جو شخص مالکِ عرش، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہونے کا ارادہ کرے، اس کا یہی حال ہونا چاہیے کہ خوف خدا سے اس کا رنگ اڑ جائے''---

17

خدمتِ خلق

آپ رضی اللہ عنہ مخلوق خدا کی خدمت و دستگیری کو بھی عبادت تصور کرتے تھے---

حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

ایک بار حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ طواف کعبہ کر رہے تھے، ایک حاجت مند آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی، مجھے فلاں شخص سے کام ہے، میرے ساتھ تشریف لے چلیں--- آپ طواف چھوڑ کر اس کے ساتھ چل دیے--- اس پر ایک حاسد نے اعتراض کیا تو آپ نے فرمایا:

میں طواف ترک کر کے اس شخص کے ساتھ اس لیے گیا ہوں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث یاد آ گئی تھی--- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ ذَهَبَ فِيْ حَاجَةِ اَخِيْهِ الْمُسْلِمِ فَقُضِيَتْ حَاجَتُهٗ كُتِبَتْ لَهٗ حَجَّةٌ وَ عُمْرَةٌ وَاِنْ لَّمْ تُقْضَ لَهٗ كُتِبَتْ لَهٗ عُمْرَةٌ---

''جو شخص کسی مسلمان بھائی کی حاجت روائی کے لیے جائے اور اس کی حاجت پوری ہو جائے تو اس کے لیے حج و عمرہ کا ثواب لکھ دیا جاتا ہے اور اگر بالفرض اس کی حاجت پوری نہ ہو سکی تو بھی اس کو عمرہ کا ثواب مل جائے گا''---

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''میں نے حج اور عمرہ دونوں کا ثواب حاصل کر لیا ہے، رہا طواف تو وہ اب پورا کر لوں گا''---[۵۳۸]

اسی طرح ایک بار ایک ضرورت مند مدد لینے کے لیے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا، آپ نے حالتِ اعتکاف میں ہونے کی وجہ سے معذرت چاہی---

اس شخص نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر درخواست پیش کی---
آپ نے اس کی حاجت پوری کر دی اور فرمایا:

لَقَضَاءُ اَخٍ لِّیْ فِی اللّٰہِ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنِ اعْتِکَافِ شَھرٍ---[۵۳۹]

''میرے نزدیک کسی دینی بھائی کی حاجت براری، ایک ماہ کے اعتکاف سے بہتر ہے''---

تحمل و بردباری

آپ رضی اللہ عنہ بڑے رحیم، منکسر، متواضع، بردبار اور متحمل مزاج تھے--- رزین بن سوار کہتے ہیں:

ایک مرتبہ مروان آپ سے جھگڑنے لگا اور سخت برا بھلا کہا---
آپ رضی اللہ عنہ (کمال تحمل سے) خاموش رہے--- اسی اثنا میں مروان نے دہنے ہاتھ سے ناک صاف کی تو آپ نے فرمایا:

افسوس! تجھے اتنا بھی معلوم نہیں کہ دایاں ہاتھ اس کام کے لیے مناسب نہیں--- یہ سن کر مروان خاموش ہو گیا---[۵۴۰]

آپ نے حق گوئی سے کام لیتے ہوئے غلط بات پر ٹوکا، مگر اپنے معاملہ میں صبر سے کام لیا---

جب آپ رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا، جنازہ کے وقت مروان رونے لگا--- حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

زندگی میں تو تُو ان سے جھگڑتا رہا، اب کیوں روتا ہے؟--- اس نے پہاڑ کی طرف اشارہ کر کے کہا:

میں نے آپ کو اس سے بھی زیادہ حلیم پایا--- [۵۴۱]

محمد بن اسحاق کہتے ہیں:

آپ کی زبان سے کبھی کوئی فحش کلمہ نہیں سنا--- ایک مرتبہ عمرو بن عثمان کے ساتھ جھگڑا ہوا تو صرف یہ کہا:

رَغِمَ اَنفُہٗ --- [۵۴۲]

''اس کی ناک گرد آلود ہو''---

(یہ کلمہ اہل عرب کے عام معمول کی گفتگو کا حصہ ہے)---

حضرت سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویری قدس سرہ العزیز لکھتے ہیں:

ایک بار دیہات سے ایک اعرابی آیا، اس وقت حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کوفہ میں اپنے مکان کے دروازے کے پاس تشریف فرما تھے، اس نے چھوٹتے ہی آپ کو گالیاں دینا شروع کر دیں اور اتنا بڑھا کہ آپ کے آباءواجداد کی شان میں بھی بکنے لگا--- آپ نے نہایت متانت سے فرمایا:

تم بھوکے ہو تو کھانا منگوایا جائے، اگر پیاسے ہو تو پانی لایا جائے، بتاؤ تو سہی، آخر تمھیں تکلیف کیا ہے؟---

اعرابی نے جواب میں اور سخت کلام شروع کر دی اور بکنے لگا، تم ایسے، تمھاری والدہ ایسی، تمھارے باپ ایسے--- امام حسن رضی اللہ عنہ نے خادم کو اندر سے دیناروں کی تھیلی لانے کا حکم دیا، تھیلی لائی گئی تو آپ نے اعرابی کے سپرد کرتے ہوئے فرمایا، بھائی معاف کرو، اس وقت گھر میں یہی کچھ تھا---

اعرابی نے یہ حسن سلوک دیکھا تو پکار اٹھا:

میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ واقعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند ہیں---

میں آپ کی بردباری اور حوصلے کی آزمائش کی خاطر حاضر ہوا تھا--- [۵۴۳]

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری قدس سرہ العزیز اس واقعہ کا تجزیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''یہ صفت محقق اولیاء ومشائخ کی ہے کہ ان کے ہاں مخلوق خدا کی تعریف و تنقیص یکساں ہوتی ہے اور کسی کی بدکلامی کا ان پر کوئی اثر نہیں ہوتا---[۵۴۴]

جود وسخا

امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ بڑے جواد، کریم اور سخی تھے---ایک بار ایک شخص کو دعا کرتے ہوئے دیکھا، وہ اللہ تعالیٰ سے دس ہزار درہم مانگ رہا تھا، آپ نے گھر جا کر اسے مطلوبہ رقم بھجوادی---[۵۴۵]

ایک دفعہ ایک شخص نے آپ سے کچھ مانگا، آپ نے اسے پچاس ہزار درہم اور پانچ سو دینار عطا کیے اور فرمایا:

کسی مزدور کو بلالاؤ تاکہ وہ یہ اٹھالے جائے---وہ شخص مزدور کو لایا

تو آپ نے اپنی چادر اتار کر اسے دی اور فرمایا:

مزدور کی اجرت بھی میری طرف سے ہوگی---[۵۴۶]

ایک مرتبہ مدینہ منورہ کے ایک احاطہ کے پاس سے گزرے---ایک سیاہ فام غلام کو دیکھا، وہ اس طرح روٹی کھارہا تھا کہ ایک لقمہ خود کھاتا اور ایک کتے کو کھلاتا---آپ نے پوچھا، تو ایسا کیوں کر رہا ہے؟---اس نے عرض کی، مجھے شرم آتی ہے کہ خود کھاؤں اور پاس بیٹھے ہوئے کتے کو نہ کھلاؤں---آپ نے فرمایا، میری واپسی تک یہیں ٹھہرنا---آپ اس کے مالک کے پاس گئے اور اس سے غلام اور وہ احاطہ خرید لیا

اور واپس آکر اس غلام کو آزاد کر کے احاطہ اسے ہبہ کر دیا---[۵۴۷]

آپ رضی اللہ عنہ نے دو مرتبہ اپنا تمام مال اور تین مرتبہ اپنا آدھا آدھا مال اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے رستے میں صدقہ کیا---[۵۴۸]

بسا اوقات آپ سائل کو ایک لاکھ کا عطیہ عنایت فرما دیتے---کسی سے کوئی احاطہ یا باغ خریدتے اور بعد میں کبھی بیچنے والا غربت کا شکار ہو جاتا تو اسے وہ باغ یا احاطہ واپس دے دیتے اور اس کے ساتھ اپنی طرف سے اس کی قیمت بھی عطا فرما دیتے:

وَ مَا قَالَ قَطُّ لِسَائِلٍ لَا---[۵۴۹]

''آپ نے سائل کو کبھی ''نہیں'' کا لفظ نہیں فرمایا''---

ایک دفعہ آپ سے پوچھا گیا، کیا وجہ ہے، آپ اگر فاقہ میں بھی ہوں تو سائل کو کبھی خالی نہیں لوٹاتے---آپ نے فرمایا:

''میں بھی اپنے رب کا ایک سوالی ہوں، مجھے حیا آتی ہے کہ ایک سائل کسی دوسرے سائل کو خالی لوٹا دے''---[۵۵۰]

دفع افلاس و فراخی رزق کی دعا

آپ رضی اللہ عنہ جو کچھ بھی آتا راہ خدا میں لٹا دیتے، اس سخاوت اور صدقہ و خیرات کی وجہ سے بعض اوقات ہاتھ تنگ ہو جاتا---ایک بار ایسا ہی معاملہ درپیش ہوا---حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ آپ رضی اللہ عنہ کو ایک لاکھ درہم سالانہ وظیفہ بھیجا کرتے تھے، وہ بھی نہ ملا---آپ نے یاد دہانی کے لیے خط لکھنا چاہا، پھر رک گئے---رات کو خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا، حسن کیا حال ہے؟---

آپ رضی اللہ عنہ نے تنگ دستی کی شکایت کی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، تو نے اپنے ہی جیسی مخلوق سے مدد مانگنے کے لیے خط تحریر کرنے کا ارادہ کیا، تمھیں بارگاہ الٰہی سے مانگنا چاہیے تھا، یہ دعا پڑھا کرو:

اَللّٰھُمَّ اقْذِفْ فِیْ قَلْبِیْ رَجَاءَكَ وَ اقْطَعْ رَجَائِیْ عَمَّنْ سِوَاكَ حَتّٰی لا اَرْجُوْ اَحَدًا غَیْرَكَ اَللّٰھُمَّ وَ مَا ضَعُفَتْ عَنْهُ قُوَّتِیْ وَ قَصُرَ عَنْهُ عَمَلِیْ وَلَمْ تَنْتَهِ اِلَیْهِ رَغْبَتِیْ وَ لَمْ تَبْلُغْهُ مَسْئَلَتِیْ وَ لَمْ یَجْرِ عَلٰی لِسَانِیْ مِمَّا اَعْطَیْتَ اَحَدًا مِنَ الْاَوَّلِیْنَ وَ الْاٰخِرِیْنَ مِنَ الْیَقِیْنِ فَخَصِّنِیْ بِهٖ یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ---

(حضرت علامہ مفتی محمد اکبر بہاول نگری رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہے کہ حضرت سیدی فقیہ اعظم مولانا ابوالخیر محمد نوراللہ نعیمی قدس سرہ العزیز اس دعا کے ساتھ درج ذیل درود پاک کے اضافہ کی تاکید فرماتے:

وَ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ آلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ)---

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے دعا کا یہ ورد شروع کیا، ابھی ہفتہ ہی گزرا تھا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے (ایک لاکھ کے بجائے) پندرہ لاکھ درہم بھجوا دیے--- آپ رضی اللہ عنہ نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ وہ کریم (جل جلالہ) دعا کرنے والوں کو مایوس نہیں کرتا---

خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھر زیارت ہوئی، پوچھا، اب کیا حال ہے؟---

عرض کی: اچھا ہے--- آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''بیٹا! جو شخص اپنے خالق سے مانگتا ہے اور مخلوق سے امید نہیں رکھتا، اللہ تعالیٰ اس پر ایسا ہی فضل فرماتا ہے''---[۵۵۱]

علم و فضل

حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ مجسمۂ علم و فضل تھے---عمر بھر احادیث مبارکہ سیکھنے اور ان کی نشر و اشاعت میں کوشاں رہے---آپ نے براہ راست حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے احادیث سنیں، جن میں بعض صغر سنی کے باوجود یاد رہ گئیں---ابوالحوراء بیان کرتے ہیں، میں نے آپ سے پوچھا کہ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہوئی کوئی حدیث یاد بھی ہے؟---آپ نے فرمایا:

مجھے یاد ہے کہ ایک بار صدقہ کی کھجوروں میں سے ایک کھجور اٹھا کر منہ میں رکھ لی تھی، جسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے منہ سے نکال دیا تھا---

پوچھا گیا: یارسول اللہ! اس کھجور میں کیا حرج تھا؟---فرمایا:

اِنَّا آلُ مُحَمَّدٍ لَا تَحِلُّ لَنَا الصَّدَقَةُ---[۵۵۲]

''ہم آل محمد ہیں، ہمارے لیے صدقہ جائز نہیں ہے''---

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ آپ نے اپنے والد حضرت علی، بھائی امام حسین اور ماموں ہند بن ابی ہالہ (رضی اللہ عنہم) سے احادیث روایت کیں، جب کہ آپ سے روایت کرنے والوں کے نام یہ ہیں:

آپ کے صاحب زادے حسن (مثنیٰ)، ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ، امام زین العابدین، ان کے صاحب زادے عبداللہ اور امام باقر، عکرمہ، ابن سیرین، جبیر بن نفیر، ابوالحوراء، ربیعہ بن شیبان اور ابومجلز وغیرہ---[۵۵۳]

آپ اپنی اور اپنے بھائی کی اولاد کو حصول تعلیم کے بارے میں بڑی تاکید کرتے

اور فرماتے:

تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ فَاِنْ لَّم تَسْتَطِيعُوا حِفْظَهٗ فَاكْتُبُوهُ وَضَعُوهُ فِي بُيُوتِكُمْ ---[۵۵۴]

"علم سیکھو، یاد رکھنے کی طاقت نہ ہو تو لکھ کر محفوظ کر لیا کرو" ---

مرجع اہل علم

آپ کی ذات مرجع خاص و عام تھی--- بڑے بڑے اہل علم وفضل آپ سے دینی رہنمائی حاصل کرتے--- سلاسل طریقت میں حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا مقام و مرتبہ محتاج بیان نہیں--- جب فرقہ قدریہ نے زور پکڑا اور مسئلہ تقدیر میں لوگ الجھنے لگے تو خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے امام حسن رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عریضہ لکھا، ہم اس مکتوب گرامی کو صرف یہ بات ظاہر کرنے کے لیے نقل کر رہے ہیں کہ قرونِ خیر میں بلند مرتبت اہل خیر کی نگاہوں میں اہل بیت کا کیا مقام و مرتبہ تھا؟--- اور اہل علم کس طرح اپنی علمی اور روحانی پریشانیوں میں ائمہ اہل بیت سے مراجعت کرتے تھے؟--- (اصل مکتوب عربی میں ہے، جسے حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے، ہم اس کا ترجمہ لکھ رہے ہیں):

"بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

فرزند رسول اللہ! قرارگاہ رسول اللہ!

السلام علیك و رحمة اللّٰه و برکاته

ازاں بعد (امت میں) آپ گروہ بنی ہاشم کی وہی حیثیت ہے جو

گہرے سمندر میں رواں کشتیوں اور گھٹا ٹوپ اندھیروں میں چراغوں کی ہوتی ہے، آپ لوگ راہِ ہدایت کے نشانات ہیں اور ایسے رہنما ہیں کہ جو ان کی پیروی کرے، نجات پا جائے، آپ لوگ کشتی نوح کی مانند ہیں، جو اہل ایمان کا ٹھکانہ ہے اور اس میں سوار ہونے والے نجات پاتے ہیں---

فرزند رسول اللہ!

مسئلہ تقدیر کے بارے میں ہم حیران ہیں اور جبر و اختیار کے حوالے سے ہمارے درمیان اختلاف واقع ہوا ہے، تو اس سلسلے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ اپنی پختہ رائے سے ہمیں آگاہ فرمائیے--- آپ لوگ (آیت قرآنی):

ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ---[۵۵۵]

''ذرّیت انبیاء ہے کہ ایک دوسرے کی نسل سے ہے''---

کا مصداق ہیں--- آپ کے پاس اللہ کا عطا فرمودہ علم ہے، اللہ آپ (کی برگزیدگی اور پاکیزگی) کا گواہ ہے اور آپ لوگوں کے سامنے اللہ (کی عظمت و کبریائی) کے گواہ ہو، وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ''---

جب یہ مکتوب حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچا تو آپ نے یہ جواب ارقام فرمایا:

''جو شخص خیر و شر کے اللہ کی طرف سے ہونے پر یقین نہیں رکھتا، وہ کافر ہے اور جو شخص اپنے گناہوں کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرتا ہے، وہ فاجر ہے یعنی تقدیر کا انکار قدریہ کا مذہب ہے اور گناہوں کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرنا جبریہ کا عقیدہ ہے--- پس انسان اللہ کی عطا کی ہوئی استطاعت کے موافق اپنے کسب میں مختار ہے اور دین جبر و قدر کے

درمیان ہے"---[۵۵۶]

جامعیت

آپ جامع کمالات اور صاحب اوصاف حمیدہ تھے--- ذہبی لکھتے ہیں:

وَ قَدْ کَانَ ھٰذَا الْاِمَامُ سَیِّدًا وَسِیْمًا جَمِیْلاً عَاقِلاً رَزِیْنًا جَوادًا مُمَدَّحًا خَیِّرًا دَیِّنًا وَرِعًا مُحْتَشَمًا کَبِیْرَ الشَّانِ---[۵۵۷]

"امام حسن سید (سردار)، حسین وجمیل، دانا، متین، صاحب جودوکرم، ممدوح، کریم، دین کے شیدائی، صاحب تقویٰ وورع، عزت وحشمت اور بڑی شان وشوکت والے تھے"---

کرامت

آپ رضی اللہ عنہ کا وجود باجود سراپا کرامت تھا، شرفِ حسب ونسب کے ساتھ ساتھ گونا گوں اوصاف حمیدہ سے متصف اور شریعت مطہرہ کے عامل تھے--- یہ وہ خوبیاں ہیں جو کرامت سے بڑھ کر کرامت ہیں---

عام طور پر خرق عادت امور کو کرامت سمجھا جاتا ہے، اس پہلو سے بھی منفرد مقام رکھتے ہیں، بطور نمونہ ایک واقعہ پیش کیا جاتا ہے--- علامہ عبدالرحمٰن جامی لکھتے ہیں:

ایک مرتبہ حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے ایک فرزند کے ساتھ سفر کررہے تھے کہ آپ کا گزر کھجوروں کے ایک ایسے باغ سے ہوا، جس کے تمام درخت

خشک ہو چکے تھے---آپ نے وہاں قیام فرمایا---ابن زبیر نے کہا:

''کاش! اس نخلستان میں تازہ کھجوریں ہوتیں، جنھیں ہم کھاتے''---

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھا دیے اور زیر لب کچھ پڑھا، فوراً کھجور کا ایک درخت تروتازہ اور بار آور ہو گیا اور اس پر تازہ کھجوریں لگ گئیں---

ان کا ساتھی شتربان بولا:

واللہ! یہ جادو ہے---

سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''یہ جادو نہیں بلکہ فرزند رسول کی مستجاب دعا کا اثر ہے''---

اس کے بعد لوگوں نے کھجوروں کو توڑا اور سب نے خوب سیر ہو کر انھیں کھایا---[۵۵۸]

ذوقِ شعروسخن

آپ رضی اللہ عنہ شعروسخن کا عمدہ ذوق رکھتے تھے، آپ کے اشعار توکل علی اللہ، استغناء اور فکر آخرت کے مضامین پر مشتمل ہیں---

علامہ عبدالقادر طبری نے آپ کے یہ اشعار ذکر کیے ہیں:

اَغْنِ عَنِ الْمَخْلُوْقِ بِالْخَالِقِ
تُغْنَ عَنِ الْکَاذِبِ وَالصَّادِقِ
وَاسْتَرْزِقِ الرَّحْمٰنَ مِنْ فَضْلِہٖ
فَلَیْسَ بِالرَّحْمٰنِ مِنْ وَاثِقِ
مَنْ ظَنَّ اَنَّ الرِّزْقَ مِنْ کَسْبِہٖ
زَلَّتْ بِہِ النَّعْلَانِ مِنْ حَالِقِ [۵۵۹]

''خالق کائنات کے ذریعے مخلوق سے بے نیازی اختیار کرلو، ہر جھوٹے اور سچے سے بے پرواہو جاؤ گے---

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسی سے رزق طلب کرو، کیوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی رازق نہیں---

جس کا گمان یہ ہو کہ لوگ اسے غنی کردیں گے، اسے اپنے رحمان پر اعتماد نہیں ہے---

جو رزق کو اپنی محنت اور کوشش کا نتیجہ سمجھے، اس کے پاؤں پہاڑ کی چوٹی سے پھسل گئے''---

خطابت

باب مدینۃ العلم کے یہ صاحب زادے اپنے والد کی طرح بہترین خطیب تھے--- آپ سے منقول حکمت و موعظت پر مبنی کلمات سے آپ کی فصاحت و بلاغت اور وعظ و خطابت کا بہ خوبی اندازہ ہوتا ہے---

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

ایک دن حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

بیٹے! کبھی مجھے بھی تقریر سناؤ---عرض کی، آپ کے سامنے شرم آتی ہے--- ایک بار حضرت علی رضی اللہ عنہ نے چھپ کر آپ کی تقریر سنی--- آپ نے بہت فصیح و بلیغ خطبہ دیا--- فارغ ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ---[۵۶۰]

''یہ تو ایک ہی نسل ہے، جس میں ایک، دوسرے کا فرزند ہے''---

باب مدینۃ العلم کے سوالات

ایک بار، باب مدینۃ العلم سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحب زادے حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ سے چند سوالات کیے، جن کے آپ نے نہایت عمدہ جوابات دیے--- جلیل القدر باپ اور صاحب علم و دانش صاحب زادے کی گفتگو حسب ذیل ہے:

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے استفسار فرمایا:

میرے بیٹے! بتاؤ، اچھا کام کیا ہے؟---

امام حسن رضی اللہ عنہ نے عرض کی:

''بری شئے کو دفع کرنا''---

دریافت فرمایا: شرافت و بزرگی کیا ہے؟---

جواب دیا: ''قبیلہ کے ساتھ اچھا سلوک رکھنا اور ان کی سختی برداشت کرنا''---

پوچھا: سخاوت کیا ہے؟---

جواب دیا: ''تنگی اور فراخی میں مال خرچ کرنا''---

سوال کیا: ملامت کیا ہے؟---

جواباً امام حسن نے عرض کی: ''انسان کا اپنے لیے مال جمع کرنا اور اپنی عزت خراب کر دینا''---

استفسار فرمایا: بزدلی کیا ہے؟---

گزارش کی: "دوست پر زیادتی کرنا اور دشمن کے مقابلہ میں کم زوری دکھاتے ہوئے پیچھے ہٹنا"---

ارشاد فرمایا: غنا کیا ہے؟---

عرض کی: "اللہ تعالیٰ نے جو کچھ قسمت میں رکھا ہے، اگرچہ تھوڑا ہو، اس پر خوش رہنا"---

دریافت فرمایا: بردباری کیا ہے؟---

گزارش کی: "غصہ کو دبانا اور اپنے نفس کو قابو میں رکھنا"---

سوال کیا: ذلت ورسوائی کیا ہے؟---

جواب دیا: "مصیبت کے وقت بے قراری کا اظہار کرنا"---

استفہام فرمایا: تکلف کیا ہے؟---

عرض کی: "بے مقصد کلام کرنا"---

ارشاد ہوا: بزرگی کیا ہے؟---

گزارش کی: "قرض اور تاوان ادا کرنے میں مدد دینا اور جرم معاف کرنا"---

دریافت فرمایا: سیادت کیا ہے؟---

عرض کی: "اچھے کام کرنا اور قبیح امور سے دور رہنا"---

پوچھا: بے وقوفی کیا ہے؟---

عرض کی: "ذلیل امور کا پیچھا کرنا اور گم راہوں کی صحبت اختیار کرنا"---

استفسار فرمایا: غفلت کیا ہے؟---

جواب دیا: "مسجد چھوڑ دینا اور مفسد لوگوں کی طاعت کرنا"---[۵۶۱]

ملفوظات

لَا اَدَبَ لِمَنْ لَّا عَقْلَ لَہٗ---

''جس میں عقل نہیں، اس میں ادب نہیں''---

لَا مَوَدَّۃَ لِمَنْ لَّا ھِمَّۃَ لَہٗ---

''جس میں ہمت نہیں، اس میں محبت نہیں''---

لَا حَیَاءَ لِمَنْ لَّا دِیْنَ لَہٗ---

''جس کا دین نہیں، اس میں شرم وحیا نہیں''---

رَاْسُ الْعَقْلِ مُعَاشَرَۃُ النَّاسِ بِالْجَمِیْلِ---

''لوگوں سے اچھا سلوک کرنا، بہترین عقل مندی ہے''---

بِالْعَقْلِ تُدْرَكُ الدَّارَانِ جَمِیْعًا وَ مَنْ حُرِمَ الْعَقْلَ حُرِمَهُمَا جَمِیْعًا---

''عقل کے ساتھ دنیا وآخرت دونوں حاصل ہوجاتی ہیں---جو عقل سے محروم رہا، وہ ان دونوں سے محروم رہا''------[۵۶۲]

حاضر جوابی

حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کی طرح آپ بھی بہت حاضر جواب تھے---ایک مرتبہ آپ نے بہت خوب صورت لباس زیب تن کیا اور اس پر مستزاد، آپ کا خدا داد حسن تھا---ایک شکستہ حال یہودی نے آپ کو دیکھا تو کہنے لگا، ایک بات تو بتائیں، آپ کے

نانا جان کا فرمان ہے:

اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَ جَنَّۃُ الْکَافِرِ ---

"دنیا مومن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت ہے"---

مگر یہاں اس کے برعکس معاملہ نظر آرہا ہے--- آپ مومن ہیں اور میں کافر، دنیا میرے لیے قید خانہ ہے اور آپ جنت کے سے عیش و آرام میں ہیں---

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے جنت میں میرے لیے جو نعمتیں تیار فرما رکھی ہیں، اگر تو انہیں دیکھ لے تو یقین کر لے گا کہ ان نعمتوں کی نسبت میں اب قید خانہ میں ہوں--- اسی طرح اگر تو وہ عذاب دیکھ لے جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے آخرت میں مقدر فرمایا ہے تو موجودہ حالت کو جنت سمجھنے لگے گا---[۵۶۳]

خلافت

حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد نوے ہزار افراد نے حضرت حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی--- چھ ماہ تک آپ خلیفہ رہے--- اس دوران کسی کا ایک قطرۂ خون بھی نہ بہا---[۵۶۴]

پھر، امیر معاویہ نے شام سے ان پر لشکر کشی کی--- حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی فوجیں بھی سامنے آئیں--- آپ نے سوچا، اس وقت تک کوئی فریق غالب نہیں آ سکتا جب تک کہ بہت سے مسلمانوں کا خون نہ بہے--- چناں چہ آپ نے امیر معاویہ کی طرف پیغام بھیجا اور اس شرط پر صلح ہوئی کہ امیر معاویہ کے بعد خلافت حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے پاس

آ جائے گی اور مدینہ منورہ، حجاز اور عراق والوں سے حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں رونما ہونے والے واقعات کے بارے میں امیر معاویہ کوئی باز پرس نہیں کریں گے---

امیر معاویہ نے ان شرائط کو قبول کرلیا اور یوں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ پیش گوئی پوری ہوئی:

إِنَّ ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ، يُصْلِحُ اللّٰهُ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيْمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ---

''میرا یہ بیٹا (حسن رضی اللہ عنہ) سید ہے، یہ مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کرادے گا''---[۵۶۵]

حضرت سیدنا امام حسن، امیر معاویہ کے حق میں ربیع الاول ۴۱ھ میں خلافت سے دست بردار ہوئے---[۵۶۶]

اس معاہدہ کے بعد آپ کوفہ سے منتقل ہوکر مدینہ منورہ میں مقیم ہو گئے---

بعض لوگوں نے اس فیصلہ پر طعنہ زنی کی، تو آپ نے فرمایا:

اِخْتَرْتُ ثَلَاثًا عَلٰى ثَلَاثٍ الْجَمَاعَةَ عَلَى الْفِرْقَةِ وَ حِقْنَ الدِّمَاءِ عَلٰى سَفْكِهَا وَ الْعَارَ عَلَى النَّارِ---[۵۶۷]

''میں نے تین چیزوں پر تین چیزوں کو ترجیح دی ہے:

مسلمانوں کی جمعیت قائم رکھنے کو تفرقہ پر، امن کو خون ریزی پر اور عار (شرم ساری) کو نار پر''---

دوسری روایت میں ہے، لوگ کہتے:

يَا عَارَ الْمُؤْمِنِيْنَ---

''ایمان داروں کے لیے باعث ننگ و شرم''---

آپ جواباً فرماتے:

اَلْعَارُ خَیْرٌ مِّنَ النَّارِ ---[۵۶۸]

''عار، نار سے بہتر ہے''---

خلافت سے دست برداری کا عمل محض رضائے الٰہی کے لیے تھا---خود فرماتے ہیں:

عربوں کی کھوپڑیاں میرے ہاتھوں میں تھیں، جس سے میں جنگ کرتا وہ جنگ کرتے اور جس سے میں صلح کرتا وہ صلح کرتے---میں نے صرف اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور امت محمدیہ کی خوں ریزی ختم کرنے کے لیے خلافت سے علیحدگی اختیار کی ہے---اب دوبارہ (جنگ کی) آگ کو نہیں بھڑکانا چاہتا---[۵۶۹]

شہادت

شہادت سے کچھ عرصہ پہلے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے خواب دیکھا کہ ان کی پیشانی پر ﴿قل ھو اللہ احد﴾ مرقوم ہے---اس پر اہل بیت خوش ہوئے اور اس خواب کو پسندیدہ خیال کیا---یہ واقعہ سعید بن مسیّب کو بتایا گیا تو انہوں نے کہا:

''اگر واقعی امام حسن رضی اللہ عنہ نے یہ خواب دیکھا ہے تو پھر ان کی عمر بہت کم رہ گئی ہے---چناں چہ چند روز کے بعد آپ کا وصال ہو گیا''---[۵۷۰]

آپ کی شہادت زہر کی وجہ سے ہوئی---عمیر بن اسحاق کہتے ہیں کہ میں آپ رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے حاضر ہوا---تو آپ نے فرمایا:

مجھے کئی بار زہر دیا گیا اور اس مرتبہ تو بہت سخت قسم کا زہر دیا گیا ہے---

دوسرے دن پھر حاضر ہوا، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ آپ کے سرہانے کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، انہوں نے پوچھا:

بھائی جان! آپ کو کس نے زہر دیا ہے؟---فرمایا:

کیا تم اسے قتل کرو گے؟---کہا، ہاں---فرمایا:

''جس کے بارے میں میرا گمان ہے، اگر اس نے زہر دیا ہے تو اللہ تعالیٰ (اسے) سخت عذاب دینے والا ہے اور اگر وہ نہیں ہے تو میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے کسی کا ناحق خون بہے''---

آپ رضی اللہ عنہ چالیس دن علیل رہنے کے بعد ۵ ربیع الاول ۴۹ھ یا ۵۰ھ کو شہید ہوئے---[۵۷۱]

تدفین

حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کی آرزو تھی کہ انہیں روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں دفن کیا جائے---آپ نے حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اجازت بھی لے لی تھی اور اپنے بھائی امام حسین رضی اللہ عنہ کو وصیت فرمائی کہ وصال کے بعد دوبارہ ان سے اجازت لے لینا---ہاں اگر لوگوں میں فتنہ کھڑا ہونے کا اندیشہ ہو تو پھر روضۂ انور میں تدفین پر اصرار نہ کرنا---

آپ کا وصال ہوا تو امام حسین رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے تدفین کی (دوبارہ) اجازت چاہی تو آپ نے بہ طیب خاطر اجازت دے دی، مگر مروان آڑے آیا--- چناں چہ آپ کو اپنی والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہا کے پہلو میں جنت البقیع میں دفن کیا گیا---[۵۷۲]

جنازہ کا اجتماع

جنازہ کے موقع پر جنت البقیع میں لوگوں کا جم غفیر تھا، ثعلبہ بن ابی مالک کہتے ہیں، میں اس اجتماع کثیر میں موجود تھا---مجمع کی کثرت کا یہ عالم تھا:

لَوْ طُرِحَتْ اِبْرَةٌ مَّا وَقَعَتْ اِلَّا عَلٰی اِنْسَان---[۵۷۳]

''اگر سوئی بھی پھینکی جاتی تو وہ زمین پر گرنے کے بجائے کسی انسان پر گرتی''---

اولاد امجاد

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کثیر الاولاد تھے، اس سلسلے میں مختلف روایات ہیں--- ابن جوزی نے آپ کے صاحبزادوں کی تعداد پندرہ اور صاحبزادیوں کی تعداد آٹھ تحریر کی ہے[۵۷۴] شیخ محمد بن حسین دیار بکری علیہ الرحمۃ ابن الدراع کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ آپ کے گیارہ صاحب زادے اور ایک صاحب زادی تھی[۵۷۵]، ذہبی نے بارہ صاحب زادوں کے اسمائے گرامی ذکر کیے ہیں:

۱......حضرت حسن (حسن مثنیٰ)	۲......حضرت زید
۳......حضرت طلحہ	۴......حضرت قاسم
۵......حضرت ابو بکر	۶......حضرت عبداللہ
۷......حضرت عمرو	۸......حضرت عبدالرحمٰن

۹......حضرت حسین　　　　۱۰......حضرت محمد

۱۱......حضرت یعقوب　　　　۱۲......حضرت اسماعیل

[۵۷٦]

ان میں سے تین صاحبزادے حضرت قاسم، حضرت ابوبکر اور حضرت عبد اللہ اپنے چچا سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ کربلا میں شہید ہوئے---[۵۷۷]

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے صرف حضرت حسن مثنیٰ (وفات ۹۷ھ) اور حضرت زید (وفات ۱۲۰ھ) سے حسنی سادات کا سلسلہ دنیا میں باقی ہے---[۵۷۸]

یہ دونوں صاحب زادے جلیل القدر عالم دین اور سیرت و کردار میں اپنے والد ماجد رضی اللہ عنہ کے صحیح جانشین تھے---[۵۷۹]

حضرت حسن مثنیٰ رضی اللہ عنہ کی اولاد سے بڑے بلند پایہ اولیاء وعلماء پیدا ہوئے--- سید الاولیاء سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا شجرۂ نسب بھی آپ کے توسط سے حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے---[۵۸۰]

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى جَدِّهٖ وَ عَلَيْهِ وَ بَارَكَ وَ سَلَّمَ

سید الشہداء امام حسین رضی اللہ عنہ

آپ کا نام نامی حسین، کنیت ابوعبداللہ اور القاب رشید، طیب، زکی، وفی، سید، مبارک، تابع لمرضاۃ اللّٰہ (راضی برضائے الٰہی)، اور سب سے اعلیٰ وہ القاب ہیں، جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عطا فرمائے تھے، یعنی سِبط اور نوجوانان جنت کے سردار---[۵۸۱]

ولادت

آپ کی ولادت باسعادت ۵؍شعبان المعظم ۴ھ کو ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کانوں میں اذان دی، اپنے لعاب دہن سے گھٹی ڈالی اور دعائے خیر فرمائی---

ساتویں دن ایک مینڈھا ذبح کر کے ان کا عقیقہ کیا--- حسین نام تجویز فرمایا---

ان کی والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہا کو ان کا سر مونڈوانے اور بالوں کے ہم وزن چاندی تصدق کرنے کا حکم دیا---[۵۸۲]

مصنف عبدالرزاق میں ہے کہ حضرت سیدنا امام حسن اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہما دونوں کے عقیقہ میں دو دو چھترے ذبح کیے گئے تھے---[۵۸۳]

پیکرِ حسن و جمال

آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بہت مشابہ اور پیکر حسن و جمال تھے---اندھیرے میں بیٹھے ہوتے تو آپ کی جبین اقدس اور رخساروں سے روشنی نکلتی، جس سے قرب و جوار جگمگا اٹھتے---[۵۸۴]

اس روشنی اور نور کا ذکر اس شعر میں بھی ہے جسے جنوں نے آپ کی شہادت کے موقع پر اظہار غم کرتے ہوئے پڑھا اور قبیلہ طے کے افراد نے سنا:

مَسَحَ الرَّسُوْلُ جَبِیْنَہٗ فَلَہٗ بَرِیْقٌ فِی الْخُدُوْدِ
اَبَوَاہُ مِنْ عُلْیَا قُرَیْشٍ وَّ جَدُّہٗ خَیْرُ الْجُدُوْدِ [۵۸۵]

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کی پیشانی کو بوسہ دیا--- آپ کے رخسار پُر انوار نہایت روشن اور چمک دار تھے---آپ کے آباءواجداد کا تعلق قریش کے اعلیٰ اور بہتر خاندان سے ہے اور آپ کے نانا جان سب سے بہتر نانا ہیں''---

بلاشبہ آپ سراپا حسن و جمال اور اسم بامسمی تھے---اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز اس حقیقت کا اظہار یوں کرتے ہیں:

جانِ حسن، ایمانِ حسن، اے کانِ حسن، اے شانِ حسن
اے جمالت لمعِ شمعِ من رائیٰ امداد کن [۵۸۶]

دونوں میں سے ایک

ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دائیں زانو پر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو اور بائیں زانو پر اپنے صاحب زادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو بٹھائے ہوئے تھے---حضرت جبریل امین علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور کہا:

اللہ تعالیٰ ان دونوں کو یک جا آپ کے پاس نہیں رہنے دے گا، ایک کو اپنے پاس بلالے گا---آپ کو اختیار ہے جسے چاہیں رکھ لیں---آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اگر حسین رضی اللہ عنہ رخصت ہوں تو ان کے فراق میں میرے علاوہ علی اور فاطمہ رضی اللہ عنہما کی بھی دل سوزی ہوگی، جب کہ ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات کا بیش تر رنج والم مجھے ہوگا---لہٰذا میں اپنے غم کو ترجیح دیتا ہوں---اس واقعہ کے تین روز بعد حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا وصال ہوگیا---

پھر جب کبھی حضرت حسین رضی اللہ عنہ، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آتے تو آپ انہیں مرحبا کہتے، ان کی پیشانی پر بوسہ دیتے اور فرماتے:

فَدَیتُہُ بِابنِی اِبرَاھِیمَ---[۵۸۷]

''میں نے حسین پر اپنے بیٹے ابراہیم کو قربان کر دیا ہے''---

امام عالی مقام سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے بے حد محبت فرماتے---حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے، آپ نے پوچھا:
ننھا کدھر ہے؟---حضرت حسین رضی اللہ عنہ دوڑتے ہوئے آئے اور آپ کی گود میں بیٹھ گئے، اپنی انگلیاں داڑھی مبارک میں داخل کر دیں---حضور ﷺ نے ان کو بوسہ دیا اور دعا کی:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّهٗ فَاَحِبَّهٗ وَاَحِبَّ مَنْ یُّحِبُّهٗ---[۵۸۸]

"اے اللہ! میں اس سے محبت رکھتا ہوں تو بھی اس سے محبت رکھ اور اس کے ساتھ محبت رکھنے والوں سے بھی محبت فرما"---

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَمْتَصُّ لُعَابَ الْحُسَیْنِ کَمَا یَمْتَصُّ الرَّجُلُ التَّمْرَةَ---[۵۸۹]

"میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے لعاب کو اس طرح چوستے جس طرح آدمی کھجور کو چوستا ہے"---

حضرت یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

حُسَیْنٌ مِّنِّیْ وَاَنَا مِنْ حُسَیْنٍ اَحَبَّ اللّٰهُ مَنْ اَحَبَّ حُسَیْنًا---[۵۹۰]

"حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں--- اللہ تعالیٰ حسین سے محبت رکھنے والوں سے محبت فرمائے"---

اسے مت رُلاؤ

ایک مرتبہ حضور سید عالم ﷺ سیدہ زہراء رضی اللہ عنہا کے گھر کے پاس سے گزر رہے تھے

کہ کان میں امام حسین رضی اللہ عنہ کے رونے کی آواز پڑی --- آپ بے قرار ہو گئے اور ان کی والدہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

أَلَمْ تَعْلَمِي أَنَّ بُكَاءَهُ يُؤْذِينِي ---[۵۹۱]

"کیا تمہیں معلوم نہیں اس کا رونا مجھے غمگین کرتا ہے" ---

لاڈ کا ایک انداز

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی آنکھوں دیکھا اور کانوں سنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امام حسین رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں کو پکڑے ہوئے تھے، امام حسین رضی اللہ عنہ اپنے پاؤں آپ کے پاؤں پر رکھے ہوئے تھے --- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمارہے تھے:

ننھے قدموں والے چڑھ آ، چڑھ آ، ننھے حسین جسم اطہر پر چڑھنے لگے یہاں تک کہ اپنے قدم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینۂ اقدس پر رکھ دیے، تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

منہ کھولو، انہوں نے منہ کھولا ---

ثُمَّ تَفَلَ ثُمَّ قَبَّلَهُ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اَحِبَّهُ فَإِنِّي أُحِبُّهُ ---[۵۹۲]

"حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام حسین رضی اللہ عنہ کے منہ میں لعاب دہن ڈالا، پھر منہ چوم کر فرمایا:

اے اللہ! یہ مجھے بہت محبوب ہے، تو بھی اسے محبوب رکھ" ---

کشتی

ایک مرتبہ دونوں بھائی کشتی کر رہے تھے --- حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ

کوفرمایا:

حسین کو پکڑلو--- یہ سن کر حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا متعجب ہوئیں اور عرض کی:

یارسول اللہ! حسن بڑا ہے اور آپ اس کی حوصلہ افزائی کر رہے ہیں---

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

دوسری طرف جبریل امین علیہ السلام ہیں جو حسین رضی اللہ عنہ کو کہہ رہے ہیں، حسن رضی اللہ عنہ کو پکڑنا---[۵۹۳]

شہادت کی شہرت

آپ کی پیدائش کے جلد ہی بعد آپ کی شہادت کی خبر مشہور ہو گئی تھی---

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چچی حضرت ام الفضل بنت حارث رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

ایک دن میں نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گود میں دیا، تھوڑی دیر کے بعد دیکھا کہ آپ کی چشمان مقدس سے آنسو بہہ رہے ہیں---

میں نے عرض کی، میرے ماں باپ فدا! کیا ماجرا ہے؟---فرمایا:

اَتَانِیْ جِبْرِیْلُ فَاَخْبَرَنِیْ اَنَّ اُمَّتِیْ سَتَقْتُلُ اِبْنِیْ ھٰذَا---

''مجھے جبریل علیہ السلام نے خبر دی ہے کہ میری امت میرے اس بیٹے کو شہید کرے گی''---

پھر فرمایا:

اَتَانِیْ بِتُرْبَۃٍ مِنْ تُرْبَتِہٖ حَمْرَاءَ---[۵۹۴]

''جبریل امین میرے پاس شہادت گاہ کی سرخ مٹی لے کر آئے''---

دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو مٹی دی اور فرمایا:

رِیْحُ کَرْبٍ وَّ بَلَاءٍ---
''اس مٹی سے غم اور مصیبت کی بو آتی ہے''---

پھر فرمایا:

اِذَا تَحَوَّلَتْ هٰذِهِ التُّرْبَةُ دَمًا فَاعْلَمِیْ اَنَّ اِبْنِیْ هٰذَا قَدْ قُتِلَ---[۵۹۵]

''ام سلمہ! جب یہ مٹی خون میں تبدیل ہو جائے، تو یقین کر لینا کہ میرا بیٹا حسین شہید کر دیا گیا''---

ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اِبْنِیْ هٰذَا یَعْنِی الْحُسَیْنَ یُقْتَلُ بِاَرْضٍ مِّنْ اَرْضِ الْعِرَاقِ یُقَالُ لَهَا کَرْبَلَاءُ فَمَنْ شَهِدَ ذٰلِكَ مِنْکُمْ فَلْیَنْصُرْهُ---[۵۹۶]

''میرے بیٹے حسین کو عراق کے علاقہ ''کربلا'' میں شہید کیا جائے گا، اس وقت جو لوگ موجود ہوں، انہیں حسین کی مدد کرنی چاہیے''---

عبادت وریاضت

آپ بہت بڑے عابد تھے--- حافظ ابن اثیر لکھتے ہیں:

کَانَ الْحُسَیْنُ فَاضِلًا کَثِیْرَ الصَّوْمِ وَ الصَّلٰوةِ وَ الْحَجِّ وَ الصَّدَقَةِ وَ اَفْعَالِ الْخَیْرِ جَمِیْعِهَا---

''سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ صاحب فضیلت تھے، اکثر روزہ رکھتے، بڑی کثرت سے نمازیں ادا فرماتے، بار بار حج کرتے اور بہت زیادہ صدقہ و خیرات کرتے، الغرض ہمہ وقت افعال خیر میں مصروف رہتے''---[۵۹۷]

آپ نے پچیس حج پیدل کیے، حالاں کہ عمدہ سواریاں ان کے پاس ہوتیں، مگر اس کے باوجود آپ سفر حج پیادہ کرتے---[۵۹۸]

یہ ذوق عبادت میدان کربلا میں ۱۰؍محرم الحرام ۶۱ھ کی رات کو اپنے جوبن پر تھا--- ۹؍محرم کی عصر ہی کو یزیدی فوج حملہ آور ہوا چاہتی تھی، مگر امام عالی مقام رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ کسی طرح کل تک کے لیے لڑائی کا سلسلہ مؤخر ہو جائے تو بہتر ہے---اس موقع پر آپ نے جو کلمات کہے، ان سے آپ کے ذوق عبادت کا پتا چلتا ہے، فرمایا:

لَعَلَّنَا نُصَلِّی لِرَبِّنَا هٰذِهِ اللَّیْلَةَ وَ نَدْعُوْهُ وَ نَسْتَغْفِرُهٗ فَهُوَ یَعْلَمُ اِنِّیْ کُنْتُ اُحِبُّ الصَّلٰوةَ لَهٗ وَ تِلَاوَةَ کِتَابِهٖ وَ کَثْرَةَ الدُّعَاءِ وَ الْاِسْتِغْفَارِ---[۵۹۹]

''اگر موقع مل جائے تو آج کی رات نماز، دعا اور استغفار میں گزار دیں، کیوں کہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے نماز اور تلاوت قرآن کریم سے بے حد محبت ہے--- کثرت کے ساتھ دعا اور استغفار میرا معمول ہے''---

تقویٰ کی وصیت

آپ کی ساری زندگی عبادت و ریاضت اور تقویٰ و طہارت میں گزری--- خشیت الٰہی اور رضائے خداوندی پر راضی رہنے کا اندازہ اس وصیت سے بہ خوبی لگایا جا سکتا ہے، جو آپ نے شب عاشور عرصہ گاہ امتحان میں اپنی ہمشیر کو ارشاد فرمائی:

اِتَّقِی اللّٰهَ وَ تَعَزِّیْ بِعَزَاءِ اللّٰهِ وَ اعْلَمِیْ اَنَّ اَهْلَ الْاَرْضِ یَمُوْتُوْنَ وَ اَهْلَ السَّمَاءِ لَا یَبْقَوْنَ وَ اَنَّ کُلَّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَ اللّٰهِ، اَبِیْ خَیْرٌ

مِنِّیْ وَ اُمِّیْ خَیْرٌ مِّنِّیْ وَ اَخِیْ خَیْرٌ مِّنِّیْ وَلِیَ وَلَھُمْ وَلِکُلِّ مُسْلِمٍ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ .... یَا اُخَیَّۃُ! اِنِّیْ اُقْسِمُ عَلَیْکِ لَا تَشُقِّیْ عَلَیَّ جَیْبًا وَ لَا تَخْمِشِیْ عَلَیَّ وَجْھًا وَّ لَا تَدْعِیْ عَلَیَّ بِالْوَیْلِ وَ الثُّبُوْرِ اِنْ اَنَا ھَلَکْتُ---[۶۰۰]

''بہن! تقویٰ کو پیش نظر رکھو---اللہ تعالیٰ کے نام سے تسلی حاصل کرو اور جان لو کہ زمین والے باقی رہیں گے نہ آسمان والے---اللہ تعالیٰ کے ماسوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے---میرے باپ، میری ماں اور میرے بھائی (رضی اللہ عنہم) مجھ سے بہتر تھے---ان کے لیے، میرے لیے اور تمام مسلمانوں کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بہترین نمونہ ہے---فرمایا:

اے میری پیاری بہن! تجھے قسم دے کر کہتا ہوں کہ میری موت پر گریبان نہ پھاڑنا، چہرہ نہ نوچنا اور نوحہ وبَین نہ کرنا''---

شیعہ عالم ملا باقر مجلسی نے بھی اس وصیت کا تذکرہ کیا ہے:

زنہار کہ دست از شکیبائی بر مدارید و کلام ناخوشی بر زبان میارید کہ موجب نقص ثواب شما گردد---[۶۰۱]

''خبردار! صبر کا دامن ہرگز نہ چھوڑنا اور زبان پر کوئی نامناسب کلمہ ہرگز نہ لانا، جو تمہارے ثواب میں کمی کا باعث بنے''---

محترم شخصیت

اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑی مقبولیت ومحبوبیت اور عزت ووجاہت عطا فرمائی تھی---صحابہ کرام رضی اللہ عنہم امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کی طرح آپ رضی اللہ عنہ کا بھی بہت ادب واحترام کرتے تھے---

ایک دفعہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کعبہ کے سایہ میں تشریف فرما تھے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ ادھر سے گزرے، حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے انھیں دیکھ کر فرمایا:

هٰذَا أَحَبُّ أَهْلِ الْأَرْضِ إِلٰى أَهْلِ السَّمَاءِ الْيَوْمَ---[۶۰۲]

''اس وقت اہل سماء کے نزدیک تمام زمین والوں میں سے زیادہ محبوب و پسندیدہ شخصیت یہ ہیں''---

ابوالمہزم بیان کرتے ہیں کہ ایک بار آپ ایک جنازہ کے لیے تشریف لے گئے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھی ساتھ تھے، واپسی پر امام حسین رضی اللہ عنہ کو تھکاوٹ محسوس ہوئی تو ایک جگہ استراحت کے لیے ٹھہر گئے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی چادر کے ساتھ آپ کے قدموں سے غبار صاف کرنے لگے---سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایسا کیوں کرتے ہو؟---حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی، آپ مجھے مت روکیں:

فَوَاللّٰهِ لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مِنْكَ مَا أَعْلَمُ لَحَمَلُوكَ عَلٰى رِقَابِهِمْ---[۶۰۳]

''اللہ کی قسم! آپ کی جو فضیلت مجھے معلوم ہے، دوسرے لوگوں کو بھی معلوم ہو جائے تو وہ آپ کو اپنی گردنوں پر اٹھا لیں''---

علم و فضل

مدینۃ العلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور باب مدینۃ العلم سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے فیضان تربیت سے آپ علم و فضل میں ممتاز اور قد آور شخصیت تھے---آپ نے اپنے جد کریم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اپنے والد مکرم، والدہ محترمہ، ماموں ہند بن ابی ہالہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم سے احادیث سنیں اور ان کی اشاعت و ترویج کی خدمت انجام دی---آپ سے روایت کرنے والوں میں آپ کے بھائی حضرت امام حسن، صاحب زادے

امام زین العابدین، صاحب زادیاں سیدہ فاطمہ اور سیدہ سکینہ، پوتے امام محمد باقر کے علاوہ امام شعبی، حضرت عکرمہ، شیبان دؤلی اور کرز تیمی وغیرہ علماء و محدثین شامل ہیں---[۶۰۴]

اپنے نانا جان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد شریف میں آپ کا مستقل علمی حلقہ ہوتا تھا، جس میں آپ لوگوں کو فقہی مسائل سے آگاہ فرماتے---[۶۰۵]

ایک بار حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے کسی نے آپ کا پتا پوچھا تو آپ نے فرمایا، مسجد نبوی میں چلا جا اور جس حلقہ میں لوگ یوں مؤدب بیٹھے ہوں گویا ان کے سروں پر پرندے ہوں تو جان لینا کہ یہی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی مجلس ہے---[۶۰۶]

اخلاق

آپ بے داغ کردار کے مالک تھے--- صاحب خلق عظیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، سیدہ خاتون جنت اور باب مدینۃ العلم علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما نے آپ کی تربیت کی تھی، اس لیے قدرتی طور پر پیکر اخلاق حسنہ تھے---

آپ اپنے بڑے بھائی امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کا بے حد احترام کرتے--- ایک دفعہ دونوں بھائیوں میں کسی بات پر ناراضی ہوگئی--- چند ہی دن گزرے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ بے چینی سے امام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس آئے--- دیکھتے ہی استقبال کے لیے کھڑے ہوگئے، دونوں بھائی فرط محبت سے لپٹ گئے، حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے کہا:

بھائی جان! میں خود آپ سے ملاقات کے لیے بے قرار تھا، مگر مجھے آپ کا احترام ملحوظ تھا (چوں کہ حدیث پاک کی رو سے ناراض ہونے والوں میں سے جو منانے میں سبقت کرے اس کے لیے اجر ہے) لہٰذا میں نے یہ پسند نہیں کیا کہ ملاقات میں پہل کر کے آپ کو اجر و ثواب سے محروم کروں---[۶۰۷]

جود و سخا

جود و سخا اور کرم و عطا کا یہ عالم تھا کہ معمولی سے احسان کے بدلے میں بہت زیادہ نواز دیتے --- ایک مرتبہ حج کے لیے جا رہے تھے کہ راستے میں ایک بڑھیا نے مہمان نوازی کی --- طویل عرصہ کے بعد وہ بڑھیا انتہائی فقر و غربت کے عالم میں مدینہ منورہ آئی --- ایک گلی سے گزر رہی تھی کہ امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ نے پہچان لیا اور اسے ایک ہزار بکری اور ایک ہزار درہم عنایت فرمائے اور اپنے غلام کے ساتھ امام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس بھجوایا --- آپ نے بڑھیا کو دیکھتے ہی پہچانا اور اپنے بھائی جان کی طرح ہزار بکریاں اور ہزار درہم عطا فرما کر نہایت تکریم سے رخصت کیا --- [۶۰۸]

ایک مرتبہ ایک کنیز نے آپ کی خدمت میں پھولوں کا گل دستہ پیش کیا، آپ نے فرمایا:

''جا! تجھے اللہ کی رضا کے لیے آزاد کیا'' ---

اس وقت حضرت انس رضی اللہ عنہ بھی پاس بیٹھے تھے --- انھوں نے کہا، آپ نے ایک گل دستے پر کنیز کو آزاد فرما دیا؟ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا، قرآن کریم کے اس حکم پر عمل کرتے ہوئے:

وَإِذَا حُيِّيتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا ---

''جب تمھیں اچھی چیز پیش کی جائے تم اس سے بھی اچھی چیز پیش کرو'' --- [۶۰۹]

ایک دفعہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی بیمار پرسی کے لیے گئے، دیکھا کہ سخت پریشان ہیں، وجہ پوچھنے پر بتایا کہ میرے ذمہ ساٹھ ہزار قرض ہے اور موت قریب آ پہنچی --- یہ سنتے ہی آپ اٹھے اور قرض خواہ کے ہاں جا کر ساری رقم اپنے پاس سے ادا کر دی --- [۶۱۰]

ایک بار ایک سائل مدینہ منورہ کی گلیوں میں گھومتا ہوا آپ کے دروازے پر پہنچا، دستک دی اور اشعار کی صورت میں اپنی حاجت پیش کی---آپ نماز میں مشغول تھے، نماز میں تخفیف کر کے باہر تشریف لائے اور سائل پر فقر و فاقہ کے آثار ملاحظہ فرماتے ہی واپس ہوئے اور اپنے غلام قنبر سے پوچھا، ہمارے نفقہ میں سے کیا کچھ باقی ہے؟--- اس نے عرض کی دو سو درہم باقی ہیں اور جناب نے حکم دے رکھا ہے کہ اسے ہمارے اہل خانہ پر صرف کیا جائے---

آپ نے فرمایا، وہ درہم لاؤ، ہمارے اہل خانہ سے زیادہ حق دار شخص آ گیا ہے--- چناں چہ دو سو درہم آپ نے سائل کو عطا فرما دیے---[۶۱۱]

شعر و سخن

آپ کو بھی اپنے والد گرامی کی طرح شعر و سخن کا بڑا نفیس ملکہ تھا---آپ کے اشعار، فکر آخرت اور پاکیزہ خیالات پر مبنی ہوتے تھے---چند نمونے ملاحظہ ہوں:

لَئِنْ كَانَتِ الدُّنْيَا تُعَدُّ نَفِيْسَةً
فَدَارُ ثَوَابِ اللّٰهِ اَعْلٰى وَ اَنْبَلُ
وَاِنْ كَانَتِ الْاَبْدَانُ لِلْمَوْتِ اُنْشِئَتْ
فَقَتْلُ امْرِئٍ بِالسَّيْفِ فِي اللّٰهِ اَفْضَلُ
وَاِنْ كَانَتِ الْاَرْزَاقُ شَيْئًا مُقَدَّرًا
فَقِلَّةُ سَعْيِ الْمَرْءِ فِي الرِّزْقِ اَجْمَلُ
وَاِنْ كَانَتِ الْاَمْوَالُ لِلتَّرْكِ جَمْعُهَا
فَمَا بَالُ مَتْرُوْكٍ بِهِ الْمَرْءُ يَبْخَلُ [۶۱۲]

''اگر چہ (عام لوگوں کے نزدیک) دنیا کو اچھا اور نفیس خیال کیا جاتا ہے
مگر اللہ تعالیٰ کا اجر و ثواب بہت اعلیٰ اور بہتر ہے---
ہر چند کہ بدن کو موت کے لیے پیدا کیا گیا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کے
رستے میں تلوار سے شہادت پانا نہایت افضل ہے---
اگر چہ ہر کسی کا رزق تقدیر میں مقرر ہو چکا ہے، تاہم بہتر یہ ہے کہ
حصول رزق کے لیے زیادہ تگ و دو نہ کی جائے---
سارے کا سارا مال (فوت ہو جانے کے بعد) ترکہ قرار پائے گا،
سو ایسے مال متروک میں بخل کا کیا فائدہ؟''---

شب عاشور، تلوار صاف کرتے ہوئے یہ اشعار موزوں کیے:

يَا دَهْرُ اُفٍّ لَّكَ مِنْ خَلِيْلِ
كَمْ لَكَ بِالْاِشْرَاقِ وَالْاَصِيْلِ
مِنْ صَاحِبٍ اَوْ طَالِبٍ قَتِيْلِ
وَالدَّهْرُ لَا يَقْنَعُ بِالْبَدِيْلِ
وَاِنَّمَا الْاَمْرُ اِلَى الْجَلِيْلِ
وَكُلُّ حَيٍّ سَالِكُ السَّبِيْلِ [٦١٣]

''اے زمانے! تو کتنا بے وفا دوست ہے--- ہر صبح و شام تیرے ہاتھوں
کتنے ہی مارے جاتے ہیں---
یہ زمانہ کسی سے عوض قبول نہیں کرتا---
سارا معاملہ تو اللہ رب جلیل کے قبضہ قدرت میں ہے--- ہر زندہ شخص
موت کی راہ پر گامزن ہے''---

چھوٹی بحر کے درج ذیل اشعار میں اللہ تعالیٰ کی ذات پر کس قدر اعتماد اور توکل کا

اظہار کیا ہے اور مصائب ومشکلات میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رجوع کرنے کا درس دیا ہے:

إِذَا مَا عَضَّكَ الدَّهْرُ
فَلَا تَجْنَحْ إِلَى الْخَلْقِ
وَلَا تَسْأَلْ سِوَى اللّٰهِ
الْمُغِيثِ الْعَالِمِ الْحَقِّ
فَلَوْ عِشْتَ وَقَدْ طُفْتَ
مِنَ الْغَرْبِ إِلَى الشَّرْقِ
لَمَا صَادَفْتَ مَنْ يَّقْدِرُ
أَنْ يُّسْعِدَ أَوْ يُشْقِي [٦١٤]

''جب زمانہ تجھے دکھ پہنچائے تو مخلوق کی طرف مائل نہ ہو---
اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے آگے دست سوال دراز نہ کر--- وہی
سارے زمانہ کی فریاد سننے اور مدد کرنے والا ہے---
اگر تو کافی عرصہ تک زندہ رہے اور مشرق سے مغرب تک چکر لگائے تو تجھے
ایسا کوئی شخص نہیں ملے گا جو تجھے نیک بخت یا بد بخت بنانے پر قادر ہو''---

اولاد امجاد

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد چھ افراد پر مشتمل تھی [٦١٥] چار صاحب زادے اور دو صاحب زادیاں:

① ابومحمد علی بن حسین

یہ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے لقب سے معروف ہیں--- ان کی والدہ کا نام

سلافہ اور لقب ''شاہ زناں'' (ملکۃ النساء) تھا--- یہ فارس کے بادشاہ یزدجرد بن نوشیروان کی صاحب زادی تھیں [٦١٦] علامہ عبد الرحمٰن جامی [٦١٧]، دکتور محمد عبدہ یمانی [٦١٨] اور بعض دیگر حضرات نے ان کا نام شہر بانو دختر یزدجرد تحریر کیا ہے اور عوام میں یہی مشہور ہے---

② **علی بن حسین اکبر**

ان کی والدہ کا نام لیلیٰ بنت مرہ بن عروہ بن مسعود ثقفی ہے--- یہ میدان کربلا میں شہید ہوئے---

③ **جعفر بن حسین**

ان کی والدہ کا نام قضاعہ ہے--- آپ اپنے والد گرامی سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی حیات مبارکہ میں (سانحہ کربلا سے پہلے) وصال فرما گئے تھے---

④ **عبد اللہ بن حسین**

بالکل صغر سنی میں تیر لگنے سے میدان کربلا میں جام شہادت نوش کیا--- (یہ علی اصغر کے نام سے مشہور ہیں)---

⑤ **سکینہ بنت حسین**

حضرت عبد اللہ اور سیدہ سکینہ کی والدہ رباب بنت امرئ القیس بن عدی کلبیہ ہیں--- [٦١٩]

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو اپنی صاحب زادی سکینہ اور ان کی والدہ رباب سے خاص الفت تھی، جس کا اظہار آپ کے اس شعر سے ہوتا ہے:

لَعُمْرِیْ اِنَّنِیْ لَاُحِبُّ دَارًا
تَحِلُّ بِهَا السَّكِيْنَةُ وَ الرُّبَابُ [٦٢٠]

''مجھے اپنی جان کی قسم! میں اس گھر سے محبت رکھتا ہوں، جس میں سکینہ اور رباب کا بسیرا ہے''---

⑥ **فاطمہ بنت حسین**

ان کی والدہ کا نام ام اسحاق بنت طلحہ بن عبداللہ تیمیہ ہے---[٦٢١]

- شیخ جمال الدین بن عبد الرحمٰن الاھدل کا بیان ہے کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے چھ صاحب زادے اور تین صاحب زادیاں تھیں--- چار صاحب زادوں اور دو صاحب زادیوں کے اسماء گرامی اوپر بیان ہوئے مزید یہ ہیں:

- محمد بن حسین---
- عمر بن حسین---
- زینب بنت حسین---[٦٢٢]

رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

واقعات کربلا کے ضمن میں موخر الذکر صاحب زادے عمر بن حسین رضی اللہ عنہ کا ذکر اس طرح ملتا ہے:

ایک دن یزید نے حضرت علی بن حسین (امام زین العابدین رضی اللہ عنہ) کو بلوایا، ان کے ساتھ ان کے صغر سن بھائی عمر بن حسین رضی اللہ عنہ بھی تھے، یزید نے انھیں کہا کہ میرے بیٹے خالد کے ساتھ کشتی کرو گے؟---عمر بن حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"یوں خالی ہاتھ نہیں، بلکہ ایک خنجر مجھے دے اور ایک خنجر اسے پکڑا، پھر دیکھ کیسے مقابلہ کرتا ہوں؟"---[٦٢٣]

علامہ ابن جوزی نے بھی یہ واقعہ نقل کیا ہے، مگر انھوں نے عمر کی بجائے عمرو بن حسین تحریر کیا ہے---[٦٢٤]

جرأت و بہادری

یہ وصف آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ورثہ میں ملا تھا، جیسا کہ پہلے گزر چکا،

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا:

اَمَّا حُسَیْنٌ فَاِنَّ لَہٗ جُرْاَتِیْ وَ جُوْدِیْ --- [۶۲۵]

''حسین کے لیے میری جرأت اور جود وسخا ہے'' ---

جرأت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ بچپن ہی سے آپ کو اپنی شہادت کا علم تھا مگر کبھی آپ نے بے صبری کا مظاہرہ نہیں کیا --- کبھی ایسی دعا نہیں کی کہ شہادت ٹل جائے، بلکہ زندگی کا ایک طویل حصہ عرصہ گاہ امتحان میں گزارا اور جب وقت آیا تو جرأت و استقامت کا حق ادا کر دیا ---

آپ کی جرأت و بہادری اور بے داغ کردار کی تابناک جھلکیاں واقعہ کربلا کے ایک ایک مرحلے پر بہت نمایاں دکھائی دیتی ہیں ---

آپ نے جب دینی اقدار کو پامال ہوتے دیکھا تو یزید ایسے فاسق و فاجر حکمران کی بیعت کر کے دنیوی راحتوں کے حصول کی بجائے اعلاءِ کلمۃ الحق کا فریضہ انجام دیا ---

اپنے بھائیوں، بھتیجوں، عزیزوں اور جگر کے ٹکڑوں (نوجوان بیٹوں اور شیرخوار بچوں) کو ایک ایک کر کے قربان کر دیا --- خود بھی جام شہادت نوش کیا --- اپنے اور اپنے جاں نثار ساتھیوں کے مقدس خون کے ساتھ شجر اسلام کی آب یاری کی اور تاریخ شجاعت و بسالت میں ایسا باب رقم کیا، جس کی کوئی اور مثال پیش نہیں کی جا سکتی ---

سچ کہا ہے خواجۂ خواجگان سیدنا خواجہ معین الدین چشتی اجمیری قدس سرہ العزیز نے:

شاہ است حسین بادشاہ است حسین
دین است حسین دین پناہ است حسین
سر داد نہ داد دست در دستِ یزید
حقا کہ بنائے لا الہ است حسین [۶۲۶]

ظفر اکبر آبادی نے اس کا ترجمہ یوں کیا ہے:

حسین شاہ بھی ہیں اور بادشاہ بھی ہیں
حسین دین بھی ہیں، دین کی پناہ بھی ہیں
کٹایا سر نہ دیا ہاتھ میں یزید کے ہاتھ
اسی لیے تو وہ بنیاد لا الہ بھی ہیں

سانحہ کربلا

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جب یزید کے ولی عہد ہونے کے لیے بیعت لی تھی تو حضرت امام حسین، حضرت ابن عمر، حضرت عبداللہ بن زبیر اور حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہم نے یزید کی بیعت سے انکار کر دیا تھا---امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد پیہم اصرار کے باوجود حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے یزید پلید کی بیعت نہ کی اور مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ آ گئے---اس اثناء میں اہل کوفہ نے امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کو بڑی کثرت سے خطوط تحریر کیے اور انہیں کوفہ آنے کی دعوت دی--- (آپ نے حالات کا جائزہ لینے کے لیے اپنے چچازاد بھائی حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو کوفہ بھیجا--- انہوں نے لوگوں کی عقیدت، ولولہ اور جوش وخروش دیکھ کر امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کو حالات سازگار ہونے کی اطلاع بھجوائی--- بعد میں حکومتی دباؤ اور لالچ میں آ کر اہل کوفہ نے سخت بے وفائی کا مظاہرہ کیا---نتیجتاً امام مسلم رضی اللہ عنہ تن تنہا شہید کر دیے گئے--- اہل کوفہ کے پیہم اصرار اور امام مسلم کی ابتدائی رپورٹ پر) حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کوفہ جانے کے لیے تیار ہو گئے---آپ کے بھائی محمد بن حنفیہ، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم اور دیگر بہت سے حضرات نے آپ کو منع کیا تو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فِی الْمَنَامِ وَ اَمَرَنِیْ بِاَمْرٍ فَاَنَا فَاعِلٌ مَّا اَمَرَ---[۶۲۷]

''مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوئی ہے، آپ نے مجھے ایک حکم فرمایا ہے، میں آپ کے حکم کی ہر حال میں تعمیل کروں گا''---

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ عراق پہنچے تو اس وقت یزید نے عبید اللہ بن زیاد کو کوفہ کا گورنر بنا دیا--- اس نے عمرو بن سعد بن ابی وقاص کی قیادت میں ایک لشکر آپ کی طرف بھیجا---حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے ابن زیاد بدنہاد کی اطاعت سے انکار کیا---لشکر حملہ آور ہوا، تو (شدید مقابلہ کے بعد) حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ اور اہل بیت کرام کے انیس افراد[۶۲۸] نے جام شہادت نوش کیا---

سنان بن انس نخعی نے امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کو شہید کیا--- جب کہ عمرو بن سعد اور شمر قتل پر برانگیختہ کرنے والے تھے---خولی بن زیاد نے آپ رضی اللہ عنہ کا سر اقدس تن سے جدا کر کے عبید اللہ بن زیاد کے پاس بھیجا--- مجموعی طور پر کربلا میں حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کے ساتھ ۷۲ (بہتر) افراد شہید ہوئے---[۶۲۹]

میدان کربلا میں جب یہ سانحہ عظمیٰ پیش آیا تو مدینہ منورہ میں ام المومنین حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا رو رہی تھیں--- رونے کا سبب پوچھا گیا تو آپ نے کہا:

رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فِی الْمَنَامِ وَ عَلٰی رَاْسِہٖ وَلِحْیَتِہِ التُّرَابُ فَقُلْتُ مَا لَکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ شَھِدْتُ قَتْلَ الْحُسَیْنِ آنِفًا---[۶۳۰]

''ابھی ابھی میں نے خواب دیکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر انور اور داڑھی مبارک پر گرد و غبار ہے، میں نے پوچھا، یارسول اللہ! کیا ہوا؟---فرمایا: میں ابھی قتل حسین کے موقع پر موجود تھا (اور وہیں سے آ رہا ہوں)''---

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، میں نے خواب دیکھا کہ دوپہر کا وقت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہیں، آپ کے بال بکھرے اور گرد وغبار میں اٹے ہوئے ہیں، ہاتھ میں خون کی شیشی ہے--- میں نے عرض کی، یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، یہ کیا ہے؟---فرمایا:

هٰذَا دَمُ الْحُسَيْنِ لَمْ اَزَلْ اَلْتَقِطُهٗ مُنْذُ الْيَوْمِ---[۶۳۱]

''یہ حسین کا خون ہے---(بوقت شہادت) میں یہ خون جمع کرتا رہا''---

وقت شہادت آپ کا جسد اطہر تیروں، نیزوں اور تلواروں کے زخموں سے گلاب رنگ تھا، علامہ ابن اثیر لکھتے ہیں:

وَ وُجِدَ بِالْحُسَيْنِ ثَلَاثٌ وَّ ثَلَاثُوْنَ طَعْنَةً وَّ اَرْبَعٌ وَّ ثَلَاثُوْنَ ضَرْبَةً غَيْرَ الرَّمْيَةِ---[۶۳۲]

''وقت شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ کے جسد اطہر پر نیزوں کے ۳۳ (تینتیس) اور تلواروں کے ۳۴ (چونتیس) گھاؤ تھے، جب کہ تیروں کے (ان گنت) زخم اس کے علاوہ تھے''---

۱۰ رمحرم الحرام ۶۱ ھ بروز جمعۃ المبارک آپ شہید ہوئے تو عمر مبارک ۵۶ سال ۵ ماہ (۵ دن) تھی---[۶۳۳]

شہادت کے بعد یزیدی لشکر کے سربراہ عمرو بن سعد نے اپنے لشکریوں کو للکارا کہ کوئی آگے بڑھے اور (امام) حسین کے تن نازنیں کو گھوڑوں سے روند ڈالے--- دس بدطینت اشخاص گھوڑے دوڑاتے آئے اور اپنے نامہ اعمال کو تیرہ وتاریک بنایا---[۶۳۴]

یزیدی فوج کے مقتولین پر عمرو بن سعد نے جنازہ پڑھا اور ان کی تدفین کی مگر امام عالی مقام رضی اللہ عنہ اور دیگر شہداء کی لاشیں بے گور وکفن پڑی رہیں--- سانحہ کربلا کے ایک یا دو روز بعد قریبی بستی غاضریہ میں مقیم بنی اسد قبیلہ کے لوگوں نے تجہیز وتکفین کی

سعادت حاصل کی---[۶۳۵]

کربلا میں امام پاک کے جسد مبارک کی تدفین ہوئی---سر انور (جنت البقیع) مدینہ منورہ، دمشق یا مصر میں مدفون ہے---جس کی تفصیل کے لیے راقم کا سفرنامہ ''چندروز مصر میں'' کا مطالعہ مفید ثابت ہوگا---

کربلا معلّٰی میں آپ کا نہایت عالی شان اور فن تعمیر کا شاہ کار روضہ مبارکہ مرجع خلائق ہے[۶۳۶]، جس کے بلند و بالا سنہری منار آج بھی شہید اعظم کی عظمتوں کی گواہی دے رہے ہیں---

عدیم المثال شہادت

نواسۂ رسول، جگر گوشۂ بتول، حیدر کرار کے عظیم فرزند، ملت اسلامیہ کے بطل جلیل، شہزادۂ گل گوں قبا، سید الشہداء، امام عالی مقام، سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے اعلائے کلمۃ الحق اور شریعت محمدیہ کی بالادستی کے لیے معرکۂ کربلا میں جو لازوال شہادت اور عظیم الشان قربانی پیش کی، اپنے اور اپنے عزیز و اقارب کے خون سے جو اَن مٹ نقوش ثبت کیے ہیں، تاریخ حریت اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے---

معرکۂ کربلا حق و باطل کے درمیان فیصلہ کن تصادم تھا---باطل اپنے تمام تر لاؤ لشکر کے ساتھ حق کے مقابل آیا---یزیدی فوجوں نے اپنی تلواروں کا رخ قافلۂ حسین کی جانب موڑ دیا اور وہ جملہ اسباب جن کا تعلق جبر و استبداد، تیر و تفنگ، نیزہ و سناں، حرص و ہوا اور دولت و ثروت سے تھا، وہ سارے کے سارے نظریۂ حسین کے مخالف تھے اور وہ سب کچھ جس کا انحصار تقویٰ و طہارت، صبر و استقامت اور حق و دیانت پر تھا، وہ حسینی قافلہ کے پلڑے میں تھا---بظاہر میدان کربلا میں شمشیر و سناں کی فتح تھی---

بدی کا غلبہ تھا اور حرص و ہوا کی کامیابی تھی --- شہیدوں کی بکھری ہوئی لاشیں، اہل بیت کے خیموں میں سے لپکتے ہوئے آگ کے شعلے، تپتا ہوا صحرا، امام ہمام کی لاش کو گھوڑوں کا روندنا اور یزیدی لشکر کا طبل فتح بجانا --- اس کے باوجود فاتح کون اور مفتوح کون تھا؟ --- اس کا فیصلہ تاریخ نے چھپا نہیں رکھا --- دنیا نے دیکھ لیا کہ یزید حرف غلط کی طرح مٹ گیا، خائب و خاسر ہو کر مرا اور حق سر بلند ہوا --- برس ہا برس بیت جانے کے باوجود حسین کی جرأت و استقامت، وفا شعاری و راست بازی اور دین حق پر آنچ نہ آنے دینے کے تذکرے ہوتے رہے ہیں --- ہوتے رہیں گے --- جب تک فلک نیل گوں پر ستارے جھلملاتے رہیں گے --- جب تک سورج اپنی نقرئی کرنوں سے دنیا پر ضو پاشی کرتا رہے گا --- جب تک مؤذن کی اذان کی گونج سنائی دیتی رہے گی اور جب تک خدا اور رسول خدا کا نام لیوا، ایک فرد بھی باقی رہے گا، ذکر حسین ہوتا رہے گا --- نام حسین کا ورد لبوں پر جاری رہے گا --- شہادت حسین کا تذکرہ اہل ایمان کو ایک نیا عزم اور ولولۂ تازہ بخشتا رہے گا --- اس لیے کہ حسین زندہ ہیں --- ان کا نام زندہ ہے --- ان کا کردار زندہ ہے --- زندہ رہے گا ---

عہد حاضر اور ذکر شہادت حسین کی اہمیت

آج کے پُر آشوب دور میں بطور خاص اس امر کی ضرورت ہے کہ واقعہ کربلا کا مطالعہ کیا جائے اور اس کی روح کو سمجھا جائے --- کیوں کہ شہادت حسین اہل ایمان کو نئے ولولہ سے سرشار کرتی ہے --- تاریخ اسلام کی یہی وہ لازوال داستان ہے، جو ''غریب و سادہ و رنگین'' ہونے کے باوصف رہتی دنیا تک حریت فکر اور حق کی سربلندی رکھنے والے افراد کو باطل قوتوں کے خلاف نبرد آزما ہونے کا حوصلہ اور

شوق فراواں عطا کرتی رہے گی---

کاش امت مسلمہ اس ''داستان حرم'' سے درس حاصل کرتی اور اس کی روح کو سمجھتے ہوئے، باطل اور طاغوتی طاقتوں سے نبرد آزما ہوتی---مگر مسلمان باہم دست بہ گریبان ہیں---عالم اسلام بالعموم اور پاکستان بالخصوص اس وقت جن نازک اور سنگین حالات سے گزر رہا ہے، وہ کسی بھی صاحب بصیرت سے مخفی نہیں ہیں---

امت مسلمہ، یہود و ہنود اور نصاریٰ کی جن سازشوں کا شکار ہے اور سی ٹی بی ٹی اور نیو ورلڈ آرڈر کی صورت میں اسے جس ''نار نمرود'' اور ''معرکۂ کربلا'' کا سامنا ہے، اس کا حل صرف اور صرف اسوۂ خلیل (علیہ السلام) اور جذبۂ شبیر کو زندہ رکھنے اور دل و جان سے اس پر عمل پیرا ہونے میں مضمر ہے---

ریگ زار کربلا آج بھی ذلت و نکبت کی شکار، خوابیدہ امت مسلمہ کو زبان حال سے جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر بیدار کر رہا ہے:

قافلۂ حجاز میں ایک حسین بھی نہیں
گرچہ ہے تاب دار ابھی گیسوئے دجلہ و فرات [۶۳۷]

اللہ تعالیٰ عزوجل امت مسلمہ کو اسوۂ حسین پر گام زن ہونے کی توفیق ارزانی فرمائے---

آمین بجاہ سید الکونین جد الحسن و الحسین
صلی اللّٰہ علیہ و علٰی آلہ و اصحابہ اجمعین
من لدن یومنا ھذا الٰی یوم الدین

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نواسی، سیدنا علی المرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اور خاتون جنت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی صاحبزادی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی ولادت شعبان المعظم ۵ ہجری، بمطابق ۶۲۶ء میں حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے ہاں ہوئی --- سیدہ رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر حضرت سیدنا علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ بچی کا نام تجویز کریں، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کا نام تجویز فرمائیں گے--- آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت سفر پر تھے، جب واپس تشریف لائے تو حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے نام پوچھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر سبقت نہیں لے جانا چاہتا--- اتنے میں حضرت سیدنا جبریل امین علیہ السلام حاضر ہوئے اور سلام پیش کرنے کے بعد عرض کی:

"اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اس بچی کا نام زینب رکھ دیں"---

پھر حضرت جبریل امین علیہ السلام نے مستقبل میں اس صاحبزادی کو پیش آنے والے مصائب سے آپ کو آگاہ کیا، جس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آب دیدہ ہو گئے---[۶۳۸]

تربیت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اور سیدۃ نساء العالمین سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے آپ کی تربیت فرمائی اور علم، حکمت، دین، اخلاق، آداب، شجاعت اور قوت ایمان وایقان سے بہرہ یاب کیا---[۶۳۹]

پانچ سال کی تھیں کہ جد امجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا سے رخصت ہو گئے، چند ماہ گزرے تھے کہ والدہ ماجدہ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا بھی داغ مفارقت دے گئیں--- گھریلو ذمہ داریاں ان کے سر آ گئیں، صغر سنی کے باوجود اپنے بھائیوں حضرت سیدنا امام حسن و حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما اور بہنوں حضرت سیدہ ام کلثوم اور حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی تربیت وخدمت میں بھرپور حصہ لیا---[۶۴۰]

اوصافِ حسنہ

آپ بڑی عبادت گزار تھیں، بہت روزے رکھتیں اور خشوع وخضوع کے ساتھ قیام کرتیں--- رات کا اکثر حصہ تلاوت قرآن میں بسر کرتیں اور یہ معمول میدان کربلا میں بھی قائم رہا--- سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے میدان کارزار میں جاتے ہوئے آخری وصیت یہ کی تھی:

”بہن! اپنی رات کی عبادت اور نوافل کے بعد دعائے خیر میں

مجھے مت بھولنا"---[۶۴۱]

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا لوگوں کو ایمان باللہ، رجوع الی اللہ اور رسول اللہ کی شفاعت پر یقین رکھنے کی تلقین کرتیں---آپ کی زبان ہمیشہ ذکر الٰہی سے تر رہتی---

آپ کے جود و کرم کو دیکھ کر اہل جود آپ کو ام ہاشم کے لقب سے یاد کرتے (کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جد اعلیٰ حضرت ہاشم رضی اللہ عنہ غریب پروری کرتے اور لوگوں کو کھانا کھلاتے تھے)---

عزم اور بلند ہمتی کے پیش نظر سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو ام العزائم کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے---آپ کے والد گرامی اور بہن، بھائی آپ کی اصابت رائے کے پیش نظر آپ سے مشاورت کرتے، اس لیے آپ صاحب شوریٰ بھی تھیں---

آپ کا گھر ضعیفوں، عاجزوں اور محتاجوں کے لیے جائے پناہ تھا، اس لیے آپ کو "ام العواجز" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے---[۶۴۲]

حافظ ابن اثیر لکھتے ہیں:

آپ کی ولادت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری حیات مبارکہ میں ہوئی، آپ نہایت عقل مند، دانا، زیرک، متقی، عبادت گزار، بہادر اور فصیح اللسان خاتون تھیں---[۶۴۳]

روایت حدیث

آپ اپنے والدین کریمین رضی اللہ عنہما کے علاوہ حضرت سیدہ ام سلمہ اور حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہما سے احادیث روایت کرتیں، جب کہ حضرت سیدنا ابن عباس، سیدنا علی بن حسین، سیدنا عبد اللہ بن جعفر طیار اور سیدہ فاطمہ بنت الحسین رضی اللہ عنہم نے آپ سے

احادیث روایت کیں---[۶۴۴]

حافظ ابن عساکر لکھتے ہیں:

آپ نے اپنی والدہ ماجدہ، حضرت اسماء بنت عمیس اور ذکوان یا طهمان نامی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام سے احادیث روایت کیں اور آپ رضی اللہ عنہا سے احادیث روایت کرنے والوں میں محمد بن عمرو، عطا بن سائب اور آپ کی بھتیجی فاطمہ بنت سیدنا امام حسین (رضی اللہ عنہم) شامل ہیں---[۶۴۵]

ایک بار آپ کے بھائی حسنین کریمین رضی اللہ عنہما اپنے جد کریم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سماعت کردہ مسائل پر باہمی مذاکرہ کر رہے تھے کہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بھی وہاں آ گئیں--- انھوں نے حدیث مبارکہ:

((اَلْحَلَالُ بَیِّنٌ وَّالْحَرَامُ بَیِّنٌ وَّبَیْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ...... الخ))---[۶۴۶]

پر ایسی علمی گفتگو فرمائی کہ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ بے ساختہ پکار اٹھے:

''تمھارا تعلق واقعی شجرۂ نبوت اور معدن رسالت سے ہے''---[۶۴۷]

نکاح

آپ کا نکاح اپنے چچا کے بیٹے حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوا---[۶۴۸]

آپ کے خاوند حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بڑے صاحب جود و کرم تھے، آپ رضی اللہ عنہ کو قطبِ اسخیاء کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا---سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا ان سے نکاح عہد فاروقی کے اواخر میں ہوا---تقریب نکاح میں حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت ابوہریرہ، حضرت ابوذر غفاری، حضرت انس بن مالک اور حضرت عبدالرحمٰن

بن عوف رضی اللہ عنہم ایسے اکابر صحابہ نے شمولیت کی---[۶۴۹]

اولادِ امجاد

اولادِ امجاد میں علی، عون الاکبر، عباس اور محمد چار صاحبزادے اور ام کلثوم (رضی اللہ عنہم) نامی ایک صاحبزادی تھیں---[۶۵۰]

جرأت وشجاعت

آپ بڑی بہادر اور دلیر تھیں--- یہ جرأت وشجاعت آپ کو وراثت میں ملی تھی---کربلا کے نازک موقع پر آپ نے قدم قدم پر اپنے عزیز بھائی امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کی مدد کی---میدانِ کربلا کے دل دوز مناظر ان کی نگاہوں کے سامنے پیش آئے، آپ نے تمام صدموں کو صبر واستقلال سے برداشت کیا---

اسیرانِ کربلا کے ساتھ آپ کو بھی دمشق لے جایا گیا، راستے میں کوفہ والوں کے آہ وبکا اور نالہ وشیون کی صدا پر جس جرأت اور فصاحت وبلاغت سے اظہارِ حقیقت فرمایا، وہ آپ ہی کا حصہ ہے---آپ نے حمد وصلوٰۃ کے بعد فرمایا:

''اے بے وفا، دغاباز اور بزدل کوفیو! اب روتے ہو اور ماتم کرتے ہو، خدا کرے تم ہمیشہ روتے رہو---تمہاری مثال اس عورت کی سی ہے جو مضبوط دھاگے کو کاتنے کے بعد اس کے ٹکڑے کر دے---تم نے قسموں کو دھوکہ اور فریب کا ذریعہ بنا رکھا ہے---تم جھوٹے مداح، ظالم وکینہ پرور، لونڈیوں کی طرح چاپلوس اور خوشامدی ہو---تم غلاظت کی ڈھیری پر

اُگے ہوئے گھاس کی مانند ہو:

وَ اللّٰہِ فَابْکُوْا کَثِیْرًا وَّ اضْحَکُوْا قَلِیْلًا---

''اللہ کی قسم! تم بہت زیادہ روؤ اور کم ہنسو گے''---

تم نے ہمیشہ کے لیے شرمندگی اٹھائی، بے وفائی کا یہ داغ تمہارے ہاتھوں سے کبھی نہ دھل سکے گا---

اے کوفیو! تم نے خلاصہ خانوادۂ نبوت، دین و شریعت کے منار اور نوجوانانِ جنت کے سردار کو قتل کیا---نامرادو! تم نے اپنے لیے کیسا راستہ منتخب کیا، تم پر اللہ کا غضب اور عذاب ہو---جانتے ہو تم نے کس جگر رسول کو پارہ پارہ کیا، کس کا خون بہایا؟---تم برے کام کے مرتکب ہوئے ہو، جس کی پاداش میں آسمان ٹوٹ پڑیں، زمین پھٹ جائے، پہاڑ پاش پاش ہو جائیں---کیا تم یہ چاہتے ہو کہ آسمان تم پر خون کے آنسو روئے؟---

یقیناً اخروی عذاب سخت رسوا کرنے والا ہے اور وہاں تمہارا کوئی یار و مددگار نہ ہوگا''---[۶۵۱]

آپ کے خطاب میں بعینہٖ اپنے والد ماجد باب مدینۃ العلم رضی اللہ عنہ کی خطابت کا رنگ نمایاں نظر آتا ہے---اسی طرح یزید کے روبرو اس کے دربار میں آپ نے جس بے باکی سے گفتگو فرمائی، وہ آپ کی ذہانت و فطانت اور جرأت و شجاعت کی بین دلیل ہے---

بلاشبہہ آپ صورت و سیرت میں لختِ جگر مصطفیٰ، سیدہ نساء العالمین فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی حقیقی تصویر تھیں---

سانحہ کربلا کے بعد اہل بیت کرام کا قافلہ مدینہ منورہ پہنچا تو حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بقیہ زندگی اپنے نانا جان حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں میں بسر کرنا چاہتی تھیں، مگر بنو امیہ کو یہ بات گوارا نہ ہوئی، کیوں کہ انھیں خطرہ تھا کہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور

دیگر شہداء کربلا کا بدلہ لینے کے لیے محبین اہل بیت ان کی قیادت میں مجتمع نہ ہو جائیں---
اس لیے گورنر مدینہ نے پیغام بھیجا کہ آپ مدینہ منورہ کے علاوہ جہاں چاہیں
قیام کر سکتی ہیں، چناں چہ شعبان ۶۱ھ میں مصر تشریف لے آئیں--- گورنر مصر
مسلمہ بن مخلد انصاری اور اہل مصر نے والہانہ استقبال کیا---تقریباً ایک سال
مصر میں قیام کے بعد ۶۲ھ میں وصال فرمایا---[۶۵۲]

رحمها الله تعالیٰ علیها رحمة واسعة

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے مزار کی تحقیق

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا روضہ مبارکہ دمشق (شام) میں بھی ہے، جو دنیا کی چند نہایت قیمتی
اور خوب صورت عمارات میں سے ایک ہے اور وہ آپ کے نام سے منسوب و مشہور ہے---
مگر ممکن ہے وہ مقام ہو اور آپ کے قیام کی مناسبت سے وہاں روضہ تعمیر کیا گیا ہو
یا سادات کرام میں سے کوئی اور زینب ہوں، کیوں کہ اہل تحقیق نے صراحت کی ہے
کہ آپ کا روضہ مبارکہ قاہرہ میں ہے، چناں چہ امام عبد الوہاب شعرانی (م ۹۷۳ھ)
المنن الکبریٰ میں لکھتے ہیں:

''سیدی علی الخواص رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا کہ (مصر میں) قناطر السباع
کے مقام پر حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی صاحبزادی
حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا مزار ہے--- بلا شک و شبہہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا
اسی مقام پر آسودہ ہیں---سیدی علی الخواص ننگے پاؤں یہاں حاضر ہوتے
اور آپ کے توسل سے بارگاہ خداوندی میں دعا کیا کرتے---[۶۵۳]

حضرت سیدنا امام زین العابدین

سید الشہداء امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کی اولاد امجاد میں سے آپ کی نسبی و روحانی عظمتوں کے امین آپ کے لخت جگر حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ ہیں---
یہ امر متفق علیہ ہے کہ امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کی نسل صرف آپ سے چلی:

فَلَمْ يَكُنْ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ حُسَيْنِيٌّ اِلَّا مِنْ نَسْلِهٖ---[۲۵۴]

''روئے زمین پر اب جو بھی حسینی سید ہوگا، وہ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہوگا''---

چوں کہ سادات کی نسب کے علاوہ روحانی فیوض و برکات کا سلسلہ بھی آپ سے چلا اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے تاب ناک حالات بھی مختصراً درج کتاب

کر دیے جائیں---

آپ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے منجھلے صاحب زادے ہیں--- آپ کی والدہ ماجدہ حضرت سلافہ (جو شہر بانو رضی اللہ عنہا کے نام سے مشہور ہیں) ایران کے آخری شہنشاہ یزدگرد کی صاحب زادی تھیں--- آپ کی ولادت باسعادت آپ کے جد امجد حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شہادت سے دو سال قبل ۵/شعبان المعظم ۳۸ھ کو مدینہ منورہ میں ہوئی--- [۶۵۵]

آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے والد گرامی سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے تعلیم و تربیت پائی--- علاوہ ازیں اپنے چچا سیدنا امام حسن مجتبیٰ، حضرت ابن عباس، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم اور امہات المؤمنین میں سے حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت صفیہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہن سے احادیث حاصل کیں--- [۶۵۶]

عبادت اور خشیت الٰہی

آپ کو عبادت و ریاضت کا خاص ذوق تھا، اس لگن اور کثرت عبادت کے باعث ''زین العابدین'' کے لقب سے مشہور ہوئے--- روزانہ ایک ہزار رکعت نفل ادا کرتے---

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ایک بار میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما آ گئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں سینے سے لگا کر اپنی گود میں بٹھالیا، پھر فرمایا:

''میرے اس بیٹے کے ہاں ایک فرزند پیدا ہوگا جس کا نام علی ہوگا، روزِ قیامت عرش الٰہی سے اسے ''سید العابدین'' کے خطاب سے پکارا جائے گا''--- [۶۵۷]

حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"میں نے علی بن حسین (زین العابدین رضی اللہ عنہ) سے زیادہ خشیت الٰہی رکھنے والا کوئی انسان نہیں دیکھا" --- [٦٥٨]

امام زہری جب آپ کا ذکر کرتے تو رو پڑتے اور کہتے کہ تمام عبادت گزاروں کی زینت آپ کے باعث تھی --- گویا صحیح معنوں میں آپ ہی زین العابدین کہلانے کے مستحق تھے--- [٦٥٩]

خشیت الٰہی کا یہ عالم تھا کہ جب وضو کرتے تو رنگ زرد پڑ جاتا اور جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو خوف سے کانپتے تھے--- وجہ پوچھنے پر آپ نے فرمایا، تم کیا جانو، کس کے حضور پیش ہوتا ہوں؟--- [٦٦٠]

حج کے موقع پر احرام باندھنے لگے تو خوف خدا کی وجہ سے ایسا لرزہ طاری ہوا کہ زبان سے لبیك تک نہ نکل سکا--- لوگوں کے پوچھنے پر آپ نے فرمایا: مجھے ڈر ہے کہ میں لبیک کہوں تو ادھر سے جواب آئے: لا لبیك "تیری حاضری قبول نہیں"--- لوگوں نے ہمت دلائی تو جوں ہی لبیك کہا، خوف الٰہی سے بے ہوش ہو کر سواری سے گر پڑے--- [٦٦١]

طاؤس کہتے ہیں کہ ایک بار میں نے آپ کو حطیم کعبہ میں سجدہ کی حالت میں یہ دعا کرتے ہوئے پایا:

عُبَيْدُكَ بِفِنَائِكَ سَائِلُكَ بِفِنَائِكَ فَقِيْرُكَ بِفِنَائِكَ--- [٦٦٢]

"(بارالٰہا!) تیرا بندہ تیری بارگاہ میں حاضر ہے، تیرا سائل تیری بارگاہ میں حاضر ہے اور تیرا فقیر تیری بارگاہ میں حاضر ہے"---

طاؤس کہتے ہیں کہ قسم بخدا میں نے یہ دعا جس مصیبت میں بھی پڑھی، وہ فوراً دور ہو گئی---

عبادت میں محویت کی یہ کیفیت تھی کہ ایک مرتبہ جس کمرے میں نماز پڑھ رہے تھے، اسے آگ لگ گئی--- آپ سجدے میں تھے، لوگوں نے شور مچایا، اے فرزند رسول! آگ لگی ہوئی ہے، مکان سے باہر تشریف لے چلیں---مگر آپ نے پروانہ کی اور بلاخوف وخطر بدستور نماز پڑھتے رہے، یہاں تک کہ آگ بجھ گئی---عرض کی گئی کہ آپ کو آگ سے بے پروا کس چیز نے کیا؟---فرمایا، اخروی آگ، یعنی نار جہنم کے خوف نے مجھے اس آگ سے غافل کر دیا--- [۶۶۳]

آپ فرماتے:

"کچھ لوگ خوف خدا کی وجہ سے عبادت کرتے ہیں، یہ غلاموں کی عبادت ہے، کچھ لوگ جنت کے طمع میں عبادت کرتے ہیں، یہ تاجروں کی عبادت ہے اور کچھ لوگ خالص شکر الٰہی سے عبادت کرتے ہیں، یہی آزاد بندوں کی عبادت ہے"--- [۶۶۴]

جودوسخا

صدقہ وخیرات اور جودوعطا میں بھی اپنے والد گرامی رضی اللہ عنہ اور نانا جان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مظہر اتم تھے--- آپ کو نام ونمود سے غرض نہ تھی، خفیہ صدقہ کرتے اور فرماتے:

"رات کا صدقہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو فرو، دل اور قبر کو منور اور بندے سے قیامت کی ظلمت وتاریکی کو دور کرتا ہے"---

دو مرتبہ تو آپ نے اپنا تمام مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خیرات کر دیا--- راتوں کو اپنی پشت پر روٹیوں کی بوریاں لاد کر نکلتے اور مستحقین کے گھر پہنچاتے--- مدینہ منورہ کے

متعدد نادار گھرانوں کی آپ کفالت فرماتے اور انہیں خبر تک نہ ہوتی کہ ان کا خرچ کہاں سے آتا ہے---جب امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تب انہیں پتا چلا کہ یہ تو امام زین العابدین کے جود وسخا کا فیض تھا---

جب آپ کا وصال ہوا تو غسل دیتے ہوئے آپ کی پیٹھ اور کندھوں پر سیاہ نشانات دیکھے گئے---تحقیق پر پتا چلا کہ یہ روٹیوں سے بھری ہوئی ان بوریوں کے نشانات ہیں، جنہیں آپ اپنی پشت پر اٹھا کر راتوں کو مستحقین میں تقسیم فرماتے---[۶۶۵]

عفوودرگزر

آپ مجسمۂ اخلاق اور پیکر مہر ومودت تھے۔ ایک دفعہ مسجد سے نکل رہے تھے کہ ایک آدمی نے گالی دی، آپ کے عقیدت کیش غصہ میں اس شخص کی طرف لپکے، آپ نے فرمایا:

ٹھہرو، اس کو کچھ نہ کہو---پھر وہ خود اس شخص کی طرف بڑھے اور فرمایا:

ہمارے بہت سے عیوب تم سے پوشیدہ ہیں---تمہاری کوئی حاجت ہے تو بتاؤ، ہم پوری کر دیں---وہ شخص نادم ہوا---آپ نے اپنی چادر اور ایک ہزار درہم اسے عطا فرمائے---اس واقعہ کے بعد جب بھی وہ آدمی آپ کو دیکھتا تو پکار اٹھتا، میں شہادت دیتا ہوں کہ واقعی آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد میں سے ہیں---[۶۶۶]

ایک بار ایک باندی آپ کو وضو کروا رہی تھی، اچانک لوٹا اس کے ہاتھ سے گر کر آپ کے چہرہ پر لگا، جس سے چہرہ زخمی ہو گیا---آپ نے اوپر دیکھا تو باندی نے کہا، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَ الْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ ---

''(متقی وہ ہیں جو) غصہ کو ضبط کرنے والے ہیں''---

آپ نے فرمایا:

كَظَمْتُ غَيْظِيْ ---

''میں نے اپنا غصہ فرو کیا''---

باندی نے کہا:

وَ الْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ---

''اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں''---

فرمایا:

عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ ---

''اللہ تعالیٰ تجھے معاف فرمائے''---

باندی نے پھر عرض کی:

وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ---

''اور اللہ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے''---[٦٦٧]

آپ نے فرمایا:

''جا، تجھے اللہ کی رضا کے لیے آزاد کیا''---[٦٦٨]

ایک مرتبہ آپ کے پاس کچھ مہمان آئے، آپ نے خادم کو کھانا لانے کا حکم دیا، وہ تنور میں بھنے ہوئے گوشت کی سیخ لے کر آ رہا تھا کہ وہ سیخ آپ کے ایک بچے پر گر گئی، بچہ موقع پر ہی جاں بحق ہو گیا---حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ نے ناراضی کے بجائے غلام سے فرمایا:

''تو نے جان بوجھ کر ایسا نہیں کیا، جا تو آزاد ہے''---[٦٦٩]

حضرات ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے محبت

سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کو شیخین کریمین سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے بڑی محبت وعقیدت تھی--- آپ فرمایا کرتے، ان دونوں حضرات کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری حیات مبارکہ میں جو مقام ومرتبہ تھا، آپ کے وصال فرما جانے کے بعد بھی وہی درجہ ہے---[٦٧٠]

ایک بار چند عراقی آپ کی خدمت میں آئے اور خلفاء ثلاثہ، حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم کے بارے میں نازیبا کلمات کہے--- آپ نے فرمایا:

تم اسلام کا تمسخر اڑاتے ہو، یہاں سے نکل جاؤ، اللہ تعالیٰ تم سے سمجھے---[٦٧١]

امام محمد باقر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

میرے والد ماجد حضرت علی بن حسین (زین العابدین رضی اللہ عنہ) سے ایک شخص نے عرض کی: ابوبکر کے بارے میں کچھ بتائیں؟--- آپ نے پوچھا، کیا تم صدیق کے متعلق پوچھتے ہو؟--- اس شخص نے تعجب سے کہا، آپ بھی انہیں صدیق کہتے ہیں؟--- حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ نے ناراض ہو کر فرمایا:

تجھے تیری ماں روئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مہاجرین وانصار، جو کہ ہم سے بہتر ہیں، انہیں صدیق کہتے ہیں:

فَمَنْ لَّمْ یُسَمِّهٖ صِدِّیْقًا فَلَا صَدَّقَ اللّٰهُ قَوْلَهٗ فِی الدُّنْیَا وَ لَا فِی الْآخِرَةِ---[٦٧٢]

''جو شخص آپ کو صدیق نہیں مانتا، اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی بات کو سچا نہ کرے''---

(پھر اس شخص سے فرمایا) جاؤ ابو بکر و عمر سے محبت رکھا کرو---

اسی طرح کا ایک اور واقعہ ہے:

عروہ بن عبداللہ کا بیان ہے کہ میں نے امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے تلوار پر زینت و آرائش کرنے کے بارے میں دریافت کیا، فرمایا، کوئی حرج نہیں ہے، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی تلوار کو مزین کیا تھا، میں نے کہا، آپ بھی انھیں ''صدیق'' کہتے ہیں؟---
آپ یک دم اٹھے اور قبلہ رخ ہو گئے اور فرمایا:

نَعَمْ اَلصِّدِّیْقُ ، نَعَمْ اَلصِّدِّیْقُ ، نَعَمْ اَلصِّدِّیْقُ ، فَمَنْ لَّمْ یَقُلِ الصِّدِّیْقَ ، فَلاَ صَدَّقَ اللّٰہُ لَہٗ قَوْلاً فِی الدُّنْیَا وَ الآخِرَۃِ---[۶۷۳]

''ہاں میں انھیں صدیق کہتا ہوں، ہاں وہ صدیق ہیں، ہاں وہ صدیق ہیں، جو انھیں صدیق نہ کہے، اللہ دنیا و آخرت میں اس کی بات کو سچا نہ کرے''---

پیکر صبر و رضا

آپ قرب الٰہی کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز تھے---صبر و رضا کے پیکر تھے---مصائب کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتے---حالاں کہ مقام یہ تھا کہ اگر چاہتے تو مصیبتیں ٹل جاتیں---

ایک بار عبدالملک نے آپ کو قید میں ڈالا اور پابند سلاسل کر دیا، امام ابن شہاب زہری ملنے آئے اور ہاتھوں اور پاؤں میں بیڑیاں دیکھ کر رونے لگے---عرض کی، کاش! آپ کی جگہ مجھے پابند سلاسل کر دیا جاتا اور آپ سلامت رہتے---آپ نے فرمایا:

زہری! تمہارا کیا خیال ہے کہ میں اس طوق وسلاسل کی وجہ سے سخت تکلیف میں ہوں، چاہوں تو ابھی آزاد ہو جاؤں--- یہ فرمایا اور ساتھ ہی ہاتھوں اور پاؤں کو بیڑیوں سے باہر نکال لیا---[٦٧٤]

امام زین العابدین رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی رضی اللہ عنہ کے ساتھ کربلا کے میدان میں موجود تھے، تب آپ کی عمر ۲۲ سال پانچ ماہ تھی---آپ نے معرکہ کربلا کے تمام خونی مناظر اپنی نگاہوں سے دیکھے---شدید علالت کے باعث جنگ میں حصہ نہ لیا---[٦٧٥]

میدانِ کربلا اور پھر کوفہ و دمشق کے بازاروں سے ابن زیاد اور یزید پلید کے درباروں تک کے دلدوز اور قیامت خیز حالات میں آپ نے جس صبر واستقامت کا مظاہرہ کیا، وہ انہی کا حصہ تھا---

ان نازک حالات میں بھی آپ نے اپنی حق گوئی، حاضر جوابی، فصاحت وبلاغت، علمی استحضار اور خاندانی وقار کو قائم وسر بلند رکھا---

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:

''میدانِ کربلا میں جب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو ان کے فرزندوں سمیت شہید کر دیا گیا تو سوائے حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ کے مستورات کی نگرانی کرنے اور انھیں حوصلہ دلانے والا اور کوئی نہ تھا--- اس وقت آپ بیمار تھے، جب انھیں اونٹوں کی ننگی پیٹھوں پر بٹھا کر دمشق میں یزید (اللہ اسے ذلیل ورسوا کرے) کے روبرو پیش کیا گیا تو حاضرین میں سے ایک شخص نے آپ سے کہا:

كَيْفَ أَصْبَحْتُمْ يَا عَلِيُّ، وَيَا أَهْلَ بَيْتِ الرَّحْمَةِ؟---

''اے علی اور رحمت کے گھرانے والو! آپ لوگوں نے کیسی صبح کی؟''---

آپ نے فرمایا:

أَصْبَحْنَا مِنْ قَومِنَا بِمَنْزِلَةِ قَوْمِ مُوْسٰى مِنْ آلِ فِرْعَوْن، يُذَبِّحُوْنَ أَبْنَاءَ هُمْ، وَ يَسْتَحْيُوْنَ نِسَاءَ هُمْ، فَلا نَدْرِيْ صَبَاحَنَا مِنْ مَسَاءِ نَا، وَ هٰذَا مِنْ حَقِيقَةِ بَلَائِنَا---

''ہماری صبح قوم کے جور و جفا سے ایسی ہے جیسی قوم موسیٰ علیہ السلام کی صبح فرعون کے ظلم سے ہوئی تھی کہ ان کے مردوں کو ذبح کرتے تھے اور ان کی عورتوں کو زندہ رکھتے تھے--- ہمارے لیے صبح و شام کی تفریق ختم ہو چکی ہے، یہ ہے ہمارے امتحان و ابتلاء کی حقیقت''---

اور ہم اس حال میں بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر اس کا شکر ادا کرتے ہیں اور اس کی آزمائش پر اس کی حمد و ثنا کرتے ہیں''---[٦٧٦]

ہیبت وجلال

اللہ تعالیٰ نے آپ کو نسبی عزت و حشمت کے ساتھ رعب و دبدبہ اور ہیبت وجلال بھی عطا فرمایا تھا--- متعدد مؤرخین و محدثین تحریر کرتے ہیں کہ ہشام بن عبد الملک حج کے لیے گیا تو کثرت ہجوم کے باعث کوشش کے باوجود حجر اسود کو بوسہ دینے میں ناکام رہا--- اس نے صحن حرم میں منبر رکھوایا اور اس پر بیٹھ گیا--- شام کے لوگوں نے اس کے گرد حلقہ بنا رکھا تھا--- اسی اثنا میں سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ طواف کے لیے تشریف لائے--- حجر اسود کی طرف بڑھے تو لوگوں نے آپ کے احترام اور ہیبت وجلال کے باعث راستہ چھوڑ دیا اور آپ نے بآسانی حجر اسود کو بوسہ دیا--- ایک شامی نے آپ کے جلال اور حسن و جمال کو دیکھ کر ہشام سے پوچھا، یہ کون ہیں؟---

ہشام نے اس خوف سے کہ کہیں شامی ان کی طرف متوجہ نہ ہو جائیں، نہایت حقارت سے کہا، مجھے کیا پتا یہ کون ہے؟ ---قریب ہی فرزدق شاعر موجود تھا، اس نے کہا، ہاں! مجھے پتا ہے کہ یہ کون ہیں، لوگوں نے کہا، بتایئے، فرزدق نے حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی طرف انگلی کا اشارہ کرتے ہوئے فی البدیہہ نہایت خوب صورت مدحیہ اشعار پڑھے، چند شعر یہ ہیں:

هٰذَا الَّذِیْ تَعْرِفُ الْبَطْحَاءُ وَطْأَتَهٗ
وَالْبَیْتُ یَعْرِفُهٗ وَالْحِلُّ وَالْحَرَمُ

''یہ وہ ہیں جن کے خرام ناز سے سرزمین بطحا آشنا ہے، انہیں بیت اللہ شریف اور حل وحرم پہچانتے ہیں''---

هٰذَا ابْنُ خَیْرِ عِبَادِ اللّٰهِ كُلِّهِمِ
هٰذَا التَّقِیُّ النَّقِیُّ الطَّاهِرُ الْعَلَمُ

''آپ اللہ کی ساری مخلوق سے بہتر شخصیت کے شہزادے ہیں، جو (خود بھی) متقی، طیب وطاہر اور سردار ہیں''---

إِذَا رَأَتْهُ قُرَیْشٌ قَالَ قَائِلُهَا
إِلٰی مَكَارِمِ هٰذَا یَنْتَهِی الْكَرَمُ

''جب قبائل قریش ان کی رفعتِ شان دیکھتے ہیں تو یہ کہے بغیر نہیں رہتے کہ ان کے منصب جلیل پر اعزاز ومناقب ختم ہیں''---

یَنْشَقُّ نُوْرُ الْهُدٰی مِنْ نُّوْرِ غُرَّتِهٖ
كَالشَّمْسِ یَنْجَابُ عَنْ إِشْرَاقِهَا الظُّلَمُ

''آپ کی روشن وپُرنور جبین سے نور ہدایت کا ظہور ہو رہا ہے---

جیسے آفتاب کی روشنی سے اندھیرے زائل ہو جاتے ہیں''---

هٰذَا ابْنُ فَاطِمَةَ اِنْ كُنْتَ جَاهِلَهٗ
بِجَدِّهٖ أَنْبِيَاءُ اللّٰهِ قَدْ خُتِمُوْا

''اگر تو جاہل ہے تو جان لے کہ یہ سیدہ فاطمۃ الزہراء (رضی اللہ عنہا) کے لخت جگر ہیں، جن کے جد امجد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں''---

اَللّٰهُ فَضَّلَهٗ قِدْمًا، وَشَرَّفَهٗ
جَرٰى بِذَاكَ لَهٗ فِيْ لَوْحِهِ الْقَلَمُ

''ابتدائے آفرینش سے اللہ تعالیٰ نے انھیں فضیلت اور شرف عطا فرمایا ہے اور ان کے اکرام کا حکم لوح و قلم میں جاری ہو چکا ہے''---

وَلَيْسَ قَوْلُكَ: مَنْ هٰذَا؟ بِضَائِرِهٖ
اَلْعَرَبُ تَعْرِفُ مَنْ أَنْكَرْتَ وَالْعَجَمُ

''اے ہشام! تیرا یہ کہنا کہ ''یہ کون ہیں؟، میں انھیں نہیں جانتا'' انھیں نقصان نہیں دے سکتا، اس لیے کہ (تجاہل عارفانہ سے) جسے تو نہیں جانتا، انھیں عرب و عجم سب پہچانتے ہیں''---

مِنْ مَّعْشَرٍ حُبُّهُمْ دِيْنٌ، وَبُغْضُهُمْ
كُفْرٌ، وَقُرْبُهُمْ مُنْجِيْ وَمُعْتَصَمُ

''یہ وہ خانوادہ ہے کہ ان کی محبت دین اور ان سے بغض و عداوت کفر ہے، ان کا قرب نجات دہندہ اور مضبوط سہارا ہے''---

إِنْ عُدَّ أَهْلُ التُّقٰى كَانُوْا أَئِمَّتَهُمْ
أَوْ قِيْلَ: مَنْ خَيْرُ أَهْلِ الأَرْضِ؟ قِيْلَ: هُمْ

"اگر زمانہ بھر کے تقویٰ والوں کی گنتی کی جائے تو یہ سب کے امام ہیں---
اگر سوال کیا جائے کہ روئے زمیں میں سب سے بہتر کون ہیں؟---تو اس کا
جواب ہوگا کہ یہی لوگ سب سے افضل ہیں"---

يُسْتَدْفَعُ السُّوْءُ وَالْبَلْوٰى بِحُبِّهِمْ
وَيُسْتَزَادُ بِهِ الْإِحْسَانُ وَالنِّعَمُ

"یہ وہ لوگ ہیں، جن کی محبت کے وسیلہ سے مصیبت اور برائی سے
نجات ملتی ہے اور ان کے توسل سے احسان اور نعمت میں اضافہ ہوتا ہے"---

مُقَدَّمٌ بَعْدَ ذِكْرِ اللّٰهِ ذِكْرُهُمْ
فِيْ كُلِّ بَدْءٍ، وَمَخْتُوْمٌ بِهِ الْكَلِمُ

"اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بعد ان ہی کا ذکر مقدم ہے، ہر کلام کی ابتداء
اور اختتام انہی (کے ذکر) سے ہے"---

مَنْ يَّعْرِفُ اللّٰهَ يَعْرِفُ أَوَّلِيَّةَ ذَا
فَالدِّيْنُ مِنْ بَيْتِ هٰذَا نَالَهُ الْأُمَمُ [٦٧٧]

"جو شخص اللہ تعالیٰ کی معرفت رکھتا ہے، وہ ان کی اوّلیت سے واقف ہے---
لوگوں نے دین کو ان ہی کے گھر سے حاصل کیا ہے"---

فرزدق نے یہ قصیدہ پڑھا تو ہشام نے سخت برافروختہ ہو کر اسے قید میں ڈلوادیا---
امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے بارہ ہزار درہم عطیہ بھجوایا مگر فرزدق نے یہ کہہ کر رقم واپس کردی
کہ میں نے عطیہ کے لیے نہیں بلکہ رضائے الٰہی، حق کی نصرت وحمایت اور اہل بیت رسول
کی محبت کی غرض سے مدح کی ہے---امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے رقم دوبارہ بھیج دی
اور فرمایا:

''ہم اہل بیت جب کچھ عطا کر دیتے ہیں تو پھر واپس نہیں لیتے''---
چناں چہ فرزدق نے اسے قبول کرلیا---[۶۷۸]

وصال

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے ۱۲ رمحرم الحرام ۹۴ھ میں بہ عمر ۵۷ سال مدینہ منورہ میں وصال فرمایا---بعض کا خیال ہے کہ ولید بن عبد الملک نے آپ کو زہر دلوایا، جو جان لیوا ثابت ہوا--- آپ جنت البقیع میں اپنے چچا حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کے پہلو میں آسودۂ جنت ہیں---[۶۷۹]

حسینی سادات کی نسل آپ ہی سے جاری ہوئی--- آپ کے گیارہ صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں تھیں---[۶۸۰]

بلاشبہہ آپ رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی سید الشہداء سیدنا امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کی نسبی وروحانی عظمتوں کے امین تھے---

حبِ اہلِ بیت

إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ---

[الاحزاب، ۳۳:۳۳]

''اے نبی کے گھر والو! اللہ تعالیٰ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے دور کر دے ہر قسم کی ناپاکی کو اور تمہیں اچھی طرح پاک کر کے خوب پاکیزہ کر دے''---

إِنْ كَانَ رَفْضًا حُبُّ آلِ مُحَمَّدٍ

فَلْيَشْهَدِ الثَّقَلَانِ أَنِّي رَافِضِي

[حضرت امام شافعی قدس سرہ العزیز،

دیوان الامام الشافعی، قافیہ ''ض''، صفحہ ۹۳]

''اگر اہل بیت کرام کی محبت رفض ہے تو جن و انس

گواہ رہیں، بے شک میں رافضی ہوں''---

باغ جنت کے ہیں بہرِ مدح خوانِ اہلِ بیت
تم کو مژدہ نار کا اے دشمنانِ اہل بیت

کس زباں سے ہو بیانِ عز و شانِ اہل بیت
مدح گوئے مصطفیٰ ہے مدح خوانِ اہل بیت

ان کی پاکی کا خدائے پاک کرتا ہے بیاں
آیۂ تطہیر سے ظاہر ہے شانِ اہل بیت

ان کے گھر میں بے اجازت جبرئیل آتے نہیں
قدر والے جانتے ہیں قدر و شانِ اہل بیت

اہل بیتِ پاک سے گستاخیاں بے باکیاں
لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ دشمنانِ اہل بیت

[مولانا حسن رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ]

رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی اور آپ کی محبت اساسِ ایمان ہے---
اس محبت و تعلق میں جس قدر اضافہ ہوگا، ایمان اسی قدر پختہ اور کامل ہوتا چلا جائے گا---
محبت کا تقاضا ہے کہ محبوب سے نسبت رکھنے والی ہر چیز سے محبت رکھی جائے---
اس کے یاروں سے محبت، اس کے پیاروں سے محبت، اس کے وطن سے محبت، اس کی
گلیوں کے ذرّوں اور سنگ ریزوں سے محبت کی جائے---محبّ کو تو اپنے محبوب کی
نسبت سے غرض ہوتی ہے--- جہاں اسے اس کی معمولی سی جھلک دکھائی دے،
محبت بے چین ہو جاتی ہے--- اسے محبوب کی گلی کا کتا بھی نظر آ جائے تو دیوانہ وار
اس کے قدم چومے اور اس کے آگے اپنا دامن بچھائے بغیر اس کی محبت کو
تسکین نہیں ملتی--- پھر وہ ملامت کرنے والوں کو قیس عامری (مجنوں) کی زبان میں
یوں جواب دیتا ہے:

فَقَالَ دَعُوْا الْمَلَامَةَ اِنَّ عَیْنِیْ
رَاٰتَہٗ مَرَّۃً فِیْ حَیِّ لَیْلٰی [۶۸۱]

''طعنہ زنی چھوڑ دو، (کتے کی تعظیم اس لیے بجالا رہا ہوں کہ) میری آنکھوں نے ایک مرتبہ اس کتے کو لیلیٰ (محبوبہ) کی گلی سے گزرتے دیکھا ہے''---

محبت کی یہی دیوانگی ووارفتگی کبھی اسے کھنڈرات اور ٹوٹے پھوٹے آثار کو چومنے اور اینٹوں اور پتھروں کو بوسہ دینے پر مجبور کرتی ہے---قیس العامری نے کیا خوب کہا ہے:

اَمُرُّ عَلَی الدِّیَارِ دِیَارِ لَیْلٰی
اُقَبِّلُ ذَا الْجِدَارَ وَ ذَا الْجِدَارَا
وَمَا حُبُّ الدِّیَارِ شَغَفْنَ قَلْبِیْ
وَلٰکِنْ حُبُّ مَنْ سَکَنَ الدِّیَارَا [۶۸۲]

''لیلیٰ کی بستی کے پاس سے گزرتا ہوں تو کبھی اس دیوار کو چومتا ہوں اور کبھی اس دیوار کو--- مجھے ان گھروں کے در و دیوار اور پتھروں کی محبت نے نہیں، بلکہ اس محبوب کی محبت نے میرے دل کو فریفتہ و دیوانہ کر دیا ہے، جو کبھی یہاں سکونت پذیر رہ چکا ہے'' (دراصل یہی تقاضائے محبت مجھے در و دیوار اور کھنڈرات کو چومنے پر مجبور کر رہا ہے)---

جب عام محبت کا یہ دستور ہے تو اس جانِ محبت، جانِ رحمت، جانِ ایقان، جانِ ایمان اور محبوبِ ربِ رحمان، سید الانس والجان کی محبت کس درجہ سچی اور سُچی ہونی چاہیے--- اس حسنِ مجسم، محسنِ اعظم اور سراپا رحمت ونعمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تعلق ونسبت کا کیا تقاضا بنتا ہے؟--- ہر ذی شعور اس کا اندازہ بہ خوبی کر سکتا ہے---

ایمان کا تقاضا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ادنیٰ تعلق رکھنے والی چیز سے بھی محبت کی جائے---
چہ جائے کہ وہ ہمہ وقت قرب و معیت کے مزے لوٹنے والے اصحاب ہوں یا
دامانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تربیت پانے والے گھر کے افراد (اہل بیت)--- ان سب سے
محبت رکھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کا بدیہی و لازمی نتیجہ ہے--- اس پر مستزاد یہ کہ
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بحکم الٰہی یہ اعلان فرما رہے ہیں:

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِى الْقُرْبٰى ---[۲۸۳]

''آپ فرمایئے! میں تم سے (اس دعوتِ حق) پر کوئی معاوضہ نہیں مانگتا،
بجز قرابت کی محبت کے''---

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کہ ''قربیٰ'' سے مراد آلِ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے---[۲۸۴]

مفسر قرآن حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ!
آپ کے قرابت دار کون ہیں، جن کی محبت ہم پر واجب ہے؟---فرمایا:

عَلِيٌّ وَ فَاطِمَةُ وَ ابْنَاهُمَا---[۲۸۵]

''علی، فاطمہ اور ان کے دونوں صاحب زادے حسن اور حسین رضی اللہ عنہم''---

حضرت صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:

''سورۂ شوریٰ جمہور کے نزدیک مکیہ ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے
ایک قول میں اس کی چار آیتیں مدینہ طیبہ میں نازل ہوئیں، جن میں پہلی آیت
قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا .... الخ ہے---[۲۸۶]

آیت کے مدنی ہونے کی صورت میں معنیٰ واضح ہے، جب کہ مکی ہونے کی صورت میں
اسے آنے والے واقعات کی (غیبی) خبر پر محمول کیا جائے گا---[۲۸۷]

آیت میں الْقُرْبٰی سے مراد اہل بیت اطہار ہوں یا اَلسَّابِقُوْنَ السَّابِقُوْنَ اُولٰٓئِکَ الْمُقَرَّبُوْنَ[۶۸۸] ''اور آگے رہنے والے آگے رہنے والے ہیں--- وہی اللہ تعالیٰ کے مقرب بارگاہ ہیں'' کے تحت قرب والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرب اور تعلق کی وجہ سے سبھی مستحق تعظیم وتوقیر ہیں اور ان سے محبت رکھنا ضروری ہے---[۶۸۹]

آیتِ تطہیر

اہل بیت کرام، وہ طیب و طاہر اور برگزیدہ ہستیاں ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ نے اعتقادی، عملی اور اخلاقی برائیوں سے منزہ ومحفوظ رکھا---قرآن کریم میں ہے:

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیْرًا---[۶۹۰]

''اے نبی کے گھر والو! اللہ تعالیٰ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے دور کر دے ہر قسم کی ناپاکی کو اور تمہیں اچھی طرح پاک کر کے خوب پاکیزہ کر دے''---

اس آیت مبارکہ میں اہل بیت کرام کی عظیم مدح وثنا اور ان کی طہارت کا اعلان ہے--- ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیاہ اونی چادر اوڑھی ہوئی تھی:

فَجَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ فَاَدْخَلَهٗ ثُمَّ جَاءَ الْحُسَيْنُ فَدَخَلَ مَعَهٗ ثُمَّ جَاءَتْ فَاطِمَةُ فَاَدْخَلَهَا ثُمَّ جَاءَ عَلِيٌّ فَاَدْخَلَهٗ ثُمَّ قَالَ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا---[۶۹۱]

''حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما آئے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو چادر میں داخل کیا، پھر حضرت حسین رضی اللہ عنہ آئے اور چادر میں داخل ہو گئے، پھر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو چادر میں لے لیا--- پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے، آپ نے ان کو بھی چادر میں داخل کرلیا، پھر یہ آیت (تطہیر) تلاوت فرمائی''---

ان کی پاکی کا خدائے پاک کرتا ہے بیاں
آیۂ تطہیر سے ظاہر ہے شان اہل بیت [۶۹۲]

مفسرین کرام بیان فرماتے ہیں، اس آیت تطہیر میں اھل البیت سے، اہل بیتِ مسکن (ازواج مطہرات) اور اہل بیتِ نسب، خصوصاً اہل عبا (جنہیں چادر میں ڈھانپ لیا) سبھی مراد ہیں---سیدی حضرت صدر الافاضل علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''دولت سرائے اقدس کے سکونت رکھنے والے اس آیت میں داخل ہیں کیوں کہ وہی اس کے مخاطب ہیں۔ چوں کہ اہل بیت نسب کا مراد ہونا مخفی تھا، اس لیے آں سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اس فعل مبارک سے بیان فرما دیا کہ مراد اہل بیت سے عام ہے، خواہ بیت مسکن کے اہل ہوں، جیسے کہ ازواج یا بیتِ نسب کے اہل: بنی ہاشم ومطّلب''---[۶۹۳]

آیتِ مباہلہ

اہل بیت اطہار کی تعظیم اور ان سے محبت ومودت اس لیے بھی ضروری ہے کہ انہیں سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قربت کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے بڑی عظمت و رفعت سے

نوازا ہے، جس کا اظہار اس آیت مبارکہ سے بھی ظاہر ہے، جسے آیت مباہلہ کہا جاتا ہے---
اس کا شان نزول یہ ہے کہ نجران کے نصاریٰ (عیسائیوں) کا ایک وفد حضور ﷺ سے مناظرہ کرنے مدینہ منورہ آیا، آپ ﷺ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں درست عقیدہ بیان فرمایا کہ وہ نہ خدا ہیں نہ خدا کے بیٹے، بلکہ اللہ کے بندے، اس کے رسول اور حضرت مریم کے بیٹے ہیں---حضور سید عالم ﷺ نے دلائل سے ان کے تمام باطل شبہات کا ازالہ کیا مگر وہ اپنی ہٹ دھرمی پر قائم رہے تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ان سے مباہلہ کی طرف رہنمائی فرمائی:

فَمَنْ حَاجَّكَ فِيْهِ مِن بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنفُسَنَا وَأَنفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَل لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ---[۲۹۴]

"پھر اے محبوب! جو لوگ عیسیٰ (علیہ السلام) کے بارے میں آپ سے حجت بازی کریں، اس کے بعد کہ آپ کے پاس علم آ گیا، تو ان سے فرما دو، آؤ! ہم بلائیں اپنے بیٹوں کو اور تمہارے بیٹوں کو اور اپنی عورتوں کو اور تمہاری عورتوں کو اور اپنے آپ کو بھی اور تمہیں بھی، پھر بڑی عاجزی سے اللہ تعالیٰ کے حضور التجا کریں، پھر بھیجیں اللہ کی لعنت جھوٹوں پر"---

یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو حضور ﷺ، حضرت امام حسین کو گود میں لیے، حضرت حسن کی انگلی پکڑے ہوئے تشریف لائے---حضرت علی اور حضرت فاطمہ، حضور ﷺ کے پیچھے پیچھے تھے---آپ ﷺ ان سے فرما رہے تھے، جب میں دعا کروں تم سب آمین کہنا، نصاریٰ کے سردار نے کہا:

اِنِّیْ لَاَرٰی وُجُوْهًا لَّوْ سَاَلُوا اللّٰهَ اَنْ یُّزِیْلَ جَبَلًا مِّنْ مَّكَانِهٖ لَاَزَالَهٗ---

"اے نصاریٰ کی جماعت! میں ایسے (نورانی) چہروں کو دیکھ رہا ہوں کہ اگر وہ اللہ سے دعا کر دیں کہ وہ پہاڑ کو اپنی جگہ سے ہٹا دے، تو اللہ تعالیٰ ان کی دعا کو قبول فرما کر پہاڑ کو اپنی جگہ سے ہٹا دے گا---لہٰذا تم ان سے ہرگز مباہلہ نہ کرو، ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے اور قیامت تک روئے زمین پر کوئی عیسائی باقی نہ بچے گا"---

چناں چہ انہوں نے جزیہ دینا قبول کر لیا اور مباہلہ کیے بغیر واپس چلے گئے---

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اللہ کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، اللہ تعالیٰ کا عذاب اہل نجران کے بالکل قریب آ پہنچا تھا---اگر یہ مباہلہ کرتے تو انہیں بندر اور خنزیر بنا دیا جاتا اور عذاب الٰہی کی آگ سے ان کے جنگلوں میں آگ بھڑکتی رہتی اور ایک سال کے اندر اندر تمام عیسائی نیست و نابود ہو جاتے---[٦٩٥]

اہل بیت کے لیے درود

اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو درود بھیجنے کا حکم دیا:

اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا---[٦٩٦]

"بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس نبی (مکرم) پر، اے ایمان والو! تم بھی آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر درود بھیجا کرو اور (بڑے ادب و محبت سے) سلام عرض کیا کرو"---

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ہم نے عرض کیا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! یہ تو ہم نے جان لیا کہ (التحیات میں) سلام کیسے عرض کریں؟---اب یہ وضاحت بھی فرمادیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود کس طرح پڑھیں؟---آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، تم کہو:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰی آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ---[۶۹۷]

''اے اللہ! محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی آل پر درود بھیج، جس طرح تو نے حضرت ابراہیم اور ان کی آل پر درود بھیجا--- بے شک تو لائق ستائش اور بزرگ ہے''---

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود کی کیفیت پوچھی، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل بیت کو بھی درود میں شامل فرمایا--- نیز ایسے درود کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ناقص قرار دیا، جس میں اہل بیت شامل نہ ہوں--- آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا تُصَلُّوْا عَلَيَّ الصَّلٰوةَ الْبُتْرَاءَ فَقَالُوْا وَ مَا الصَّلٰوةُ الْبُتْرَاءُ؟ قَالَ: تَقُوْلُوْنَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ تُمْسِكُوْنَ، بَلْ قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ---[۶۹۸]

''میرے اوپر ناقص درود نہ بھیجا کرو--- عرض کیا گیا، ناقص درود کون سا ہے؟---فرمایا: تم ''اللّٰھم صل علی محمد'' کہہ کر رک جاؤ، بلکہ یوں کہا کرو ''اللّٰھم صل علی محمد و علی آل محمد''---

معلوم ہوا کہ آل کا نام لیے بغیر درود ناقص ہے--- اللہ اللہ! کیا مقام ہے، اہل بیت کرام کا، کہ نماز ایسی اہم عبادت میں بھی ان پر درود کو لازم قرار دیا گیا، تو پھر ان نفوس قدسیہ کی محبت کو کیوں کر لابدی قرار نہ دیا جائے--- امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب کہا ہے:

يَا آلَ بَيْتِ رَسُولِ اللّٰهِ حُبُّكُمْ
فَرْضٌ مِّنَ اللّٰهِ فِي الْقُرْآنِ أَنْزَلَهُ
يَكْفِيكُمْ مِّنْ عَظِيمِ الْقَدْرِ أَنَّكُمْ
مَنْ لَّمْ يُصَلِّ عَلَيْكُمْ لَا صَلٰوةَ لَهُ [۶۹۹]

''اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت! اللہ تعالیٰ نے اپنے نازل کردہ قرآن کریم میں آپ کی محبت کو فرض قرار دیا ہے---تمہاری قدر و منزلت کے لیے یہی کافی ہے کہ جو شخص تم پر درود نہ پڑھے اس کی نماز ہی کامل نہیں ہوتی''---

احادیث اور حب اہل بیت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اہل بیت اطہار کی محبت اور ان کے ادب و احترام کا تاکیدی حکم فرمایا---حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَحِبُّوا اللّٰهَ لِمَا يَغْذُوكُمْ مِنْ نِعَمِهٖ وَ أَحِبُّونِي بِحُبِّ اللّٰهِ وَ أَحِبُّوا أَهْلَ بَيْتِي بِحُبِّي ---[۷۰۰]

''اللہ تعالیٰ سے محبت کرو، کہ تمہیں اپنے انعامات سے نوازتا ہے---اور محبت الٰہیہ کی وجہ سے میرے ساتھ محبت رکھو اور میری محبت کی بنا پر میرے اہل بیت سے محبت کیا کرو''---

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَدِّبُوا أَوْلَادَكُمْ عَلٰى ثَلَاثِ خِصَالٍ: حُبِّ نَبِيِّكُمْ، وَحُبِّ أَهْلِ بَيْتِهٖ وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ---[۷۰۱]

''اپنی اولاد کو تین خصلتیں سکھاؤ---اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت،

اہل بیت نبی کی محبت اور قرآن کریم کی قراءت''---

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَنَا تَارِكٌ فِيْكُمْ ثَقَلَيْنِ أَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللّٰهِ فِيْهِ الْهُدٰى وَ النُّوْرُ فَخُذُوْا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَ اسْتَمْسِكُوْا بِهٖ فَحَثَّ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ وَ رَغَّبَ فِيْهِ ثُمَّ قَالَ وَ اَهْلُ بَيْتِيْ اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ اَهْلِ بَيْتِيْ اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ اَهْلِ بَيْتِيْ اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ اَهْلِ بَيْتِيْ ---[۷۰۲]

''میں تم میں دو عظیم چیزیں چھوڑے جارہا ہوں، ان میں پہلی کتاب اللہ ہے، جس میں ہدایت اور نور ہے، اس پر عمل کرو اور اسے مضبوطی سے تھام لو--- پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتاب اللہ پر عمل کی ترغیب دلانے کے بعد دوسری چیز کے بارے میں فرمایا:

یہ میرے اہل بیت ہیں۔ میں تمہیں اپنے اہل بیت کے متعلق اللہ تعالیٰ کی یاد دلاتا ہوں--- میں تمہیں اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی یاد دلاتا ہوں--- میں تمہیں اپنے اہل بیت کے معاملے میں اللہ تعالیٰ کی یاد دلاتا ہوں---

حب اہل بیت کے بغیر ایمان نامکمل

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اہل بیت کی محبت کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوتا--- آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ نَّفْسِهٖ وَ تَكُوْنَ عِتْرَتِيْ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ عِتْرَتِهٖ وَ اَهْلِيْ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ اَهْلِهٖ وَ ذَاتِيْ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ ذَاتِهٖ ---[۷۰۳]

''کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا، جب تک کہ میں اسے اس کی جان سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں اور میری اولاد اس کو اپنی اولاد سے زیادہ عزیز نہ ہو جائے، میرے اہل کو اپنے اہل سے زیادہ پیارا نہ جانے اور میری ذات کو اپنی ذات سے زیادہ محبوب نہ سمجھے''---

روزِ قیامت محبّ اہل بیت کا درجہ

ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا:

مَنْ اَحَبَّنِیْ وَ اَحَبَّ هٰذَیْنِ وَ اَحَبَّ اَبَاهُمَا وَ اُمَّهُمَا كَانَ مَعِیَ فِیْ دَرَجَتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ---[۷۰۴]

''جس شخص نے مجھ سے محبت رکھی اور حسن وحسین اور ان کے والدین سے محبت رکھی وہ قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجے میں ہوگا''---

انبیاء کرام کا درجہ تو انہیں کے ساتھ مخصوص ہے، تاہم اہل بیت عظام کی محبت کے صدقے جنت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا خصوصی قرب نصیب ہوگا---ان شاء المولیٰ تعالیٰ

حُبِّ اہل بیت کا مفہوم

حب اہل بیت کا مطلب یہ ہے کہ ان نفوس قدسیہ کی محبت کے ساتھ ساتھ خصوصاً شیخین کریمین حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے بھی محبت کی جائے اور ان سے کسی قسم کا بغض نہ رکھا جائے---جیسا کہ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں:

2

لَا یَجْتَمِعُ حُبِّیْ وَ بُغْضُ اَبِیْ بَکْرٍ وَّ عُمَرَ فِیْ قَلْبِ مُؤْمِنٍ---[۴۰۵]

''میری محبت کے ساتھ ابو بکر صدیق اور عمر فاروق (رضی اللہ عنہما) کا بغض کسی مومن کے دل میں جمع نہیں ہو سکتا''---

حقیقت یہ ہے کہ ہدایت و نجات کے لیے اہل بیت اطہار اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین دونوں کی رہنمائی اور محبت و مودت ضروری ہے:

اسلام ما اطاعت خلفائے راشدین

ایمان ما محبت آل محمد است

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ نے کعبۃ اللہ کا دروازہ تھام کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی بیان فرمایا:

اَلَا اِنَّ مَثَلَ اَھْلِ بَیْتِیْ فِیْکُمْ مَثَلُ سَفِیْنَۃِ نُوْحٍ، مَنْ رَّکِبَھَا نَجَا وَ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْھَا ھَلَکَ---[۴۰۶]

''آگاہ ہو جاؤ! میرے اہل بیت تمہارے لیے نوح (علیہ السلام) کی کشتی کی مانند ہیں--- جو شخص اس کشتی میں سوار ہوا، نجات پا گیا اور جو شخص اس میں سوار ہونے سے رہ گیا، وہ ہلاک ہو گیا''---

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت کو بیان فرماتے ہوئے سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ فَبِاَیِّھِمُ اقْتَدَیْتُمْ اھْتَدَیْتُمْ---[۴۰۷]

''میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں، تم ان میں سے جس کی بھی اقتداء کرو گے، ہدایت پا جاؤ گے''---

محبّ اہل بیت، اہل سنت ہیں

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اہل سنت کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ وہ

عترت و آل رسول اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دونوں سے محبت رکھتے ہیں--- ہم اس وقت تکلیف اور مشقت کے سمندر میں ہیں اور شبہات و شہوات کی موجوں کا سامنا ہے، جس سے نجات کے لیے کشتی کی ضرورت ہے---وہی کشتی سلامتی سے ہم کنار ہوتی ہے، جو عیوب سے محفوظ ہو اور رہنمائی کے لیے ستاروں پر نظر رکھی جائے--- ہم اہل سنت، سفینۂ اہل بیت میں سوار ہو کر نجوم صحابہ سے رہنمائی حاصل کر رہے ہیں--- اللہ تعالیٰ کے کرم سے امید ہے کہ ہم سلامتی اور سعادت دارین سے نوازے جائیں گے---[۷۰۸]

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی [۷۰۹]

محبّ اہل بیت کے لیے نوید

آخر میں ایک نہایت ایمان افروز حدیث پیش خدمت ہے، جسے امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے صاحبِ کشاف کے حوالے سے نقل کیا ہے--- اس میں محبین اہل بیت کے لیے بشارتوں کی نوید، جب کہ بغض و عداوت رکھنے والے بدبختوں کے لیے عذاب کی وعید ہے--- نیز اس میں یہ بشارت بھی ہے کہ حقیقی محبّ اہل بیت کا خاتمہ مسلک اہل سنت و جماعت پر ہو گا--- حدیث پاک اس طرح ہے:

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ مَّاتَ عَلٰی حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ مَّاتَ شَهِيْدًا---
أَلَا وَ مَنْ مَّاتَ عَلٰی حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ مَّاتَ مَغْفُوْرًا لَّهٗ---
أَلَا وَ مَنْ مَّاتَ عَلٰی حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ مَّاتَ تَائِبًا---
أَلَا وَ مَنْ مَّاتَ عَلٰی حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ مَّاتَ مُؤْمِنًا مُّسْتَكْمِلَ الْإِيْمَانِ---

أَلَا وَ مَنْ مَّاتَ عَلٰی حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ بَشَّرَہٗ مَلَکُ الْمَوْتِ بِالْجَنَّۃِ ثُمَّ مُنْکَرٌ وَّ نَکِیْرٌ---

أَلَا وَ مَنْ مَّاتَ عَلٰی حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ یُزَفُّ اِلَی الْجَنَّۃِ کَمَا تُزَفُّ الْعُرُوْسُ اِلٰی بَیْتِ زَوْجِھَا---

أَلَا وَ مَنْ مَّاتَ عَلٰی حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ فُتِحَ لَہٗ فِیْ قَبْرِہٖ بَابَانِ اِلَی الْجَنَّۃِ---

أَلَا وَ مَنْ مَّاتَ عَلٰی حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ جَعَلَ اللّٰہُ قَبْرَہٗ مَزَارَ مَلَائِکَۃِ الرَّحْمَۃِ---

أَلَا وَ مَنْ مَّاتَ عَلٰی حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ عَلَی السُّنَّۃِ وَ الْجَمَاعَۃِ---[۱۰۷]

''جو شخص اہل بیت کی محبت پر فوت ہوا اس نے شہادت کی موت پائی---

خبردار! جس شخص کی وفات اہل بیت کی محبت پر ہوئی وہ اس حال میں فوت ہوا کہ اس کے گناہ بخش دیے گئے---

سن لو! جسے اہل بیت کی محبت پر موت آئی، وہ تائب ہو کر مرے گا---

آگاہ ہو جاؤ! جس شخص کا خاتمہ اہل بیت کی محبت پر ہو گا، اس کا وصال مکمل ایمان کے ساتھ ہو گا---

یقین کر لو! جس شخص کا انتقال اہل بیت کی محبت پر ہوا، اسے ملک الموت اور پھر منکر نکیر جنت کی بشارت دیتے ہیں---

آگاہ ہو جاؤ! جس شخص کی رحلت اہل بیت کی محبت پر ہوئی، اسے ایسے اعزاز کے ساتھ جنت کی طرف روانہ کیا جاتا ہے، جیسے دولہن دولہا کے گھر بھیجی جاتی ہے---

جان لو! جس شخص کی موت اہل بیت کی محبت پر ہوئی، اس کی قبر میں

جنت کے دو دروازے کھول دیے جاتے ہیں---

یادرکھو! جس شخص کی مرگ اہل بیت کی محبت پر ہوئی، اللہ تعالیٰ اس کی قبر کو ملائکہ رحمت کی زیارت گاہ بنادیتا ہے---

خبردار ہوکر سن لو! جو شخص اہل بیت کی محبت پر فوت ہوا، وہ مسلک اہل سنت و جماعت پر فوت ہوا"---

دشمنان اہل بیت کے لیے وعید

محبین اہل بیت کے لیے ان ایمان افروز بشارتوں کے بعد دشمنان اہل بیت کو خبردار کرتے ہوئے مخبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَلَا وَمَنْ مَّاتَ عَلٰى بُغْضِ آلِ مُحَمَّدٍ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَكْتُوبًا بَيْنَ عَيْنَيْهِ آيِسٌ مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ---

أَلَا وَمَنْ مَّاتَ عَلٰى بُغْضِ آلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ كَافِرًا---

أَلَا وَمَنْ مَّاتَ عَلٰى بُغْضِ آلِ مُحَمَّدٍ لَمْ يَشُمَّ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ---[۱۱۷]

"پوری توجہ سے سن لو! جو شخص اہل بیت کے بغض وعداوت پر مرا، وہ بروز قیامت اس حال میں آئے گا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہوگا "اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید"---خوب ذہن نشین کرلو! جو شخص اہل بیت کے بغض وعداوت پر مرا، وہ کافر مرا---اور کان کھول کر سن لو! جو شخص اہل بیت کے بغض وعداوت پر فوت ہوا، وہ جنت کی خوش بو سے محروم کردیا جائے گا"---

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا يُبْغِضُنَا أَهْلَ الْبَيْتِ أَحَدٌ إِلَّا أَدْخَلَهُ اللّٰهُ

4

النَّارَ ---[۱۲ے]

''اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے: ہم اہل بیت سے بغض وعداوت رکھنے والے کو بہر حال اللہ جہنم رسید کرے گا'' ---

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

فَلَو أَنَّ رَجُلًا صَفَنَ بَيْنَ الرُّكْنِ وَ الْمَقَامِ وَ صَلّٰى وَ صَامَ، ثُمَّ مَاتَ وَ هُوَ مُبْغِضٌ لِاَهْلِ بَيْتِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ رَاضِيَ عَنْهُمْ دَخَلَ النَّارَ ---[۱۳ے]

''اہل بیت کرام سے بغض وعداوت رکھنے والا شخص اگرچہ کعبۃ اللہ اور مقام ابراہیم کے درمیان ڈیرا لگا دے، وہاں نماز پڑھے اور روزے رکھے، پھر اہل بیت سے دشمنی رکھتے ہوئے مر جائے، وہ پکا دوزخی ہے'' ---

باغ جنت کے ہیں بہر مدح خوان اہل بیت
تم کو مژدہ نار کا، اے دشمنان اہل بیت [۱۴ے]

اللہ تعالیٰ جل جلالہ ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، آپ کے اہل بیت اطہار اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت اور غلامی میں زندہ رکھے، اس پر ہمارا خاتمہ ہو اور روز قیامت ان کی معیت نصیب ہو:

خدایا بہ حق بنی فاطمہ
کہ بر قول ایماں کنی خاتمہ
اگر دعوتم رد کنی ور قبول
من و دست و دامان آل رسول [۱۵ے]

السلام اے نوع انساں را نویدِ فتحِ باب

السلام اے قبلہ گاہِ عاشقاں اے بوتراب

السلام اے وارثِ علمِ رسولِ ہاشمی

السلام اے نقطۂ آغاز در اُم الکتاب

السلام اے خسرو اقلیم قرطاس و قلم

السلام اے تاج دار منبر و حسنِ خطاب

السلام اے فخرِ ناداری و نازِ مفلسی

السلام اے فقر را سرمایۂ کامل نصاب

[صاحبزادہ سید نصیر الدین نصیر]

5

مرتضیٰ شیرِ حق اشجعُ الاشجعین
ساقیٔ شِیر و شربت پہ لاکھوں سلام
اصلِ نسلِ صفا وجہِ وصلِ خدا
بابِ فصلِ ولایت پہ لاکھوں سلام
اولین دافعِ اہل رفض و خروج
چارمی رکنِ ملت پہ لاکھوں سلام
شیرِ شمشیر زن شاہ خیبر شکن
پرتوِ دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام

[اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ]

حوالہ جات

اعمال میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شباہت علی رضی اللہ عنہ کی ہے
دیں کے جسد میں جو ہے حرارت ، علی رضی اللہ عنہ کی ہے

کیوں رب ذوالجلال کا مجھ پر نہ لطف ہو
مجھ پر کرم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ، شفقت علی رضی اللہ عنہ کی ہے

ہوں دشمنانِ دیں کے لیے تیغِ بے نیام
فکر و نظر پہ میرے لطافت علی رضی اللہ عنہ کی ہے

زوجِ بتولِ پاک رضی اللہ عنہا ، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عزیز ہیں
حسنین سی جہان میں عترت علی رضی اللہ عنہ کی ہے

ہوں منقبت نگار ، مجھے خوفِ حشر کیا
میں بھی علی رضی اللہ عنہ کا ہوں ، اگر جنت علی رضی اللہ عنہ کی ہے

آغوشِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہوئی ان کی تربیت
اور کبریا جل جلالہ کے گھر میں ولادت علی رضی اللہ عنہ کی ہے

مجھ پر کرم خدا کا ، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عنایتیں
میری زباں پہ مدح جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ہے

دیکھا ہے سب نے مَرْحَبْ و عَنْتَرْ کا حالِ زار
عالم پہ آشکار شجاعت علی رضی اللہ عنہ کی ہے

محمودؔ بابِ علم کا درکار ہے کرم
پرتو فگن جہاں پہ ہدایت علی رضی اللہ عنہ کی ہے

راجا رشید محمود

شخصیت

۱......محمد احمد قادری، ابو الحسنات، علامہ، اوراقِ غم، ایور گرین، لاہور، صفحہ ۱۹۷/ حسین واعظ کاشفی ملا، روضۃ الشھداء، مرکز تحقیقات زبان وادبیات فارسی، تہران، باب پنجم، صفحہ ۳۱۹ تا ۳۲۱

۲......مومن بن حسن، شبلنجی، علامہ، نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار، مکتبہ جمہوریہ عربیہ، مصر، صفحہ ۷۶/ اسماعیل حقی، شیخ، تفسیر روح البیان، مصر، جلد ۸، صفحہ ۳۶۴/ سید احمد زینی دحلان، السیرۃ النبویہ و الآثار المحمدیۃ، مکتبہ اسلامیہ، بیروت، جلد ۱، صفحہ ۱۷۶/ برخوردار ملتانی، علامہ، حاشیہ نبراس، شاہ عبدالحق اکیڈمی، سرگودھا، صفحہ ۵۱۵

۳......احمد یار خاں نعیمی، مفتی، دیوانِ سالک، نعیمی کتب خانہ، گجرات، صفحہ ۳۶

۴......حاکم، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ نیشاپوری، امام، حافظ، المستدرک، دائرۃ المعارف،

7

حیدرآباد دکن، جلد۳، صفحہ۴۸۳ (تحت مناقب حکیم بن حزام)

۵......ذہبی، شمس الدین، حافظ، تلخیص المستدرك، دائرۃ المعارف، جلد۳، صفحہ۴۸۳

۶......شاہ ولی اللہ، محدث دہلوی، ازالۃ الخفاء، قدیمی کتب خانہ، کراچی، جلد۴، صفحہ۴۰۶

۷......عباس محمود العقاد، العبقریۃ الامام علی، مکتبہ عبقریہ، بیروت، صفحہ۳۹

اس کتاب کے مقدمہ نگار نے بھی یہی صراحت کی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کعبہ میں پیدا ہوئے---[مقدمۃ العبقریہ الامام علی، مہدی عبدالحمید المصطفیٰ، صفحہ۵]

۸...... نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار، صفحہ۷۶

۹...... السیرۃ النبویۃ و الآثار المحمدیۃ، جلد۱، صفحہ۱۷۶

۱۰......مرجع سابق

۱۱......ابن ہشام، عبدالملک، امام، سیرۃ النبی، ازہر، مصر، جلد۱، صفحہ۱۵۶/محمد بن عبدالباقی، امام، (شرح المواهب) زرقانی، مصر، جلد۱، صفحہ۲۴۱

۱۲...... الطبرانی، حافظ ابوالقاسم سلیمان بن احمد، م۳۶۰ھ، المعجم الکبیر، للطبرانی، دار احیاء التراث العربی، ۱۴۲۲ھ، جلد۱، صفحہ۹۲

۱۳......شیخ عبدالحق، محدث دہلوی، مدارج النبوۃ، نول کشور، جلد۲، صفحہ۹

۱۴......زرقانی، جلد۱، صفحہ۳۷

۱۵......زرقانی، جلد۱، صفحہ۲۷

۱۶......زرقانی، جلد۱، صفحہ۳۷

۱۷...... مدارج النبوۃ، جلد۲، صفحہ۸

۱۸......زرقانی، جلد۱، صفحہ۲۷

۱۹...... مدارج النبوۃ، جلد۲، صفحہ۷

۲۰......زرقانی، جلد۱، صفحہ۱۸۸

۲۱......زرقانی، جلد ا، صفحہ ۷۱

۲۲...... مدارج النبوۃ، جلد ۲، صفحہ ۷

۲۳......زرقانی، جلد ا، صفحہ ۸۲

۲۴......سورۃ الفیل: ۱۰۵

۲۵......زرقانی، جلد ا، صفحہ ۸۳ تا ۸۸ ملخصاً

۲۶......زرقانی، جلد ا، صفحہ ۷۲

۲۷......حافظ ابن حجر، الاصابہ فی تمییز الصحابہ، تجاریہ کبریٰ، مصر، جلد ۴، صفحہ ۱۱۵

۲۸......زرقانی، جلد ا، صفحہ ۱۸۹

۲۹......زرقانی، جلد ا، صفحہ ۱۹۰

۳۰......زرقانی، جلد ا، صفحہ ۱۹۰/ صحیح بخاری، کتاب الاستسقاء، حدیث ۱۰۰۸

۳۱......ابن کثیر، دمشقی، حافظ، البدایۃ و النہایۃ، مکتبہ المعارف، بیروت، جلد ۳، صفحہ ۱۲۷

۳۲...... المعجم الکبیر، للطبرانی، جلد ا، صفحہ ۹۲

۳۳......سمہودی، نورالدین علی بن احمد، وفاء الوفا، دارالکتب العلمیہ، بیروت، جلد ۳، صفحہ ۸۹۸

۳۴...... المعجم الکبیر للطبرانی، جلد ۲۴، صفحہ ۳۵۲/ وفاء الوفاء، جلد ۳، صفحہ ۹-۸۹۸

۳۵...... المعجم الکبیر للطبرانی، جلد ۲۴، صفحہ ۳۵۲/ وفاء الوفاء، جلد ۳، صفحہ ۸۹۹

۳۶......شیخ علاؤالدین علی المتقی، کنز العمال فی سنن الاقوال و الافعال، دائرۃ المعارف، حیدرآباد دکن، جلد ۷، صفحہ ۱۰۱

۳۷...... وفاء الوفاء، جلد ۳، صفحہ ۸۹۹

۳۸......امام حسین بن محمد الدیار البکری، تاریخ الخمیس فی احوال انفس النفیس، بیروت، جلد ا، صفحہ ۱۶۳

۳۹......ایضاً

۴۰......ایضاً

۴۱...... الاصابہ ،جلد۱،صفحہ۲۳۹

۴۲......ایضاً

۴۳......ایضاً،صفحہ۲۴۰

۴۴...... تاریخ الخمیس ،جلد۱،صفحہ۱۶۳/ البدایۃ و النہایۃ ،جلد۷،صفحہ۲۲۳/ اسد الغابۃ،جلد۱،صفحہ۵۴۲،تحت ترجمہ حضرت جعفر الطیار

۴۵...... تاریخ الخمیس ،جلد۱،صفحہ۱۶۳

۴۶......ایضاً،صفحہ۱۶۴

۴۷......ایضاً،جلد۲،صفحہ۵۷۲

۴۸......محب طبری، ابوجعفر احمد بن محمد، شیخ، امام(وفات۶۹۴ھ)، الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ ، دار الکتب العلمیۃ ،بیروت، لبنان،جلد۳،صفحہ۸-۱۳۷

۴۹......محمد بن اسماعیل بخاری، امام، صحیح بخاری، اصح المطابع ، کتاب الصلوۃ ، باب نوم الرجال فی المسجد ،جلد۱،صفحہ۶۳ اور کتاب الاستیذان ، باب القائلۃ فی المسجد ،جلد۲،صفحہ۹۲۹/مسلم بن حجاج قشیری، امام، صحیح مسلم، اصح المطابع ، جلد۲،صفحہ۲۸۰

۵۰...... الصواعق المحرقۃ ،صفحہ۱۲۰

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بھی یہی شان تھی کہ آپ کبھی کسی بت کے سامنے سجدہ ریز نہیں ہوئے---[ایضاً]

۵۱......برخوردار ملتانی، علامہ، حاشیہ نبراس، شاہ عبدالحق اکیڈمی ،سرگودھا،صفحہ۵۱۵

۵۲......نسیم اللغات،صفحہ۷۲۹، علمی پرنٹنگ پریس، لاہور

۵۳...... نور الابصار،صفحہ۷۷/ یوسف بن عبداللہ، ابن عبدالبر، حافظ، کتاب الاستیعاب

فی معرفۃ الاصحاب، دائرۃ المعارف، حیدرآباد دکن، جلد۲، صفحہ۴۶۹

۵۴...... مشکوۃ المصابیح، کتاب الآداب، باب حفظ اللسان، الفصل الثالث

۵۵...... اشعۃ اللمعاۃ، مطبع نامی نول کشور، لکھنؤ، ۱۲۸۹ھ، جلد۴، صفحہ۸۲

۵۶...... امت محمدیہ پر باقاعدہ پانچ نمازیں تو شب معراج فرض ہوئیں مگر مطلقاً نماز کی فرضیت کا آغاز پہلی وحی کے ساتھ ہی ہو گیا تھا---حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں:

اِنَّ جِبْرِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَتَاہُ فِی اَوَّلِ مَا اُوْحِیَ اِلَیْہِ فَعَلَّمَہُ الْوُضُوْءَ وَ الصَّلٰوۃَ---[مسند امام احمد، جلد۴، صفحہ۱۶۱]

''جبریل امین علیہ السلام جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہلی وحی لے کر آئے تو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وضو اور نماز پڑھنے کا طریقہ سکھایا''---

سورۂ مزمل، ابتدائی نازل ہونے والی سورتوں میں سے ایک ہے---اس سورت میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ کی نماز کا ذکر ہے---[المزمل:۷۳، آیت۴ تا ۲۰]

نماز پنج گانہ کی فرضیت کے بعد رات کی نماز کا حکم منسوخ ہو گیا---

[تفسیر مظہری، جلد۱۰، صفحہ۱۰۳]

بہرحال یہ امر یقینی ہے کہ نماز پنج گانہ سے پہلے بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام نماز ادا کیا کرتے تھے---

(تفصیل کے لیے ماہ نامہ نور الحبیب بصیر پور، مارچ ۱۹۹۸ء میں احقر کا مضمون ''حضرت مولا علی نمبر---ایک سوال اور اس کا جواب'' ملاحظہ کیا جائے---(محبّ)

۵۷......ابن اثیر، ابوالحسن علی بن محمد شیبانی، امام، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، مکتبہ اسلامیہ، طہران، جلد۴، صفحہ۱۷-۱۶/ حافظ ابن کثیر، البدایۃ و النہایۃ، مکتبہ المعارف، بیروت، جلد۳، صفحہ۲۴

۵۸ ......سیرت ابن ہشام، جلد ۱، صفحہ ۱۵۷

۵۹ ......جلال الدین سیوطی، امام، تاریخ الخلفاء، میر محمد کتب خانہ، کراچی، صفحہ ۱۶۶

۶۰ ......ایضاً

۶۱ ......زرقانی، جلد ۱، صفحہ ۲۴۱

۶۲ ......اسرار و رموز، صفحہ ۴۷، ''در شرح اسرار اسمائے علی مرتضیٰ''

۶۳ ...... تاریخ الخلفاء، صفحہ ۳۴

۶۴ ...... الشعراء: ۲۶، آیت ۲۱۴

۶۵ ......سیوطی، امام، جلال الدین، خصائص کبریٰ، دائرۃ المعارف، حیدر آباد دکن، جلد ۱، صفحہ ۱۲۳

۶۶ ......طبری، ابو جعفر محمد بن جریر، تاریخ طبری، تاریخ الامم و الملوك، دار التراث، بیروت، جلد ۲، صفحہ ۳۲۱

۶۷ ......احمد بن حنبل، امام، مسند امام احمد، بیروت، جلد ۱، صفحہ ۸۴/ امام ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب النسائی، ۳۰۳ھ، خصائص امیر المومنین علی کرم اللہ وجهه الکریم، مطبعة التقدم العلمیة، مصر، ۱۳۱۹ھ، صفحہ ۳۱

۶۸ ......علامہ برہان الدین حلبی، السیرة الحلبیة، مطبوعہ بیروت، جلد ۳، صفحہ ۸۶

۶۹ ......شیخ عبد الحق، محدث دہلوی، مدارج النبوۃ، نول کشور، جلد ۲، صفحہ ۲۹۱

۷۰ ...... سیرة النبی لابن هشام، جلد ۱، صفحہ ۲۸۷

۷۱ ...... یٰس، ۳۶: ۹

۷۲ ...... سیرة النبی لابن هشام، جلد ۱، صفحہ ۹۰-۲۸۹

۷۳ ......البقرة ۲: ۲۰۷

۷۴ ......داتا گنج بخش، ابو الحسن علی بن عثمان الہجویری، ۴۷۰ھ، کشف المحجوب، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد، صفحہ ۱۷۲/ اسد الغابہ، جلد ۴،

صفحہ ۹۸، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

۷۵...... اسد الغابہ، جلد ۴، صفحہ ۱۹

۷۶......الخطیب، ولی الدین، شیخ، مشکوٰۃ المصابیح، ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی، کراچی، مناقب علی ابن ابی طالب، الفصل الثالث، صفحہ ۵۶۵

۷۷...... الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ، جلد ۳، صفحہ ۱۴۲

۷۸......ایضاً

۷۹......مسند امام احمد، جلد ۱، صفحہ ۸۰

۸۰......زرقانی، جلد ۲، صفحہ ۳

۸۱......مسند امام احمد، جلد ۱، صفحہ ۱۰۶

۸۲...... الریاض النضرۃ، جلد ۳، صفحہ ۵-۱۴۴

۸۳...... الفرقان، ۲۵:۵۴

۸۴...... نور الابصار، صفحہ ۴۶

۸۵...... الریاض النضرۃ، جلد ۳، صفحہ ۱۴۶

۸۶......ایضاً، صفحہ ۳-۱۴۲

۸۷...... اسد الغابہ، جلد ۵، صفحہ ۵۲۱

۸۸......صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب فرض الخمس، جلد ۱، صفحہ ۵-۴۳۴

۸۹......زرقانی، جلد ۲، صفحہ ۷

۹۰......زرقانی، جلد ۲، صفحہ ۲

۹۱......امام احمد قسطلانی، المواہب اللدنیۃ، مصر، جلد ۲، صفحہ ۲

۹۲......زرقانی، جلد ۲، صفحہ ۳

۹۳......ابن منظور، امام، محمد بن مکرم، مختصر تاریخ دمشق، (تصنیف: حافظ ابن عساکر، ابوالقاسم

علی بن الحسین (م ۵۷۱ ھ)، دار الفکر، بیروت، جلد ۱۸، صفحہ ۱۱

۹۴...... الانفال: ۸، آیت ۶۲

۹۵...... مختصر تاریخ دمشق، جلد ۱۸، صفحہ ۱۰

۹۶...... التوبۃ: ۹، آیت ۱۱۹

۹۷...... مختصر تاریخ دمشق، جلد ۱۸، صفحہ ۱۰

۹۸...... یونس: ۱۰، آیت ۵۸

۹۹...... مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر، جلد ۱۸، صفحہ ۱۱

۱۰۰...... ھود، ۱۱: ۱۷

۱۰۱...... تفسیر مظہری، جلد ۵، صفحہ ۷۶

۱۰۲...... مریم: ۱۹، آیت ۹۶

۱۰۳...... المعجم الاسط للطبرانی، جلد ۶، صفحہ ۲۴۲، حدیث ۵۵۱۲

۱۰۴...... الزمر: ۳۹، آیت ۳۳

۱۰۵...... مختصر تاریخ دمشق، جلد ۱۸، صفحہ ۱۰-۹

۱۰۶...... صدر الافاضل، سید محمد نعیم الدین، مرادآبادی، تفسیر خزائن العرفان، تحت الآیہ، (مفہوم)

۱۰۷...... محمد: ۴۷، آیت ۳۰

۱۰۸...... مختصر تاریخ دمشق، جلد ۱۸، صفحہ ۱۰

۱۰۹...... التحریم: ۶۶، آیت ۴

۱۱۰...... مختصر تاریخ دمشق، جلد ۱۸، صفحہ ۱۰

۱۱۱...... الحاقۃ: ۶۹، آیت ۱۲

۱۱۲...... ابن جریر طبری، جامع البیان فی تفسیر القرآن (تفسیر ابن جریر)، مصر، جلد ۲۹، صفحہ ۳۵

۱۱۳...... تاریخ الخلفاء، صفحہ ۱۶۸

۱۱۴...... مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر، جلد ۱۸، صفحہ ۷

۱۱۵...... نصیر الدین نصیر، صاحبزادہ، سید، فیض نسبت، گیلانی پبلشر، گولڑہ شریف، صفحہ ۷۹

۱۱۶...... مختصر تاریخ دمشق، جلد ۱۸، صفحہ ۷/ الریاض النضرۃ، جلد ۳، صفحہ ۱۹۷

۱۱۷...... احمد رضا بریلوی، اعلیٰ حضرت، حدائق بخشش، رضا آفسٹ، بمبئی، جلد ۲، صفحہ ۵۲

۱۱۸...... مختصر تاریخ دمشق، جلد ۱۸، صفحہ ۸

۱۱۹...... شاہ علی حسین اشرفی، تحائف اشرفی

۱۲۰...... مختصر تاریخ دمشق، جلد ۱۷، صفحہ ۳۶۷

۱۲۱...... الصواعق المحرقۃ، صفحہ ۱۲۳

۱۲۲...... پیر مہر علی شاہ، سید، کلام، لوک ورثہ اشاعت گھر، اسلام آباد، صفحہ ۴۰

۱۲۳...... صحیح بخاری، باب مناقب علی بن ابی طالب، جلد ۱، صفحہ ۵۲۵

۱۲۴...... محمد بن یزید، ابن ماجہ، امام، سنن ابن ماجہ، نور محمد تجارت کتب، کراچی، صفحہ ۱۲/
محمد بن عیسیٰ ترمذی، امام، جامع ترمذی، علیمی، دہلی، مناقب علی بن ابی طالب،
جلد ۲، صفحہ ۲۱۳ ''عَلِیٌّ مِّنِّیْ وَ اَنَا مِنْ عَلِیٍّ''

۱۲۵...... الریاض النضرۃ، جلد ۳، صفحہ ۱۱۷

۱۲۶...... مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر، جلد ۱۷، صفحہ ۳۰۷ و ۳۴۶

۱۲۷...... سید ابو احمد شاہ علی حسین اشرفی، تحائف اشرفی، ازہر بک ڈپو، آرام باغ، کراچی

۱۲۸...... مشکوۃ المصابیح، صفحہ ۵۶۵، حدیث ۶۱۰۳

۱۲۹...... الریاض النضرۃ، جلد ۳، صفحہ ۱۹۶/ مختصر تاریخ دمشق، جلد ۱۷، صفحہ ۳۷۸

۱۳۰...... الریاض النضرۃ، جلد ۳، صفحہ ۱۹۶

۱۳۱...... ایضاً، جلد ۳، صفحہ ۱۲۱

۱۳۲......جامع ترمذی، باب ما جاء فی فضل فاطمۃ ،جلد۲،صفحہ۲۲۷

۱۳۳......ایضاً، مناقب علی بن ابی طالب ،جلد۲،صفحہ۲۱۵

۱۳۴...... تاریخ الخلفاء ،صفحہ۱۷۳/ مشکوٰۃ المصابیح ، باب مناقب علی ابن ابی طالب، الفصل الثالث

۱۳۵......تاریخ الخلفاء ،صفحہ۵۹

۱۳۶......حدائق بخشش،جلد۲،صفحہ۶ - ۷

۱۳۷...... الریاض النضرۃ ،جلد۳،صفحہ۱۳۰

۱۳۸......جامع ترمذی ،مناقب علی بن ابی طالب،جلد۲ ،صفحہ۲۱۳

۱۳۹...... کنز العمال ،جلد۶ ،صفحہ۳۹۹

۱۴۰...... سیرۃ النبی لابن ھشام ،جلد۱،صفحہ۳۰۴

۱۴۱...... کتاب الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب ،جلد۲،صفحہ۴۶۰/ البدایۃ و النھایۃ ، جلد۷،صفحہ۳۳۶ --- اَنَا عَبْدُ اللّٰہِ وَ اَخُوْ رَسُوْلِہٖ وَ لَمْ یَقُلْھَا اَحَدٌ قَبْلِیْ وَ لَا یَقُوْلُھَا اَحَدٌ بَعْدِیْ اِلَّا کَذَّابٌ ---مختصر تاریخ دمشق ابن عساکر،جلد۱۷،صفحہ۳۱۵

۱۴۲......محمد اسماعیل،شاہ، تقویۃ الایمان ،اصح المطابع ،کراچی،صفحہ۶۵

۱۴۳...... الریاض النضرۃ ،جلد۳،صفحہ۱۹۸

۱۴۴......ایضاً،جلد۳،صفحہ۱۱۴

۱۴۵......ایضاً،جلد۳،صفحہ۱۲۵

۱۴۶......ایضاً،جلد۳،صفحہ۱۳۱

۱۴۷...... الصواعق المحرقۃ ،صفحہ۱۲۵

۱۴۸......مختصر تاریخ دمشق ،جلد۱۷،صفحہ۳۷۰

۱۴۹......ایضاً،صفحہ۳۶۸

۱۵۰......ایضاً،صفحہ۳۶۹

۱۵۱......ایضاً،صفحہ۳۷۱

۱۵۲......ایضاً،جلد۱۸،صفحہ۳۱

۱۵۳...... کشف المحجوب،صفحہ۲۶۳

۱۵۴......الہدیہ بن شیخ عبدالرحیم،چشتی،سیرالاقطاب،منشی،نول کشور،لکھنؤ،صفحہ۹

۱۵۵......محمد اقبال،علامہ،کلیات اقبال(اردو)،صفحہ۴۳۲/بال جبریل،طارق کی دعا،صفحہ۱۰۸

۱۵۶...... الفتح:۴۸،آیت۲۹

۱۵۷......علاؤالدین،علی بن محمد خلجی بغدادی،محی السنۃ،لباب التاویل فی معانی التنزیل (تفسیر خازن)مصر،جلد۶،صفحہ۱۷۹/تفسیر روح البیان،جلد۹،صفحہ۶۰

۱۵۸...... مرقاۃ شرح مشکوٰۃ،جلد۲،صفحہ۲۱۴

۱۵۹......شاہ ولی اللہ،محدث،دہلوی،ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء،قدیمی کتب خانہ، کراچی،جلد۲،صفحہ۷-۳۱۶

۱۶۰......جامع ترمذی،باب ما جاء فی فضل فاطمۃ،جلد۲،صفحہ۲۲۷

۱۶۱......سیرالاقطاب،صفحہ۹

۱۶۲......کلیات اقبال،اردو،صفحہ۴۵۲/بال جبریل،صفحہ۱۲۸،ساقی نامہ

۱۶۳......صحیح مسلم،باب من فضائل علی بن ابی طالب،جلد۲،صفحہ۲۷۸

۱۶۴......صحیح مسلم، کتاب الجهاد و السیر، باب صلح حدیبیۃ،جلد۲،صفحہ۱۰۵

۱۶۵......ابوعیسیٰ،محمد بن عیسیٰ،ترمذی،امام،ترمذی،ابواب المناقب،جلد۲،صفحہ۲۱۱/ مشکوٰۃ المصابیح،کتاب الفتن،باب فی المعجزات/المواھب اللدنیۃ، جلد۲،صفحہ۵۳۹

۱۶۶...... البدایۃ و النھایۃ،تحت سنۃ عشر من الھجرۃ،باب بعث رسول اللہ ﷺ

علی بن ابی طالب و خالد بن الولید الی الیمن قبل حجة الوداع
۱۶۷......خطیب بغدادی، ابوبکر احمد بن علی، ۴۶۳ھ، تاریخ بغداد، دارالکتاب العربی، بیروت لبنان، جلد۷، صفحہ۵۶-۵۷/ جامع مسانید الامام الاعظم، علامہ خوارزمی، ۶۶۵ھ، دائرۃ المعارف، حیدرآباد، جلد۱، صفحہ۱۳۰ (جامع مسانید میں یا شجر اور و علیك السلام کے کلمات نہیں)
۱۶۸...... ازالة الخفاء، جلد۴، صفحہ۴۹۹تا۵۰۰
۱۶۹......ابوعیسیٰ، محمد بن عیسیٰ، ترمذی، امام، شمائل ترمذی، علیمی کتب خانہ، دہلی، صفحہ۱
۱۷۰......حدائق بخشش، جلد۱، صفحہ۴۷
۱۷۱......شمائل ترمذی، صفحہ۲
۱۷۲......قاضی عیاض بن موسیٰ اندلسی، امام، الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی، دارالفکر، بیروت، جلد۲، صفحہ۲۲
۱۷۳......سیر الاقطاب، صفحہ۹
۱۷۴...... الریاض النضرة، جلد۳، صفحہ۲۱۰
۱۷۵...... اسد الغابه، جلد۴، صفحہ۲۳
۱۷۶...... الریاض النضرة، جلد۳، صفحہ۲۱۹
۱۷۷......ابونعیم احمد بن عبداللہ، اصبہانی، حافظ، حلیة الاولیاء، دارالکتاب، بیروت، لبنان، جلد۱، صفحہ۸۱
۱۷۸......ایضاً
۱۷۹......ایضاً، صفحہ۸۲
۱۸۰...... الریاض النضرة، جلد۳، صفحہ۲۲۱
۱۸۱......ابن اثیر، ابوالحسن، علی بن محمد، شیبانی، امام، الکامل فی التاریخ، بیروت،

جلد۳، صفحہ ۳۹۹

۱۸۲...... تاریخ الخلفاء، صفحہ ۱۸۰

۱۸۳...... البدایۃ و النھایۃ، جلد ۸، صفحہ ۲

۱۸۴...... الکامل فی التاریخ، جلد ۳، صفحہ ۴۰۰

۱۸۵......ابن جوزی، جمال الدین، عبدالرحمٰن بن علی، امام، صفۃ الصفوۃ، دائرۃ المعارف، حیدرآباد، دکن، جلد ۱، صفحہ ۱۲۳

۱۸۶...... الکامل فی التاریخ، جلد ۳، صفحہ ۳۹۹ تا ۴۰۰

۱۸۷...... البدایۃ و النھایۃ، جلد ۸، صفحہ ۴-۳

۱۸۸......ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، بیروت، جلد ۳، صفحہ ۲۸

۱۸۹...... حلیۃ الاولیاء، جلد ۱، صفحہ ۸۳

۱۹۰...... القصص: ۲۸، آیت ۸۳

۱۹۱...... البدایۃ و النھایۃ، جلد ۸، صفحہ ۵

۱۹۲......ایضاً/مختصر تاریخ دمشق، جلد ۱۸، صفحہ ۶۴

۱۹۳...... البدایۃ و النھایۃ، جلد ۸، صفحہ ۵/مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر، جلد ۱۸، صفحہ ۶۵

۱۹۴...... اسد الغابہ، جلد ۴، صفحہ ۳۷

۱۹۵......نورالابصار، صفحہ ۱۰۶

۱۹۶......ابوالقاسم عبدالکریم، قشیری، امام، الرسالۃ القشیریۃ، مطبع مصطفٰی البابی، مصر، صفحہ ۱۲۱

۱۹۷......جلال الدین رومی، مولانا، مثنوی، الفیصل، لاہور، دفتر اوّل، صفحہ ۳۷۹ تا ۳۹۰

۱۹۸......ایضاً، صفحہ ۳۸۵

۱۹۹...... مشکوۃ المصابیح، کتاب الایمان، الفصل الثانی، صفحہ ۱۴

۲۰۰...... صفۃ الصفوۃ، جلد ۱، صفحہ ۲-۱۲۱/ حلیۃ الاولیاء، جلد ۱، صفحہ ۵-۸۴

۲۰۱...... الدھر (الانسان)، ۷۶:۸

۲۰۲......محمود آلوسی، علامہ، تفسیر روح المعانی، بیروت، جلد ۲۹، صفحہ ۱۵۷

۲۰۳...... المائدۃ، ۵:۵۵

۲۰۴......تفسیر روح المعانی، جلد ۶، صفحہ ۱۶۷

۲۰۵......ایضاً

۲۰۶...... البقرۃ، ۲:۲۷۴

۲۰۷...... اسد الغابہ، جلد ۴، صفحہ ۲۵

۲۰۸......رسالہ قشیریہ، صفحہ ۱۲۵

۲۰۹......جامع ترمذی، ابواب الدعوات، احادیث شتّٰی، جلد ۲، صفحہ ۱۹۵

۲۱۰......محمد مصطفیٰ رضا خاں، مفتی، الملفوظ، نوری کتب خانہ، لاہور، جلد ۴، صفحہ ۱۰

۲۱۱......فیض نسبت، صفحہ ۸۷

۲۱۲......اسد الغابہ، جلد ۴، صفحہ ۲۰

۲۱۳......صحیح مسلم، جلد ۲، صفحہ ۲۷۸

۲۱۴......طبقات ابن سعد، جلد ۳، صفحہ ۲۳

۲۱۵......اسد الغابہ، جلد ۴، صفحہ ۲۰

۲۱۶...... سیرۃ النبی لابن ھشام، جلد ۱، صفحہ ۳۸۱

۲۱۷...... مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر، جلد ۱۷، صفحہ ۳۱۹/ البدایۃ والنھایۃ، جلد ۷، صفحہ ۲۲۴

۲۱۸...... البدایۃ و النھایۃ، جلد ۷، صفحہ ۲۲۴

۲۱۹......ایضاً

۲۲۰......اسد الغابہ، جلد ۴، صفحہ ۲۰

۲۲۱......صحیح بخاری، کتاب المغازی ، باب ما اصاب النبی من الجرح یوم احد ، جلد۲، صفحہ۵۸۴

۲۲۲......مختصر تاریخ دمشق، جلد۱۷، صفحہ۳۲۰

۲۲۳......سیرت ابن ہشام، جلد۲، صفحہ۸۹

۲۲۴...... البدایۃ و النھایۃ ، جلد۴، صفحہ۶ - ۱۰۵

۲۲۵...... مدارج النبوۃ ، جلد۲، صفحہ۱۷۱

۲۲۶......صحیح مسلم، باب من فضائل علی بن ابی طالب ، جلد۲، صفحہ۲۷۹/ صحیح بخاری، مناقب علی بن ابی طالب ، جلد۱، صفحہ۵۲۵

۲۲۷...... مختصر تاریخ دمشق ، جلد۱۷، صفحہ۳۲۸

۲۲۸......ایضاً، جلد۱۷، صفحہ۳۳۱

۲۲۹......سیرت ابن ہشام، جلد۲، صفحہ۲۲۷

۲۳۰...... تاریخ الخلفاء، صفحہ۱۶۷/ البدایۃ و النھایۃ ، جلد۷، صفحہ۲۲۵

۲۳۱......محمد بن عمر الرازی، امام تفسیر کبیر، ازہر، مصر، جلد۲۱، صفحہ۹۱

۲۳۲......حدائق بخشش، جلد۲، صفحہ۵۲

۲۳۳......صحیح مسلم، باب غزوۃ ذی قرد وغیرھا ، جلد۲، صفحہ۱۱۵/ زرقانی، جلد۲، صفحہ۲۲۴

۲۳۴......زرقانی، جلد۲، صفحہ۲۲۴

۲۳۵......مختصر تاریخ دمشق، جلد۱۸، صفحہ۱۸

۲۳۶...... اسد الغابہ ، جلد۴، صفحہ۲۲/ حافظ نور الدین الھیثمی ، ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ، دار الکتاب، بیروت، جلد۹، صفحہ۱۱۴

۲۳۷......جامع ترمذی، مناقب علی بن ابی طالب ، جلد۲، صفحہ۲۱۴

۲۳۸...... اسد الغابہ ، جلد۴، صفحہ۲۲

۲۳۹...... المعجم الاوسط، جلد۵، صفحہ۴۵۵، حدیث ۴۸۷۷ (من اسمہ عباد)

۲۴۰...... کتاب الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، جلد۲، صفحہ۴۶۳

۲۴۱......عبدالوہاب شعرانی، امام، الانوار القدسیہ فی بیان آداب العبودیۃ، مصر، جلد۱، صفحہ۹۷

۲۴۲......ظفرالدین، بہاری، رضوی، مولانا، تنویر السراج فی بیان المعراج (حصہ خطاب رجب ۱۳۵۷ھ)، لاہور، صفحہ۴

۲۴۳...... الریاض النضرۃ، جلد۳، صفحہ۱۶۰

۲۴۴......مسند امام احمد، جلد۱، صفحہ۹۶

۲۴۵...... کتاب الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، جلد۲، صفحہ۴۶۳

۲۴۶...... شعب الایمان، جلد۳، صفحہ۴۵۱

۲۴۷......احمد بن علی بن حجر عسقلانی، حافظ، تہذیب التہذیب، دائرۃ المعارف، حیدرآباد دکن، جلد۷، صفحہ۳۳۴-۳۳۵

۲۴۸......صحیح بخاری، کتاب العلم، باب حفظ العلم، جلد۱، صفحہ۲۲/ کتاب الحرث و المزارعۃ، باب ما جاء فی الغرس، جلد۱، صفحہ۳۱۶

۲۴۹......جامع ترمذی، ابواب الدعوات، باب فی دعاء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و تعوذہ فی دبر کل صلوٰۃ، جلد۲، صفحہ۱۹۶/ امام ابن جزری، محمد بن محمد (۷۵۱ھ-۸۳۳ھ) الحصن الحصین، مطبع مجتبائی دہلی، ۱۹۱۳ء، صفحہ۱۵۲

۲۵۰......جامع ترمذی، ابواب الدعوات، باب فی دعاء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و تعوذہ فی دبر کل صلوٰۃ، جلد۲، صفحہ۱۹۶

۲۵۱......عبدالرحمٰن، جامی، مولانا، شواہد النبوۃ، عمدۃ المطابع، دہلی، صفحہ۱۷۲

۲۵۲...... تذکرۃ الحفاظ، جلد۱، صفحہ۱۵۹/ تہذیب التہذیب، جلد۱۰، صفحہ۴۴۹

۲۵۳...... الصواعق المحرقة، صفحہ ۲۰۱

۲۵۴...... تاریخ الخمیس، جلد ۲، صفحہ ۳۲۶

۲۵۵......ایضاً / نور الابصار، صفحہ ۲۰۸

۲۵۶......ابن حجر عسقلانی، حافظ، تهذیب التهذیب، دار المعارف، حیدر آباد دکن، جلد ۱۰، صفحہ ۵

۲۵۷......ایضاً، جلد ۹، صفحہ ۲۵

۲۵۸......ابوبکر بن احمد خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، دار الکتاب العربی، لبنان، جلد ۲، صفحہ ۱۷۶

۲۵۹...... تهذیب التهذیب، جلد ۱، صفحہ ۲۷

۲۶۰......مختصر تاریخ دمشق، جلد ۱۸، صفحہ ۲۵

۲۶۱......ایضاً

۲۶۲...... تاریخ الخلفاء، صفحہ ۱۷۶-۷

۲۶۳...... در المختار و رد المحتار، جلد ۶، صفحہ ۷۸۷ / میر سید شریف علی جرجانی، شریفیه شرح سراجیه، مطبع گلشن احمدی لکھنوی، صفحہ ۵۳

۲۶۴...... کتاب الاستیعاب فی معرفة الاصحاب، جلد ۲، صفحہ ۴۶۱

۲۶۵...... الریاض النضرة، جلد ۳، صفحہ ۱۶۷

۲۶۶...... الصواعق المحرقة، صفحہ ۱۲۳

۲۶۷......صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب القراء من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، جلد ۲، صفحہ ۷۴۸

۲۶۸...... تاریخ الخلفاء، صفحہ ۱۷۱

۲۶۹...... کتاب الاستیعاب فی معرفة الاصحاب، جلد ۲، صفحہ ۴۶۱

۲۷۰...... تاریخ الخلفاء، صفحہ ۱۷۱

۲۷۱......ابوالفرج عبدالرحمٰن ،ابن جوزی، کتاب الاذکیاء ،مکتبہ نزار مصطفٰی الباز،مکہ مکرمہ، صفحہ۵۱/ الریاض النضرۃ ،جلد۳،صفحہ۱۶۵

۲۷۲...... تاریخ الخلفاء،صفحہ۸۰-۱۷۹

۲۷۳......ایضاً،صفحہ۵-۱۸۴

۲۷۴...... مرآۃ الجنان ،جلد۱،صفحہ۱۱۷

۲۷۵...... التغابن ،۶۴:۱۵

۲۷۶...... قٓ ،۵۰:۱۹

۲۷۷...... البقرۃ ،۲:۱۱۳

۲۷۸...... نور الابصار ، دار الکتب العلمیۃ،بیروت،صفحہ۱۲۱

۲۷۹...... تاریخ الخلفاء ،صفحہ۱۸۲/مختصر تاریخ دمشق ،جلد۱۸،صفحہ۷۶/ حافظ محمد بن احمد بن عثمان الذہبی، الخلفاء الراشدون من تاریخ اسلام ، دار الکتب العلمیۃ ، بیروت،صفحہ۲۵۳

۲۸۰...... تاریخ الخلفاء ،صفحہ۱۸۰

۲۸۱...... الاعراف :۷،آیت ۵۸

۲۸۲...... سچی حکایات،جلد۱،صفحہ۳۶۶

۲۸۳......مولانا رحمت اللہ سبحانی،مخزن اخلاق،صفحہ۵۳۸

۲۸۴......ایضاً،صفحہ۵۳۹

۲۸۵......مختصر تاریخ دمشق،جلد۱۸،صفحہ۷۷/ تاریخ الخلفاء ،صفحہ۱۸۳

۲۸۶...... نور الابصار ،صفحہ۸۵/سیدنا علی المرتضٰی، دیوان الامام علی ،دار الکتب العلمیہ ، بیروت،صفحہ۶-۱۷۵

۲۸۷...... دیوان الامام علی ،صفحہ۶

۲۸۸......عبدالمجتبیٰ رضوی، مولانا، تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ، خادم پرنٹرز، لاہور، صفحہ ۹۲
۲۸۹......سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، دیوان علی، دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، صفحہ ۳۸
۲۹۰...... نور الابصار، دارالکتب العلمیہ، بیروت، صفحہ ۸۴
۲۹۱......ایضاً صفحہ ۸۵
۲۹۲......دیوان علی، صفحہ ۱۶-۱۵/ البداية و النهاية، جلد ۸، صفحہ ۱۰
۲۹۳...... تاریخ الخلفاء، صفحہ ۱۸۱
۲۹۴...... البداية و النهاية، جلد ۷، صفحہ ۴-۳۷
۲۹۵...... صفة الصفوة، جلد ۱، صفحہ ۱۲۸
۲۹۶...... تفسیر کبیر، جلد ۲، صفحہ ۳-۱۸۲
۲۹۷......دیوان علی، صفحہ ۱۴۵
۲۹۸......مرجع سابق، صفحہ ۲۰۱
۲۹۹...... قلائد الجواهر، صفحہ ۱۴
۳۰۰...... سیر الاقطاب، صفحہ ۵
۳۰۱......ظفر الدین، بہاری رضوی، مولانا، تنویر السراج فی بیان المعراج (۱۳۵۸ھ)، لاہور، صفحہ ۶/ نظام الدین یمنی، مولانا، لطائف اشرفی (ملفوظات سید اشرف جہانگیر سمنانی)، حلقہ اشرفیہ پاکستان، جلد ۱، صفحہ ۳۴۳
۳۰۲......دیوان سالک، صفحہ ۳۷
۳۰۳......علی بن عثمان، داتا گنج بخش ہجویری، کشف المحجوب، مرکز تحقیقات فارسی، ایران و پاکستان، اسلام آباد، صفحہ ۶۰
۳۰۴......تفسیر مظہری، جلد ۲، صفحہ ۱۰۳
۳۰۵......ایضاً صفحہ ۱۲۰

۳۰۶......صاحب زادہ سید نصیر الدین نصیر، نام ونسب (ابتدائی صفحات)

۳۰۷......حدائق بخشش، جلد ۱، صفحہ ۸

(نوٹ)......سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی قطبیت کبریٰ اور آپ کے فرمان والا شان قدمی ھذہ علیٰ رقبة کل ولی للّٰہ ''میرا یہ قدم اللہ تعالیٰ کے ہر ولی کی گردن پر ہے'' (صحابہ کرام، ائمہ اہل بیت عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے بعد تمام اولیاء واقطاب رحمہم اللہ تعالیٰ آپ کے زیر قدم ہیں) اس موضوع پر درج ذیل کتب کا مطالعہ مفید رہے گا:

۱......السیف الربانی فی عنق من اعترض علی الغوث الجیلانی، از علامہ شیخ سید محمد المکی

۲......نام ونسب، از صاحب زادہ سید نصیر الدین نصیر گولڑوی

۳......مہر منیر، از مولانا فیض احمد گولڑوی چشتی

۴......شرح قصیدہ غوثیہ (شارح مولانا عبدالمالک رحمۃ اللہ علیہ)، مقدمہ از حکیم محمد موسیٰ امرتسری

۵...... اغتراف السائل من الیم فی تحقیق حدیث القدم، از مولانا ابوالضیاء محمد باقر نوری رحمۃ اللہ علیہ (غیر مطبوعہ)

۶...... قدم الشیخ عبد القادر علیٰ رقاب الاولیاء الاکابر، از علامہ ممتاز احمد چشتی، (یہ ضخیم کتاب بزم سعید، انوار العلوم، ملتان نے شائع کی ہے)

۷...... و رفعنا لك ذکرك کا ہے سایہ تجھ پر (غوث الوریٰ بحیثیت مظہر مصطفیٰ)، (صاحب زادہ) محمد محبّ اللہ نوری

۳۰۸......محمد بن عبدالباقی، زرقانی، امام، شرح المواھب، ازہریہ، مصر، جلد ۶، صفحہ ۹۳

۳۰۹......ایضاً، صفحہ ۴-۹۳

۳۱۰......عبدالرحمٰن، صفوری، علامہ، نزھة المجالس، مصر، جلد ۲، صفحہ ۱۵۱

۳۱۱......تفسیر روح البیان، جلد ۵، صفحہ ۲۷۴/ شواھد النبوۃ، صفحہ ۲-۲۷۱

۳۱۲...... شواهد النبوة ، صفحہ ۲۷۱

۳۱۳......شہاب الدین یاقوت حموی، علامہ، معجم البلدان، دار صادر، بیروت، جلد ۴، صفحہ ۴۹۱

۳۱۴......ایضاً

۳۱۵......ایضاً

۳۱۶......طبقات ابن سعد، جلد ۶، صفحہ ۹

۳۱۷......ایضاً، صفحہ ۸-۹

۳۱۸......ایضاً، صفحہ ۶

۳۱۹...... معجم البلدان ، جلد ۴، صفحہ ۴۹۲

۳۲۰......تاریخ بغداد، جلد ۱۳، صفحہ ۳۲۶

۳۲۱...... نور الابصار ، صفحہ ۲۰۸/ تاریخ الخمیس ، جلد ۲، صفحہ ۳۲۶

۳۲۲...... اسد الغابہ ، جلد ۵، صفحہ ۵۱۷

۳۲۳...... الحدید :۵۷، آیت ۱۰

۳۲۴...... تاریخ الخلفاء، صفحہ ۱۷۴

۳۲۵...... النساء، ۴: ۳۵

۳۲۶......مسند امام احمد، جلد ۱، صفحہ ۸۶

۳۲۷...... تاریخ الخلفاء ، صفحہ ۱۷۵

۳۲۸...... نور الابصار ، صفحہ ۱۰۷/ تاریخ الخلفاء ، صفحہ ۱۷۵

۳۲۹...... کتاب الاستیعاب فی معرفة الاصحاب ، جلد ۲، صفحہ ۴۷۰

۳۳۰......ایضاً

۳۳۱...... نور الابصار ، صفحہ ۱۰۶

۳۳۲...... البدایة و النهایة ، جلد ۷، صفحہ ۳۳۱

۳۳۳......ایضاً

۳۳۴...... اسد الغابہ ،جلد۴، صفحہ ۳۹

۳۳۵......تاریخ بغداد، جلدا، صفحہ ۱۳۶

۳۳۶......ایضاً، صفحہ ۱۳۷

۳۳۷......ایضاً، صفحہ ۱۳۶

۳۳۸......ایضاً، صفحہ ۱۳۸

۳۳۹......ایضاً

۳۴۰......ایضاً

۳۴۱...... معجم البلدان ،جلد ۵، صفحہ ۲۷۱

۳۴۲......کلیات اقبال، صفحہ ۳۷۳/ بال جبریل، صفحہ ۴۹

۳۴۳......حدائق بخشش، حصہ دوم، صفحہ ۳۵، گل زار عالم پریس، لاہور

۳۴۴......حدائق بخشش، رضا آفسٹ بمبئی، جلد ۲، صفحہ ۴۹

۳۴۵......ذوق نعت، صفحہ ۲۴، دین محمدی پریس، لاہور

۳۴۶...... الکامل فی التاریخ ،جلد ۳، صفحہ ۳۹۷

۳۴۷...... تاریخ الخمیس ،جلد ۲، صفحہ ۲۸۴

۳۴۸...... الکامل فی التاریخ ،جلد ۳، صفحہ ۵۴-۵۵/ تاریخ الخمیس ،جلد ۲، صفحہ ۲۸۵

۳۴۹...... الکامل فی التاریخ ،جلد ۳، صفحہ ۸-۳۹۷

۳۵۰......طبقات ابن سعد، جلد ۳، صفحہ ۲۰

۳۵۱...... الصواعق المحرقہ ،صفحہ ۱۲۹

۳۵۲...... حلیۃ الاولیاء ،جلدا، صفحہ ۷۶

۳۵۳...... نور الابصار ،صفحہ ۸۱

۳۵۴...... صفۃ الصفوۃ، جلد۱، صفحہ۱۲۶

۳۵۵......ایضاً

۳۵۶...... نور الابصار، صفحہ۸۱

۳۵۷......ایضاً، صفحہ۸۲

۳۵۸......ایضاً

۳۵۹...... الصواعق المحرقہ، صفحہ۱۲۹

۳۶۰......ایضاً

۳۶۱......نورالابصار، صفحہ۸۲

۳۶۲...... الصواعق المحرقہ، صفحہ۱۲۹

۳۶۳......نورالابصار، صفحہ۸۲

۳۶۴......ایضاً، صفحہ۸۲

۳۶۵......ایضاً، صفحہ۸۳

۳۶۶......صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب فی العمل و طولہ، جلد۲، صفحہ۹۴۹-۹۵۰

۳۶۷......شعرانی، عبدالوہاب، امام، الطبقات الکبریٰ، مصر، جلد۱، صفحہ۱۷

۳۶۸......ایضاً، صفحہ۱۸

۳۶۹......ایضاً

۳۷۰......نورالابصار، صفحہ۸۱

۳۷۱......ایضاً

۳۷۲......ایضاً، صفحہ۸۲

۳۷۳......ایضاً

۳۷۴......ایضاً، صفحہ۸۳

۳۷۵......ایضاً

۳۷۶......ایضاً

۳۷۷......ایضاً

۳۷۸......ایضاً

۳۷۹...... نور الابصار، دار الکتب العلمیة بیروت، صفحہ ۱۲۷

۳۸۰......ایضاً

۳۸۱...... المعجم الکبیر للطبرانی ،جلد۲۴،صفحہ۲-۱۵۱/ احمد بن محمد، ابوجعفر، طحاوی، امام، مشکل الآثار ،دائرۃ المعارف، حیدرآباد، دکن، جلد۴، صفحہ۸-۳۸۹/ الشفا ،جلد۱، صفحہ۲۸۴/ خصائص کبریٰ للسیوطی ، جلد۲، صفحہ۸۲/ رد المحتار ،شامی ،جلد۱، صفحہ۳۶۰/ طحطاوی علی الدر المختار ، جلد۱، صفحہ۱۷۴/ حاشیہ للطحطاوی علی مراقی الفلاح شرح نور الایضاح ، صفحہ۱۰۴/ زرقانی، جلد۵، صفحہ۱۱۳-۱۱۶/ علامہ سید محمد بن محمد الحسینی الزبیدی، م۱۲۰۵ھ، اتحاف السادۃ المتقین بشرح احیاء علوم الدین ،دار الکتب العلمیہ ، بیروت، ۱۴۲۲ھ، جلد۸، صفحہ۳۵۰-۳۵۱

۳۸۲...... شواھد النبوۃ ،صفحہ۲۸۴

۳۸۳......ایضاً ،صفحہ۲۷۳

۳۸۴......تفسیر کبیر، جلد۲۱، صفحہ۸-۸۹

۳۸۵......مظہر الدین، حافظ، تجلیات

22

حضرت علی اور خلفائے ثلاثہ کے باہمی تعلقات

۳۸۶......مسند امام احمد، جلد۱، صفحہ۱۱۴

۳۸۷......ایضاً، صفحہ۱۲۷

۳۸۸...... مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر، جلد۱۸، صفحہ۲-۴۱/ تاریخ الخلفاء، صفحہ۱۷۷

۳۸۹...... تاریخ الخلفاء، صفحہ۹-۱۷۸

۳۹۰...... البدایة و النهایة، جلد۵، صفحہ۲۴۹

۳۹۱...... الصواعق المحرقه، صفحہ۱۲۸

۳۹۲...... البدایة و النهایة، جلد۶، صفحہ۳۰۲

۳۹۳......صحیح بخاری، مناقب قرابة رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، جلد۱، صفحہ۵۲۶

۳۹۴...... الریاض النضرۃ ،جلدا،صفحہ۱۷۶

۳۹۵......طبقات کبریٰ،جلد۸،صفحہ۲۹

۳۹۶...... الریاض النضرۃ ،جلدا،صفحہ۱۷۶

۳۹۷...... تفسیر در المنثور ،جلد۴،صفحہ۱۰۱

۳۹۸...... البدایة و النهایة ،جلد۶،صفحہ۳۱۵

۳۹۹...... الزمر ،۳۹:۳۳

۴۰۰...... الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ ،جلدا،صفحہ۲۶۲ تا ۲۶۴

۴۰۱......صحیح بخاری، باب مناقب قرابة رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ،جلدا،صفحہ۵۲۶

۴۰۲......ایضاً

۴۰۳...... البدایة و النهایة ،جلد۶،صفحہ۳۱۱

۴۰۴......صحیح بخاری، مناقب الحسن و الحسین ،جلدا،صفحہ۵۳۰

۴۰۵......الریاض النضرۃ ،جلدا،صفحہ۲۰۷/ حافظ اسماعیل بن علی بن الحسن ابن زنجویۃ الرازی السمان،م۴۴۵ھ، مختصر کتاب الموافقة بین اهل البیت و الصحابة ، اختصرہ جاراللہ ابوالقاسم محمود بن عمر الزمخشری،م۵۳۸ھ، دار الکتب العلمیة ،بیروت، لبنان، الطبعة الاولیٰ ۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹ء،صفحہ۱۸-۱۹

۴۰۶......خصائص کبریٰ، باب حیاته صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی قبرہ،جلد۲،صفحہ۲۸۱

۴۰۷...... الدھر ،۷۶:۸

۴۰۸...... الزمر ،۳۹:۳۳

۴۰۹...... نور الابصار ،صفحہ۶-۷

۴۱۰...... الریاض النضرۃ ،جلدا،صفحہ۱۲۴

۴۱۱...... البدایة و النهایة ،جلد۷،صفحہ۵۵

۴۱۲...... الصواعق المحرقہ، صفحہ ۱۷۹

۴۱۳...... الکامل فی التاریخ، جلد ۲، صفحہ ۳-۵۰۲

۴۱۴...... البدایۃ و النہایۃ، جلد ۸، صفحہ ۲۰۷

۴۱۵...... الریاض النضرۃ، جلد ۲، صفحہ ۳۴۱

۴۱۶...... نور الابصار، صفحہ ۶۵

۴۱۷...... الریاض النضرۃ، جلد ۲، صفحہ ۲-۳۱۱

۴۱۸......ایضاً، صفحہ ۳۱۲

۴۱۹...... الکامل فی التاریخ، جلد ۳، صفحہ ۵-۵۴/ تاریخ الخمیس، جلد ۲، صفحہ ۲۸۵

۴۲۰......ابن حجر، عسقلانی، شہاب الدین، احمد بن علی، امام، حافظ، الاصابۃ، جلد ۱، صفحہ ۳۳۲

۴۲۱...... الریاض النضرۃ، جلد ۲، صفحہ ۴۰۱/ الصواعق المحرقۃ، صفحہ ۶۰

۴۲۲...... الریاض النضرۃ، جلد ۲، صفحہ ۳۳۱-۳۳۲/ نزھۃ المجالس، جلد ۲، صفحہ ۱۵۷
(نزھۃ المجالس میں ایک ایک کھجور کا ذکر ہے)

۴۲۳...... الریاض النضرۃ، جلد ۲، صفحہ ۱-۴۰۰

۴۲۴......ایضاً، صفحہ ۴۰۰

۴۲۵......ایضاً

۴۲۶......ایضاً

۴۲۷......ایضاً، صفحہ ۳۷۴

۴۲۸......مسند امام احمد، جلد ۱، صفحہ ۱۱۲/ صحیح مسلم، باب من فضائل عمر، جلد ۲، صفحہ ۲۷۴

۴۲۹......صحیح بخاری، باب مناقب عمر بن الخطاب، جلد ۱، صفحہ ۵۲۰/ صحیح مسلم، باب فضائل عمر، جلد ۲، صفحہ ۲۷۴

۴۳۰......طبقات ابن سعد، جلد ۳، صفحہ ۳۷۰

۴۳۱......زرقانی، جلد۲، صفحہ۳

۴۳۲...... البدایۃ و النهایۃ، جلد۸، صفحہ۳۶

۴۳۳...... الانبیاء، ۲۱:۱۰۱

۴۳۴...... الریاض النضرۃ، جلد۳، صفحہ۳۴

۴۳۵...... تاریخ دمشق الکبیر، جلد۴۱، صفحہ۳۳/ تاریخ الخلفاء، صفحہ۱۴۹

۴۳۶...... الریاض النضرۃ، جلد۳، صفحہ۳۱-۳۲

۴۳۷......ایضاً، صفحہ۴۹

۴۳۸......ایضاً، صفحہ۶۸

۴۳۹...... تاریخ الخلفاء، صفحہ۱۵۹

۴۴۰...... الریاض النضرۃ، جلد۳، صفحہ۶۸

۴۴۱...... الکامل فی التاریخ، جلد۳، صفحہ۲۷۱/ تاریخ الخلفاء، صفحہ۱۵۹

۴۴۲...... تاریخ الخلفاء، صفحہ۱۶۰

۴۴۳...... الکامل فی التاریخ، جلد۳، صفحہ۳۹۷/ البدایۃ و النهایۃ، جلد۷، صفحہ۳۳۲

چمنستان کرم

۴۴۴......محمد محبّ اللہ نوری، ارمغانِ محبت، صفحہ۵۲

۴۴۵...... کتاب الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، جلد۲، صفحہ۴۹۷/ صفۃ الصفوۃ، جلد۱، صفحہ۵۷-۵۸

۴۴۶...... الاصابہ، جلد۴، صفحہ۳۶۵

۴۴۷...... کتاب الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، جلد۲، صفحہ۴۹۷

۴۴۸......زرقانی، جلد۲، صفحہ۳

۴۴۹...... منتخب کنز العمال فی سنن الاقوال و الافعال (علیٰ ہامش مسند امام احمد)، جلد۵، صفحہ۹۷

۴۵۰...... الاصابہ، جلد۴، صفحہ۳۶۵

۴۵۱...... مدارج النبوۃ، جلد۲، صفحہ۴۵۹

۴۵۲......مرجع سابق، جلد۲، صفحہ۴۵۹

۴۵۳...... کشف الغمۃ، جلد۲، صفحہ۵۱

۴۵۴...... مدارج النبوۃ، جلد۲، صفحہ۴۵۹

۴۵۵...... المزمل: ۷۳، آیت ۸

۴۵۶...... جامع ترمذی، ما جاء فی فضل فاطمۃ رضی اللہ عنہا، جلد۲، صفحہ۲۲۷/ محمد بن اسماعیل بخاری، ابوعبداللہ، امام، ۲۵۶ھ، الادب المفرد، قاہرہ، ۱۳۷۹ھ، باب الرجل یقبل ابنتہ، باب۴۴۳، حدیث۹۷۱

۴۵۷...... مدارج النبوۃ، جلد۲، صفحہ۴۶۰

۴۵۸...... کتاب الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، جلد۲، صفحہ۷۵۰

۴۵۹...... جامع ترمذی، جلد۲، صفحہ۲۲۷

۴۶۰...... صحیح بخاری، مناقب قرابۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، جلد۱، صفحہ۵۲۶

۴۶۱...... نور الابصار، صفحہ۴۶

۴۶۲...... جامع ترمذی، جلد۲، صفحہ۲۲۷

۴۶۳...... اسد الغابہ، جلد۵، صفحہ۵۲۲

۴۶۴...... الاحزاب، ۳۳:۳۳

۴۶۵...... الصواعق المحرقۃ، صفحہ۱۴۴

۴۶۶...... جامع ترمذی، جلد۲، صفحہ۲۲۷

۴۶۷...... کتاب الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، جلد۲، صفحہ۷۵۱

۴۶۸...... ابوداؤد، سلیمان بن اشعث بجستانی، سنن ابی داؤد، اصح المطابع، کراچی، کتاب الادب، باب فی التسبیح عند النوم، جلد۲، صفحہ۶۹۰/ حلیۃ الاولیاء، جلد۲، صفحہ۴۱

۴۶۹...... صفۃ الصفوۃ، جلد۲، صفحہ۴

۴۷۰...... ایضاً

۴۷۱...... مدارج النبوۃ، جلد۲، صفحہ۴۶۱

۴۷۲...... حلیہ الاولیاء، جلد۲، صفحہ۴۰-۱

۴۷۳...... صواعق محرقہ، صفحہ ۱۹۰

۴۷۴...... صحیح مسلم، جلد ۲، صفحہ ۲۹۰

۴۷۵...... غیر منصرف ہونے کی بنا پر "مصائب" کی باء کے اوپر ضمہ آنا چاہیے تھا مگر ضرورت شعری کی وجہ سے تنوین کے ساتھ "مصائبٌ" پڑھا جائے گا، ملاحظہ ہو شرح جامی، صفحہ ۶۴، مطبوعہ ایجوکیشنل پریس، کراچی، بحث انصراف غیر المنصرف للضرورۃ

۴۷۶...... ابن جوزی، ابوالفرج عبدالرحمٰن، امام (وفات ۵۹۷ھ)، الوفا باحوال المصطفٰی، مکتبہ نوریہ، لائل پور، جلد ۲، صفحہ ۸۰۳/ نور الابصار، صفحہ ۴۶

۴۷۷...... البدایۃ و النہایۃ، جلد ۶، صفحہ ۳۳۴

۴۷۸...... کتاب الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، جلد ۲، صفحہ ۱۵۷

۴۷۹...... اسد الغابہ، جلد ۵، صفحہ ۵۲۴

۴۸۰...... طبقات ابن سعد، جلد ۸، صفحہ ۲۷

۴۸۱...... البدایۃ و النہایۃ، جلد ۶، صفحہ ۳۳۳

۴۸۲...... صفۃ الصفوۃ، جلد ۲، صفحہ ۶

۴۸۳...... البدایۃ و النہایۃ، جلد ۶، صفحہ ۳۳۳/ طبقات ابن سعد، جلد ۸، صفحہ ۲۹

۴۸۴...... البدایۃ و النہایۃ، جلد ۶، صفحہ ۳۳۴/ طبقات ابن سعد، جلد ۸، صفحہ ۳۰

۴۸۵...... الریاض النضرۃ، جلد ۱، صفحہ ۱۷۶

۴۸۶...... دیوان الامام علی، مرتبہ استاذ نعیم زرزور، دارالکتب العلمیہ، بیروت، صفحہ ۳۹

۴۸۷...... ڈاکٹر محمد اقبال، اسرار و رموز، صفحہ ۳-۱۵۲

اس منقبت کے اکثر اشعار کا ترجمہ جناب ڈاکٹر ظہور احمد اظہر کی تصنیف "اقبال کے نجوم ہدایت" سے لیا گیا ہے---

حسنین کریمین رضی اللہ عنہما

۴۸۸...... المعجم الکبیر للطبرانی ،جلد۳،صفحہ۹۶/ کتاب الاستیعاب فی معرفة الاصحاب ،جلد۱،صفحہ۱۳۹

۴۸۹...... اسد الغابہ ،جلد۲،صفحہ۱۸

۴۹۰...... تاریخ الخلفاء،صفحہ۱۸۸

۴۹۱...... کتاب الاستیعاب فی معرفة الاصحاب ،جلد۱،صفحہ۱۳۹/ جامع ترمذی، کتاب المناقب ، باب مناقب الحسن و الحسین

۴۹۲......حدائق بخشش،جلد۲،صفحہ۸

۴۹۳......ایضاً،صفحہ۱۳۵

۴۹۴......جلال الدین،سیوطی،امام،خصائص کبریٰ،حیدرآباد،دکن،جلد۲،صفحہ۲۶۵

۴۹۵......جامع ترمذی، مناقب الحسن و الحسین ،جلد۲،صفحہ۲۱۸

۴۹۶......جامع ترمذی، جلد۲، صفحہ ۲۱۸/صحیح بخاری، باب مناقب الحسن و الحسین رضی اللہ عنہما،
جلد۱، صفحہ ۵۳۰

۴۹۷......جامع ترمذی، مناقب الحسن و الحسین، جلد۲، صفحہ ۲۱۸

۴۹۸......خصائص کبریٰ، جلد۱، صفحہ ۶۲

۴۹۹...... الاصابہ، جلد۱، صفحہ ۳۲۹

۵۰۰...... التغابن، ۶۴: ۱۵

۵۰۱......جامع ترمذی، مناقب الحسن و الحسین، جلد۲، صفحہ ۲۱۸

۵۰۲......الشوکانی، محمد بن علی، در السحابہ فی مناقب القرابۃ و الصحابۃ، ۱۲۵۰ھ،
دارالفکر، دمشق، صفحہ ۳۰۸

۵۰۳...... طبرانی، المعجم الکبیر، جلد۳، صفحہ ۵۲/ تاریخ دمشق الکبیر،
جلد۱۴، صفحہ ۴۷ وصفحہ ۱۶۵/ البدایۃ و النہایۃ، جلد۸، صفحہ ۲۰۷

۵۰۴......جامع ترمذی، باب مناقب الحسن و الحسین، صفحہ ۲۱۹

۵۰۵...... تاریخ دمشق الکبیر، جلد۱۴، صفحہ ۱۸۲

۵۰۶...... تہذیب التہذیب، جلد۲، صفحہ ۳۴۵/ کنز العمال، جلد۷، صفحہ ۱۱۰

۵۰۷......منتخب کنز العمال (علیٰ ہامش مسند امام احمد)، جلد۵، صفحہ ۱۱۰/کنز العمال، جلد۷، صفحہ ۱۱۰

۵۰۸...... مناقب الامام الاعظم للکردری، جلد۱، صفحہ ۳۹

۵۰۹......تاریخ دمشق الکبیر، جلد۴، صفحہ ۶۸، ۶۹

۵۱۰...... البدایۃ و النہایۃ، جلد۸، صفحہ ۳۷

سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ

۵۱۱......شیخ ابو الفرج عبدالرحمٰن بن علی ابن جوزی، ۵۹۷ھ، صفۃ الصفوۃ، دائرۃ المعارف، حیدرآباد دکن، جلد ۱، صفحہ ۳۱۹

۵۱۲......امام حسین بن محمد الدیار البکری، ۹۶۶ھ، تاریخ الخمیس فی احوال انفس النفیس، بیروت، جلد ۱، صفحہ ۴۱۸

۵۱۳......شیخ ابو الفداء حافظ ابن کثیر دمشقی، ۷۷۴ھ، البدایۃ و النہایۃ، مکتبۃ المعارف، بیروت، جلد ۸، صفحہ ۳۳

۵۱۴......علامہ مومن بن حسن بن مومن شبلنجی، ۱۲۵۰ھ، نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار، مکتبہ جمہوریہ عربیہ، مصر، صفحہ ۱۱۹

۵۱۵......حافظ یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر، ۴۶۳ھ، کتاب الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، دائرۃ المعارف، حیدرآباد دکن، جلد ۱، صفحہ ۱۳۹

۵۱۶...... نور الابصار، صفحہ ۱۱۹

۵۱۷......ایضاً

۵۱۸...... تاریخ الخمیس، جلد ۱، صفحہ ۴۱۸

۵۱۹...... کتاب الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، جلد ۱، صفحہ ۱۳۹

۵۲۰...... نور الابصار، صفحہ ۱۱۹

۵۲۱......امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری، ۲۵۶ھ، صحیح البخاری، نور محمد اصح المطابع، کراچی، مناقب الحسن و الحسین رضی اللہ عنہما، جلد ۱، صفحہ ۵۳۰

۵۲۲......امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی، ۳۶۰ھ، المعجم الکبیر، دارالتراث العربی، جلد ۳، صفحہ ۲۴/ صحیح البخاری، باب مناقب الحسن و الحسین رضی اللہ عنہما، جلد ۱، صفحہ ۵۳۰

۵۲۳......صحیح بخاری، مناقب الحسن و الحسین، جلد ۱، صفحہ ۵۳۰

۵۲۴......امام احمد بن حنبل، ۲۴۱ھ، مسند امام احمد بن حنبل، بیروت، جلد ۶، صفحہ ۲۸۳

۵۲۵......حافظ شمس الدین محمد بن احمد ذہبی، ۷۴۸ھ، سیر اعلام النبلاء، دارالکتب العلمیہ، بیروت، جلد ۴، صفحہ ۱۳۰

۵۲۶...... البدایۃ و النہایۃ، جلد ۸، صفحہ ۳۳

۵۲۷......امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، ۲۷۹ھ، جامع الترمذی، علیمی، دہلی، مناقب الحسن و الحسین رضی اللہ عنہما، جلد ۲، صفحہ ۲۱۹

۵۲۸......امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری، ۲۶۱ھ، صحیح مسلم، نور محمد اصح المطابع، کراچی، باب فضائل الحسن و الحسین، جلد ۲، صفحہ ۲۸۲

۵۲۹......حافظ ابن عساکر، ابوالقاسم علی بن حسین، ۵۷۱ھ، تاریخ دمشق الکبیر، داراحیاء التراث العربی، جلد ۱۴، صفحہ ۵۲/ سیر اعلام النبلاء، جلد ۴، صفحہ ۱۳۳

۵۳۰...... سیر اعلام النبلاء، جلد ۴، صفحہ ۱۳۳

۵۳۱...... البدایة و النهایة ،جلد۸،صفحہ۳۶

۵۳۲......ایضاً،صفحہ۳۷

۵۳۳...... البدایة و النهایة ،جلد۸،صفحہ۳۷

۵۳۴...... تاریخ دمشق الکبیر ،جلد۱۴،صفحہ۱۷

۵۳۵......البدایة و النهایة ،جلد۸،صفحہ۳۷

۵۳۶...... البدایة و النهایة ،جلد۸،صفحہ۳۷/ تاریخ دمشق الکبیر ،جلد۱۴،صفحہ۳۷

۵۳۷......ابن خلکان، ابو العباس شمس الدین احمد بن محمد، ۶۸۱ ھ، وفیات الاعیان ،دار صادر، بیروت، جلد۲،صفحہ۶۹

۵۳۸...... تاریخ دمشق الکبیر ،جلد۱۴،صفحہ۶۷

۵۳۹...... البدایة و النهایة ،جلد۸،صفحہ۳۸

۵۴۰......ایضاً،صفحہ۳۹

۵۴۱......ایضاً،صفحہ۳۸

۵۴۲......ایضاً،صفحہ۳۹

۵۴۳......داتا گنج بخش، شیخ ابو الحسن علی بن عثمان الہجویری، ۴۷۰ھ، کشف المحجوب ،مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد، صفحہ۳-۶۲

۵۴۴......ایضاً،صفحہ۶۳

۵۴۵...... سیر اعلام النبلاء ،جلد۴،صفحہ۱۳۴

۵۴۶......استاذ ابو القاسم عبد الکریم بن ھوازن قشیری، ۴۶۵ھ، رسالہ قشیریہ ، مصطفیٰ البابی، مصر، صفحہ۱۲۵

۵۴۷...... البدایة و النهایة ،جلد۸،صفحہ۳۸

۵۴۸......حافظ امام ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصبہانی، ۴۳۰ھ، حلیة الاولیاء ،دار الکتاب العربی،

بیروت، جلد۲، صفحہ۳۸/ تاریخ دمشق الکبیر، جلد۱۴، صفحہ۲۷

۵۴۹......امام عبدالوہاب شعرانی، ۹۷۳ھ، طبقات کبریٰ للشعرانی، مصر، جلد۱، صفحہ۲۳

۵۵۰...... نور الابصار، صفحہ۲-۱۲۳

۵۵۱......حافظ امام جلال الدین السیوطی، ۹۱۱ھ، تاریخ الخلفاء، میر محمد کتب خانہ، کراچی، صفحہ۱۹۳

۵۵۲......علامہ ابوالحسن علی بن ابی الکرم الشیبانی، ۶۳۰ھ، اسد الغابہ فی معرفة الصحابة، مکتبہ اسلامیہ، تہران، جلد۲، صفحہ۱۱

۵۵۳......حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی، ۸۵۲ھ، الاصابہ فی تمییز الصحابة، تجاریہ کبریٰ، مصر، جلد۱، صفحہ۳۲۸

۵۵۴...... طبقات کبریٰ للشعرانی، جلد۱، صفحہ۲۲

۵۵۵......آل عمران، ۳:۳۴

۵۵۶...... کشف المحجوب، صفحہ۶۱-۶۲

۵۵۷...... سیر اعلام النبلاء، جلد۴، صفحہ۱۳۱

۵۵۸......مولانا عبدالرحمٰن جامی، ۸۹۸ھ، شواهد النبوة، عمدة المطابع، دہلی، صفحہ۴-۲۹۳

۵۵۹...... نور الابصار، صفحہ۲-۱۲۳

۵۶۰...... البدایہ و النہایہ، جلد۸، صفحہ۳۷

۵۶۱...... نور الابصار، صفحہ۱۲۱

۵۶۲......ایضاً

۵۶۳......ایضاً، صفحہ۱۲۰

۵۶۴...... البدایة و النهایة، جلد۸، صفحہ۴۱

۵۶۵...... الطبقات الکبریٰ للشعرانی، جلد۱، صفحہ۲۳/ اسد الغابة، جلد۲، صفحہ۱۸

۵۶۶...... البدایة و النهایة ،جلد۸،صفحہ۴۱

۵۶۷......کمال الدین الدمیری ،علامہ،۸۰۸ھ، حیاة الحیوان الکبریٰ ،مکتبہ التجاریہ الکبریٰ، مصر،جلد۱،صفحہ۵۸

۵۶۸...... البدایة و النهایة ،جلد۸،صفحہ۴۱

۵۶۹......ایضاً صفحہ۴۲

۵۷۰...... تاریخ دمشق الکبیر ،جلد۱۴،صفحہ۱۰۴/ البدایة و النهایة ،جلد۸،صفحہ۴۲/ تاریخ الخلفاء ،صفحہ۱۹۲

۵۷۱...... صفة الصفوة ،جلد۱،صفحہ۳۲۱

۵۷۲...... تاریخ الخلفاء ،صفحہ۱۹۴

۵۷۳...... تاریخ دمشق الکبیر ،جلد۱۴،صفحہ۱۱۸/ الاصابه فی تمییز الصحابه ، جلد۱،صفحہ۳۳۰

۵۷۴......ابن الجوزی،۵۹۷ھ، المنتظم فی تاریخ الملوك و الامم ،دار الکتب العلمیہ، جلد۵،صفحہ۲۲۵

۵۷۵...... تاریخ الخمیس ،جلد۲،صفحہ۲۹۳

۵۷۶...... سیر اعلام النبلاء ،جلد۴،صفحہ۱۴۳

۵۷۷...... تاریخ الخمیس ،جلد۲،صفحہ۲۹۴

۵۷۸......ایضاً

۵۷۹......حالات کے لیے ملاحظہ ہو، نور الابصار ،صفحہ۵-۱۲۴

۵۸۰......علامہ نور الدین ابوالحسن علی بن یوسف، شطنوفی ،۷۱۳ھ، بهجة الاسرار ، مصطفیٰ البابی،مصر،صفحہ۸۸/ شیخ محمد بن یحییٰ،۹۶۳ھ، قلائد الجواهر ،بغداد،صفحہ۳

23

سید الشہداء سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ

۵۸۱...... نور الابصار، صفحہ ۱۲۵

۵۸۲......ایضاً

۵۸۳......عبدالرزاق، حافظ، مصنف، بیروت، جلد ۴، صفحہ ۳۳۰

۵۸۴...... شواھد النبوۃ، صفحہ ۴-۲۹۵

۵۸۵......ایضاً صفحہ ۲۹۸

۵۸۶......حدائق بخشش، جلد ۲، صفحہ ۶۲

۵۸۷......شواھد النبوۃ، صفحہ ۲۹۵

۵۸۸...... نور الابصار، صفحہ ۱۲۶

۵۸۹......ایضاً

۵۹۰......جامع ترمذی، مناقب الحسن و الحسین رضی اللہ عنہما، جلد ۲، صفحہ ۲۱۹

۵۹۱......تاریخ دمشق الکبیر، جلد ۱۴، صفحہ ۱۷۵/ سیر اعلام النبلاء، جلد ۴، صفحہ ۱۴۶

۵۹۲...... الاستیعاب، جلد ۱، صفحہ ۵-۱۴۴/ الاصابہ، جلد ۱، صفحہ ۳۲۸

۵۹۳...... الاصابہ، جلد ۱، صفحہ ۳۳۱/ سیر اعلام النبلاء، جلد ۴، صفحہ ۱۴۵

۵۹۴...... مشکوٰۃ المصابیح، باب مناقب اهل بیت، الفصل الثالث، صفحہ ۵۷۲

۵۹۵...... تهذیب التهذیب ،جلد۲،صفحہ۳۴۷/ المعجم الکبیر للطبرانی ،جلد۳،
صفحہ۱۰۸،حدیث ۲۸۱۷
معجم کبیر میں ریح کرب و بلاء کی بجائے ہے: ویح کرب و بلاء

۵۹۶...... در السحابه فی مناقب القرابة و الصحابة ،صفحہ۲۹۵

۵۹۷...... اسد الغابه ،جلد۲،صفحہ۲۰

۵۹۸......تاریخ دمشق الکبیر ،جلد۱۴،صفحہ۱۸۲

۵۹۹...... الکامل فی التاریخ ،جلد۴،صفحہ۵۷

۶۰۰......ایضاً،صفحہ۵۹

۶۰۱......ملا محمد باقر مجلسی، جلاء العیون ،انتشارات علمیہ اسلامیہ، ایران،صفحہ۴۰۸

۶۰۲......البدایة و النهایة ،جلد۸،صفحہ۲۰۷

۶۰۳......تاریخ دمشق الکبیر ،جلد۱۴،صفحہ۱۸۲

۶۰۴...... الاصابه ،جلد۱،صفحہ۳۳۱

۶۰۵......علموا اولادکم محبة آل بیت النبی،صفحہ۱۴۱

۶۰۶......تاریخ دمشق الکبیر ،جلد۱۴،صفحہ۱۸۱

۶۰۷...... البدایة و النهایة ،جلد۸،صفحہ۲۰۸

۶۰۸...... نور الابصار ،صفحہ۱۲۲

۶۰۹......علموا اولادکم محبة آل بیت النبی،صفحہ۱۴۲

۶۱۰......مرجع سابق

۶۱۱......تاریخ دمشق الکبیر ،جلد۱۴،صفحہ۶ - ۱۸۵

۶۱۲...... البدایة و النهایة ،جلد۸،صفحہ۲۰۹

۶۱۳...... الکامل فی التاریخ ،جلد۴،صفحہ۵۸

۶۱۴...... نور الابصار ،صفحہ۱۳۹

۶۱۵ ......ایضاً، صفحہ ۱۳۷

۶۱۶ ......ایضاً، صفحہ ۱۳۷ و ۱۳۹، فی مناقب سیدنا زین العابدین

۶۱۷ ......شواھد النبوۃ، صفحہ ۲۹۹

۶۱۸ ......علموا اولادکم محبۃ آل بیت النبی، صفحہ ۱۶۱، تحت علی بن الحسین

۶۱۹ ...... نور الابصار، صفحہ ۱۳۸

۶۲۰ ......ابوالفرج علی بن الحسین الاصفہانی، ۳۵۶ھ، کتاب الاغانی، دار صادر، بیروت، ۱۴۲۵ھ، جلد ۱۶، صفحہ ۹۱، ۹۳/ البدایۃ و النہایۃ، جلد ۸، صفحہ ۲۰۹

۶۲۱ ......نور الابصار، صفحہ ۱۳۸

۶۲۲ ......ایضاً

۶۲۳ ......ایضاً، صفحہ ۱۳۲

۶۲۴ ......المنتظم فی تاریخ الملوك و الامم، جلد ۵، صفحہ ۳۴۴

۶۲۵ ...... تھذیب التھذیب، جلد ۲، صفحہ ۳۴۵

۶۲۶ ......اس شعر کے بارے میں اہل علم کی مختلف آراء ہیں، بعض نے اسے ملا معین کاشفی کا بتایا ہے، تاہم شہرت عام یہی ہے کہ یہ شعر حضرت سیدنا خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ کا ہے۔

۶۲۷ ...... اسد الغابہ، جلد ۲، صفحہ ۱-۲۰

۶۲۸ ......اہل بیت اطہار میں سے آپ کے ساتھ شہید ہونے والے حضرات کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

(۱)......حضرت علم دار عباس بن علی مرتضی، (۲)......حضرت جعفر بن علی مرتضی، (۳)......حضرت عبداللہ بن علی، (۴)......حضرت عثمان بن علی، (۵)......حضرت محمد بن علی، (۶)......حضرت ابوبکر بن علی، (یہ سب آپ کے بھائی ہیں) (۷)......حضرت علی بن امام حسین بن مولا علی (جنہیں علی اکبر

کہا جاتا ہے) (۸) ...... حضرت عبداللہ بن امام حسین، (یہ علی اصغر کے نام سے مشہور ہیں) (۹) ...... حضرت ابو بکر بن امام حسن مجتبیٰ بن مولا علی، (۱۰) ...... حضرت عبداللہ بن امام حسن مجتبیٰ، (۱۱) ...... حضرت قاسم بن امام حسن مجتبیٰ، (۱۲) ...... حضرت عون بن عبداللہ بن جعفر الطیار بن ابی طالب، (۱۳) ...... حضرت محمد بن عبداللہ بن جعفر الطیار، (۱۴) ...... حضرت جعفر بن عقیل بن ابی طالب، (۱۵) ...... حضرت عبدالرحمٰن بن عقیل، (۱۶) ...... حضرت عبداللہ بن عقیل، (۱۷) ...... حضرت مسلم بن عقیل، (یہ کوفہ میں امام عالی مقام کی کربلا میں تشریف آوری سے پہلے شہید کر دیے گئے تھے) (۱۸) ...... عبداللہ بن مسلم بن عقیل، (۱۹) ...... محمد بن ابی سعید بن عقیل رضی اللہ عنہم ---

[تاریخ طبری، جلد ۵، صفحہ ۹-۴۶۸/ الکامل فی التاریخ، جلد ۴، صفحہ ۳-۹۲]

۶۲۹ ...... اسد الغابہ، جلد ۲، صفحہ ۲۱

۶۳۰ ...... ایضاً صفحہ ۲۲/ جامع ترمذی، باب مناقب الحسن و الحسین

۶۳۱ ...... المعجم الکبیر للطبرانی، جلد ۳، صفحہ ۱۱۰، حدیث ۲۸۲۲/ اسد الغابہ، جلد ۲، صفحہ ۲۲

۶۳۲ ...... الکامل فی التاریخ، جلد ۴، صفحہ ۹۷

۶۳۳ ...... محمد بن یوسف الصالحی الشامی، سبل الھدیٰ و الرشاد فی سیرۃ خیر العباد، دار الکتب العلمیہ، لبنان، جلد ۱۱، صفحہ ۷۱

۶۳۴ ...... الکامل فی التاریخ، جلد ۴، صفحہ ۸۰/ تاریخ طبری، جلد ۵، صفحہ ۴۵۵

۶۳۵ ...... ایضاً

۶۳۶ ...... تفصیل کے لیے احقر کا سفر نامہ عراق ''سفر محبت'' ملاحظہ فرمائیں

۶۳۷ ...... کلیات اقبال، اردو، صفحہ ۴۳۹/ بال جبریل، صفحہ ۱۱۵، ذوق و شوق

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا

۶۳۸ ...... المسجد النبوی و مزارات اهل البیت، صفحہ ۹۳

۶۳۹ ...... مصدر سابق

۶۴۰ ...... مرجع سابق، صفحہ ۹۸

۶۴۱ ...... مصدر سابق، صفحہ ۹۹

۶۴۲ ...... مرجع سابق

۶۴۳ ...... اسد الغابہ، جلد ۵، صفحہ ۴۶۹

۶۴۴ ...... المسجد النبوی و مزارات اهل البیت، صفحہ ۱۰۰

۶۴۵ ...... تاریخ دمشق، جلد ۳۷، صفحہ ۱۳۰

۶۴۶ ...... صحیح بخاری، کتاب الایمان ، باب فضل من استبرأ لدینه

۶۴۷ ...... المسجد النبوی و مزارات اهل البیت، صفحہ ۱۰۰-۱۰۱

۶۴۸ ...... اسد الغابہ، جلد ۵، صفحہ ۴۶۹

۶۴۹ ...... المسجد النبوی و مزارات اہل البیت، صفحہ ۸-۹۷

۶۵۰ ...... اسد الغابہ، جلد ۵، صفحہ ۴۶۹/ طبقات کبریٰ لابن سعد، جلد ۸، صفحہ ۴۶۵

۶۵۱ ...... نور الابصار، صفحہ ۱۸۴/ جلاء العیون، صفحہ ۴۲۴، بالفاظ متقاربہ

۶۵۲ ...... المسجد النبوی و مزارات اہل البیت، صفحہ ۱۰۸

۶۵۳ ...... المنن، صفحہ ۴۱۸

امام زین العابدین رضی اللہ عنہ

۶۵۴ .....نورالابصار، صفحہ ۱۳۸

۶۵۵ .....ایضاً، صفحہ ۱۳۹

۶۵۶ ...... تہذیب التہذیب، جلد ۷، صفحہ ۳۰۴

۶۵۷ ...... مختصر تاریخ دمشق، جلد ۱۷، صفحہ ۴-۲۳۳

۶۵۸ ...... مختصر تاریخ دمشق، جلد ۱۷، صفحہ ۲۳۶

۶۵۹ ...... مختصر تاریخ ابن عساکر، جلد ۱۷، صفحہ ۲۳۵

۶۶۰ ...... البداية و النهاية، جلد ۹، صفحہ ۱۰۵

۶۶۱ .....ایضاً

۶۶۲ .....ایضاً

۶۶۳ ...... صفة الصفوة، جلد ۲، صفحہ ۵۲

۶۶۴ ...... مرآۃ الجنان ،جلد۱،صفحہ۱۹۱

۶۶۵ ...... البدایۃ و النھایۃ ،جلد۹،صفحہ۱۰۵

۶۶۶ ...... الطبقات الکبریٰ للشعرانی ،جلد۱،صفحہ۲۸

۶۶۷ ...... آل عمران ،۳: ۱۳۴

۶۶۸ ...... البدایۃ و النھایۃ ،جلد۹،صفحہ۱۰۷

۶۶۹ ...... صفۃ الصفوۃ ،جلد۲،صفحہ۵۶

۶۷۰ ...... البدایۃ و النھایۃ ،جلد۹،صفحہ۱۰۵

۶۷۱ ......ایضاً،صفحہ۱۰۷

۶۷۲ ......مختصر تاریخ ابن عساکر،جلد۱۷،صفحہ۲۴۱

۶۷۳ ......صفۃ الصفوۃ،جلد۲،صفحہ۶۲-۶۱

۶۷۴ ......مختصر تاریخ دمشق ،جلد۱۷،صفحہ۲۳۴/ حلیۃ الاولیاء ،جلد۳،صفحہ۱۳۴

۶۷۵ ......نور الابصار ،صفحہ۱۳۹

۶۷۶ ...... کشف المحجوب،صفحہ۶۴

۶۷۷ ...... نور الابصار، دار الکتب العلمیۃ،بیروت،صفحہ۲۱۵-۲۱۶

۶۷۸ ...... البدایۃ و النھایۃ ،جلد۹،صفحہ۱۰۸-۱۰۹/ مرآۃ الجنان ،جلد۱،صفحہ۲۴۱-۲۳۹/
مختصر تاریخ دمشق ،جلد۱۷،صفحہ۲۴۶-۲۴۸

۶۷۹ ...... نور الابصار ،صفحہ۱۴۲

۶۸۰ ......ایضاً،صفحہ۱۳۹

23

حبِ اہلِ بیت

٦٨١......شیخ محقق، عبدالحق، جذب القلوب الی دیار المحبوب، نول کشور، لکھنؤ، صفحہ ٢٤١

٦٨٢......شیخ ابونصر السراج، ٣٧٨ھ، اللمع، دارالکتب العلمیہ، بیروت، صفحہ ٣٣٠/ عمدۃ القاری، عینی، جلد ٩، صفحہ ٢٤١

٦٨٣...... الشوریٰ، ٤٢: ٢٣

٦٨٤......صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب قوله : الا المودة فی القربی

٦٨٥...... المعجم الکبیر للطبرانی، جلد ٣، صفحہ ٤٧/ زرقانی، جلد ٧، صفحہ ٢٠

مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو حضرت پیر سید مہر علی شاہ قدس سرہ العزیز کی تصنیف ''تصفیہ مابین سنی وشیعہ'' مطبوعہ پاکستان انٹرنیشنل پرنٹرز لمیٹڈ لاہور، صفحہ ٥٩ تا ٦٢

٦٨٦...... خزائن العرفان، تحت سورۃ شوریٰ، حاشیہ نمبر ا

٦٨٧......زرقانی، جلد ٧، صفحہ ٢٠

٦٨٨...... الواقعۃ، ٥٦: ١١-١٠

۶۸۹ ...... تفسیر کبیر، جلد ۲۷، صفحہ ۷-۱۶۶

۶۹۰ ...... الاحزاب، ۳۳:۳۳

۶۹۱ ...... صحیح مسلم، باب فضائل الحسن و الحسین، جلد ۲، صفحہ ۲۸۳

۶۹۲ ...... ذوق نعت، صفحہ ۳۰

۶۹۳ ...... سوانح کربلا، صفحہ ۳۳

۶۹۴ ...... آل عمران، ۳:۶۱

۶۹۵ ...... امام بغوی، ابو محمد الحسین بن مسعود الفراء، م ۵۱۶ھ، معالم التنزیل، مطبعہ مصطفیٰ محمد، مصر، جلد ا، صفحہ ۳۰۲/ علاؤالدین علی بن محمد، خازن، تفسیر خازن، مطبوعہ مصر، جلد ا، صفحہ ۳۰۲

۶۹۶ ...... الاحزاب، ۳۳:۵۶

۶۹۷ ...... صحیح مسلم، باب الصلوٰۃ علی النبی بعد التشہد، جلد ا، صفحہ ۱۷۵

۶۹۸ ...... الصواعق المحرقہ، صفحہ ۱۴۶

۶۹۹ ...... دیوان الامام الشافعی، قافیۃ اللام، صفحہ ۱۱۵/ الصواعق المحرقہ، صفحہ ۱۴۸/ ملا علی قاری، مرقات المفاتیح، شرح مشکوٰۃ المصابیح، امدادیہ، ملتان، جلد ا، صفحہ ۲۰

موخر الذکر دونوں کتابوں میں ''آل'' کی جگہ ''اھل'' اور دوسرے مصرع میں ''یکفیکم'' کے بجائے ''کفاکم'' ہے---

۷۰۰ ...... ترمذی، مناقب اہل بیت، جلد ۲، صفحہ ۲۲۰

۷۰۱ ...... امام جلال الدین سیوطی، الجامع الصغیر، مطبوعہ قاہرہ مصر، جلد ا، صفحہ ۴۲

۷۰۲ ...... صحیح مسلم، باب فضائل علی بن ابی طالب، جلد ۲، صفحہ ۲۷۹

۷۰۳ ...... نور الابصار، صفحہ ۱۱۴

۷۰۴......جامع ترمذی، مناقب علی بن ابی طالب، جلد۲، صفحہ۲۱۵/ مسند امام احمد بن حنبل، جلد۱، صفحہ۷۷/ کنز العمال، جلد۷، صفحہ۱۰۲

۷۰۵...... المعجم الاوسط للطبرانی، جلد۴، صفحہ۵۴۸، حدیث۳۹۳۲/ تاریخ الخلفاء، صفحہ۵۹

۷۰۶...... مشکوٰۃ المصابیح، باب مناقب اہل بیت النبی ﷺ، الفصل الثالث، صفحہ۵۷۳

۷۰۷......ایضاً، کتاب الفتن، باب مناقب الصحابۃ، الفصل الثالث، صفحہ۵۵۴

۷۰۸......تفسیر کبیر، جلد۲۷، صفحہ۱۶۷

۷۰۹......حدائق بخشش، جلد۱، صفحہ۹۶

۷۱۰......تفسیر کبیر، جلد۲۷، صفحہ۶-۱۶۵

۷۱۱......ایضاً

۷۱۲......المستدرک للحاکم، جلد۳، صفحہ۱۵۰، مطبع دار المعارف، حیدرآباد دکن

۷۱۳...... المعجم الکبیر للطبرانی، باب نمبر۳، جلد۹، صفحہ۳۸۰، حدیث۱۱۲۴۹/ المستدرک للحاکم، کتاب معرفۃ الصحابۃ رضی اللہ عنہم، باب و من مناقب اہل رسول اللہ ﷺ، جلد۳، صفحہ۱۶۱، حدیث۴۷۱۲

۷۱۴......ذوق نعت، صفحہ۳۰

۷۱۵......شیخ سعدی شیرازی، بوستان، دیباچہ، درنعت سرور کائنات علیہ افضل الصلوات، پنجاب پریس، لاہور، صفحہ۹ --- مطبع نول کشور پریس لمیٹڈ لاہور، ۱۹۱۳ء، صفحہ۸

بوستاں کے بعض نسخوں میں مصرع ثانی یوں ہے:

"کہ بر قولِ ایماں کنم خاتمہ"

✿✿✿✿✿

مشکل کشا علی ہے

مشکل کشا علی ہے، حاجت روا علی ہے — شیر خدا علی ہے، مت پوچھ کیا علی ہے
کوئی کسی کا طالب، کوئی کسی پہ عاشق — پر میں تو حیدری ہوں، محور میرا علی ہے
کعبہ میں ہے ولادت، مسجد میں ہے شہادت — کیا دل نشیں علی ہے، کیا دل رُبا علی ہے
حسنین کا ہے والد، سرتاجِ فاطمہ ہے — داماد مصطفیٰ کا، اقدس بڑا علی ہے
سب کو طلب ہے اس کی، سب پر کرم ہے اس کا — مولا مرا علی ہے، مولا ترا علی ہے
جب ''یا علی'' پکاریں، بنتی ہے بات بگڑی — ہوتی نہیں کبھی رد، ایسی دعا علی ہے
بیماریٔ بدن ہو، یا روگ روح کا ہو — سب کا طبیب حیدر، سب کی شفا علی ہے
صدیق ہوں، عمر ہوں، یا ہوں جناب عثمان — ہر مسئلے میں تینوں کا ہم نوا علی ہے
ہم کو نہیں ضرورت، غیروں کے آسرے کی — شکر خدا، ہمارا، اک آسرا علی ہے
ٹھوکر لگے ہمیں کیوں، ہم کیسے راہ بھولیں — جب ہم مسافروں کا، خود رہنما علی ہے

دل سے ہوں مرتضائی، جاں سے ہوں بوترابی
فیضاؔن میرے لب پہ دن رات ''یا علی'' ہے

پروفیسر فیض رسول فیضاؔن

✡✡✡✡✡

مصادر و مراجع

وہ جس کا ذکر بھی ، دیدار بھی عبادت ہے
خلیفہ چوتھا علی رضی اللہ عنہ متقی انوکھا ہے

جسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''لَحْمُكَ لَحْمِی''
وہ بوتراب وہ مولیٰ علی رضی اللہ عنہ انوکھا ہے

[(صاحبزادہ) محمد محبّ اللہ نوری، ارمغان محبت]

۱ قرآن مجید

الف

۲ اتحاف السادۃ المتقین بشرح احیاء علوم الدین، علامہ سید محمد بن محمد الحسینی الزبیدی، ۱۲۰۵ھ، دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۲ھ

۳ الادب المفرد، امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری، ۲۵۶ھ، قاہرہ، ۱۳۷۹ھ

۴ ارمغان محبت، محمد محبّ اللہ نوری، صاحبزادہ، فقیہ اعظم پبلی کیشنز، بصیر پور

۵ ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، ۱۱۷۹ھ، قدیمی کتب خانہ، کراچی

۶ اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابۃ، علامہ ابن اثیر، عز الدین ابوالحسن علی بن محمد الجزری الشیبانی، ۶۳۰ھ، مکتبہ اسلامیہ، تہران/ دار الکتب العلمیہ، بیروت

۷ اسرار و رموز، علامہ سر محمد اقبال، ۱۹۳۸ء، غلام علی پرنٹرز، لاہور

۸ اشعۃ اللمعات، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، ۱۰۵۲ھ، مطبع نامی نول کشور، لکھنؤ ۱۲۸۹ھ

۹ الاصابہ فی تمییز الصحابۃ، حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی، ۸۵۲ھ، تجاریہ کبریٰ، مصر

۱۰ اقبال کے نجوم ہدایت، ڈاکٹر ظہور احمد اظہر، فیروز سنز، لاہور، ۱۹۹۱ء

۱۱ الانوار القدسیۃ فی بیان آداب العبودیۃ، امام عبدالوہاب شعرانی، ۹۷۳ھ، مطبع عبدالحمید احمد حنفی، مصر

۱۲ اوراقِ غم، علامہ ابوالحسنات محمد احمد قادری، ۱۹۶۱ء، ایورگرین، لاہور

ب

۱۳ بالِ جبریل، علامہ سر محمد اقبال، ۱۹۳۸ء، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور

۱۴ البدایۃ و النہایۃ، شیخ ابوالفداء حافظ ابن کثیر دمشقی، ۷۷۴ھ، مکتبۃ المعارف، بیروت

۱۵ بوستان، مصلح الدین سعدی شیرازی، ۶۹۱ھ، پنجاب پریس، لاہور/ نول کشور پریس لمیٹڈ لاہور، ۱۹۱۳ء

۱۶ بہجۃ الاسرار، امام نورالدین ابوالحسن علی بن یوسف شطنوفی، ۶۹۱ھ، مصطفیٰ البابی، مصر

ت

۱۷ تاریخ الامم و الملوك، امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری، ۳۱۰ھ، دار التراث، بیروت

۱۸ تاریخ بغداد، امام حافظ ابوبکر احمد بن علی خطیب بغدادی، ۴۶۳ھ، دار الکتاب العربی، لبنان

۱۹ تاریخ الخلفاء، حافظ امام جلال الدین السیوطی، ۹۱۱ھ، میر محمد کتب خانہ، کراچی

۲۰ تاریخ الخمیس فی احوال انفس نفیس، امام حسین بن محمد الدیار بکری، ۹۶۶ھ، مؤسسہ شعبان للنشر و التوزیع، بیروت

۲۱ تاریخ دمشق الکبیر، امام حافظ ابوالقاسم علی بن حسین، ابن عساکر، ۵۷۱ھ، دار احیاء التراث العربی، بیروت ۲۰۰۱ء

۲۲ تجلیات، حافظ مظہر الدین، ۱۴۰۱ھ، راول پنڈی

۲۳ تحائف اشرفی، سید ابواحمد شاہ علی حسین اشرفی، ۱۳۵۵ھ، از ہر بک ڈپو، آرام باغ، کراچی

۲۴ تذکرۃ الحفاظ، ابوعبداللہ محمد بن احمد ذہبی، ۷۴۸ھ، دائرۃ المعارف، حیدرآباد دکن

۲۵ تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ، مولانا عبدالمجتبیٰ رضوی، خادم پرنٹرز، لاہور

۲۶ تصفیہ مابین سنی و شیعہ، پیر سید مہر علی شاہ گیلانی، ۱۳۵۶ھ/ ۱۹۳۷ء، پاکستان انٹرنیشنل پرنٹرز، لاہور ۱۹۷۹ء

۲۷ التفسیر الکبیر (مفاتیح الغیب)، امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی، ۶۰۶ھ، المطبعۃ البھیۃ، مصر

۲۸ تقویۃ الایمان، مولوی اسماعیل دہلوی، ۱۲۴۶ھ، مطبع اصح المطابع، کراچی

۲۹ تلخیص المستدرك، ابوعبداللہ محمد بن احمد ذہبی، ۷۴۸ھ، دائرۃ المعارف، حیدرآباد دکن

۳۰ تنویر السراج فی بیان المعراج (خطاب رجب ۱۳۵۷ھ)، مولانا ظفر الدین بہاری، ۱۹۶۲ء، لاہور

۳۱ تھذیب التھذیب، حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی، ۸۵۲ھ، دائرۃ المعارف، حیدرآباد دکن

ج

۳۲ جامع البیان (تفسیر ابن جریر طبری)، امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری،

۳۱۰ھ، مطبعۃ الکبریٰ الامیریہ مصر، ۱۳۲۳ھ

۳۳ جامع ترمذی، امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، ۲۷۹ھ، علیمی، دہلی

۳۴ الجامع الصغیر، حافظ امام جلال الدین السیوطی، ۹۱۱ھ، مطبع حجازی، قاہرہ، مصر، ۱۳۲۵ھ

۳۵ جامع مسانید الامام الاعظم، امام الائمہ، امام اعظم، ابوحنیفہ نعمان بن ثابت، ۱۵۰ھ، (تالیف: علامہ قاضی ابوالموید محمد بن محمود بن محمد الخوارزمی، ۶۶۵ھ)، دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن، ۱۳۳۲ھ

۳۶ جذب القلوب الی دیار المحبوب، علامہ عبدالحق محدث دہلوی، ۱۰۵۲ھ، نول کشور، لکھنؤ

۳۷ جلاء العیون، ملا باقر مجلسی، ۱۱۱۰ھ، انتشارات علمیہ اسلامیہ، تہران

ح

۳۸ حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح شرح نور الایضاح، سید احمد بن محمد بن اسماعیل طحطاوی، ۱۲۳۱ھ، عیسیٰ البابی حلبی، مصر، ۱۳۵۶ھ

۳۹ حاشیہ نبراس، علامہ برخوردار ملتانی، سنہ تصنیف ۱۳۱۶ھ، شاہ عبدالحق اکیڈمی، سرگودھا

۴۰ حدائق بخشش، امام احمد رضا خان البریلوی، ۱۳۴۰ھ، رضا آفسٹ پریس، بمبئی/ گل زار عالم پریس، لاہور

۴۱ الحصن الحصین، محمد بن محمد ابن جزری شافعی، ۸۳۳ھ، مجتبائی دہلی، ۱۹۱۳ء

۴۲ حلیۃ الاولیاء امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی، ۴۳۰ھ، دار الکتاب العربی، بیروت

۴۳ حیاۃ الحیوان، علامہ کمال الدین الدمیری، ۸۰۲ھ، مکتبۃ التجاریۃ الکبریٰ، مصر

24

خ

۴۴ خزائن العرفان، صدر الافاضل نعیم الدین مرادآبادی، ۱۳۶۷ھ، تاج کمپنی لمیٹڈ

۴۵ خصائص امیر المومنین علی بن ابی طالب، امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب النسائی، ۳۰۳ھ، مطبعة التقدم العلمية، مصر ۱۳۱۹ھ

۴۶ الخصائص الکبریٰ، امام جلال الدین سیوطی، ۹۱۱ھ، دائرۃ المعارف، حیدرآباد دکن

۴۷ الخلفاء الراشدون من تاریخ الاسلام، امام شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن احمد ذہبی، ۷۴۸ھ، دار الكتاب العلمية، بیروت

د

۴۸ دیوان الامام الشافعی، امام محمد بن ادریس الشافعی، ۲۰۴ھ، دار الکتاب العربی، بیروت، ۲۰۰۷ء

۴۹ دیوان علی، (مرتب) استاذ نعیم زرزور، دار الكتاب العلمية، بیروت

۵۰ در السحابة فی مناقب القرابة و الصحابة، محمد بن علی الشوکانی، ۱۲۵۰ھ، دار الفکر، دمشق

۵۱ الدر المختار، علامہ علاؤالدین محمد بن علی بن محمد حصکفی، ۱۰۸۸ھ، دار الفکر، بیروت

۵۲ الدر المنثور، حافظ امام جلال الدین سیوطی، ۹۱۱ھ، میمنہ، مصر

۵۳ دیوان سالک، مفتی احمد یار خاں نعیمی، ۱۳۹۱ھ، نعیمی کتب خانہ، گجرات

ذ

۵۴ ذوق نعت، مولانا حسن رضا خان، ۱۳۲۶ھ، دین محمدی پریس، لاہور

ر

۵۵ رد المحتار، علامہ محمد امین ابن عابدین شامی، ۱۲۵۲ھ، دار الفکر، بیروت

٥٦ الرسالة القشيرية، ابو القاسم عبد الکریم بن ہوازن قشیری، ٤٦٥ھ، مصطفیٰ البابی، مصر

٥٧ روح البیان، علامہ اسماعیل حقی، ١١٣٧ھ، مطبعہ عثمانیہ، استنبول، ١٣٣٠ھ

٥٨ روح المعانی، علامہ محمود آلوسی، ١٢٧٠ھ، دار احیاء التراث العربی، بیروت

٥٩ روضة الشهداء، ملا حسین بن علی واعظ کاشفی بیہقی سبزواری، ٩١٠ھ، انتشارات معین، تہران، ١٣٩٠ھ

٦٠ الرياض النضرة فی مناقب العشرة، ابو جعفر احمد بن محمد محب طبری، ٦٩٤ھ، دار الکتب العلمیہ، بیروت

ز

٦١ زرقانی شرح المواهب اللدنية، علامہ محمد عبد الباقی زرقانی، ١١٢٤ھ، ازہر، مصر

س

٦٢ سبل الهدیٰ و الرشاد فی سیرة خیر العباد، امام محمد بن یوسف الصالحی الشامی، ٩٤٣ھ، دار الکتب العلمیة، لبنان

٦٣ سچی حکایات، مولانا ابو النور محمد بشیر، لاہور

٦٤ سنن ابن ماجه، امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ، ٢٧٣ھ، نور محمد تجارت کتب، کراچی

٦٥ سنن ابی داؤد، ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی، ٢٧٥ھ، اصح المطابع، کراچی

٦٦ سوانح کربلا، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی، ١٣٦٧ھ، مطبع نعیمی، مراد آباد، ١٣٥٤ھ

٦٧ سیر اعلام النبلاء، حافظ شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذہبی، ٧٤٨ھ، دار الکتب العلمیة، بیروت، ٢٠٠٤ء

۶۸ سیر الاقطاب، شیخ اللہ دیا چشتی/الہدیہ بن شیخ عبدالرحیم چشتی، منشی نول کشور، لکھنؤ

۶۹ السیرۃ الحلبیۃ، علامہ نورالدین علی بن برہان الدین حلبی، ۱۰۴۴ھ، دار احیاء التراث العربی، بیروت

۷۰ السیرۃ النبویۃ و الآثار المحمدیۃ، سید احمد زینی دحلان، ۱۳۰۴ھ، مکتبہ اسلامیہ، بیروت

۷۱ سیرۃ النبی، علامہ عبدالملک ابن ہشام، ۲۱۳ھ، ازہر، مصر

ش

۷۲ شریفیۃ شرح سراجیۃ، میر سید شریف جرجانی، ۸۱۶ھ، گلشن احمدی لکھنوی

۷۳ الشفا بتعریف حقوق المصطفٰی، قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی، ۵۴۴ھ، دار الفکر، بیروت

۷۴ شمائل ترمذی، امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، ۲۷۹ھ، مجیدی، کان پور

۷۵ شواھد النبوۃ، ملا عبدالرحمٰن جامی، ۸۹۸ھ، عمدۃ المطابع، دہلی

ص

۷۶ صحیح البخاری، امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری، ۲۵۶ھ، نور محمد اصح المطابع، کراچی

۷۷ صحیح مسلم، امام الوالحسین مسلم بن حجاج قشیری، ۲۶۱ھ، نور محمد اصح المطابع، کراچی

۷۸ صفۃ الصفوۃ، شیخ ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی ابن جوزی، ۵۹۷ھ، دائرۃ المعارف، حیدرآباد دکن

۷۹ الصواعق المحرقۃ، امام احمد بن حجر ہیتمی مکی شافعی، ۹۷۴ھ، مکتبہ قاہرہ، مصر

46

ط

۸۰ الطبقات الکبریٰ، امام عبدالوہاب شعرانی، ۹۷۳ھ، مطبع عبدالحمید احمد حنفی، مصر

۸۱ الطبقات الکبریٰ، امام محمد بن سعد، ۲۳۰ھ، دار صادر، بیروت، ۱۳۷۶ھ

۸۲ طحطاوی علی الدر المختار، سید احمد بن محمد طحطاوی، ۱۲۳۱ھ، دار الطباعة عامرة، مصر ۱۲۵۴ھ

ع

۸۳ عبقریة الامام علی، عباس محمود عقاد، مکتبہ عبقریہ، بیروت

۸۴ علموا اولادکم محبة آل بیت النبی، دکتور محمد عبدہ یمانی، دار القبلة للثقافة الاسلامیة، جدہ ۱۴۱۲ھ

۸۵ عمدة القاری، حافظ بدر الدین محمود بن احمد عینی حنفی، ۸۵۵ھ، ادارة الطباعة المنیریة، مصر

ف

۸۶ فوائد ضیائیة (شرح جامی)، علامہ عبدالرحمٰن جامی، ۸۹۸ھ، ایجوکیشنل پریس، کراچی

۸۷ فیض نسبت، صاحب زادہ نصیر الدین نصیر گولڑوی، ۲۰۰۹ء، گیلانی پبلشرز، گولڑہ شریف

ق

۸۸ قلائد الجواهر، علامہ محمد بن یحییٰ حلبی، ۹۶۳ھ، مصطفیٰ البابی، مصر

ک

۸۹ الکامل فی التاریخ، ابن اثیر، علامہ ابوالحسن علی بن ابی الکرم، ۶۳۰ھ،

دارصادر، بیروت، ۱۳۸۵ھ

۹۰ کتاب الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، حافظ یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر، ۴۶۳ھ، دائرۃ المعارف، حیدرآباد دکن

۹۱ کتاب الاذکیاء، شیخ جمال الدین ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی بن الجوزی، ۵۹۷ھ، مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز، مکہ مکرمہ

۹۲ کتاب الاغانی، ابوالفرج علی بن الحسین الاصفہانی، ۳۵۶ھ، دارصادر، بیروت، ۱۴۲۵ھ

۹۳ کشف الغمۃ عن جمیع الامۃ، علامہ عبدالوہاب شعرانی، ۹۷۳ھ، مطبع مصطفیٰ البابی، مصر

۹۴ کشف المحجوب، شیخ ابوالحسن علی بن عثمان الہجویری، ۴۷۰ھ، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد

۹۵ کلام، حضرت پیر مہر علی شاہ، ۱۳۵۶ھ، لوک ورثہ اشاعت گھر، اسلام آباد

۹۶ کلیات اقبال (اردو)، علامہ محمد اقبال، ۱۹۳۸ء، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور

۹۷ کلیات اقبال (فارسی)، علامہ محمد اقبال، ۱۹۳۸ء، شیخ بشیر اینڈ سنز، لاہور

۹۸ کنز العمال، علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری، ۹۷۵ھ، دائرۃ المعارف، حیدرآباد دکن

ل

۹۹ لباب التاویل (تفسیر خازن)، علامہ خازن، علی بن محمد بن ابراہیم بغدادی شافعی، ۷۲۵ھ، مطبع مصطفیٰ محمد تجاریہ کبریٰ، مصر

۱۰۰ لطائف اشرفی، مولانا نظام الدین یمنی، حلقۂ اشرفیہ، پاکستان

۱۰۱ اللمع، شیخ ابونصر سرّاج، ۳۷۸ھ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۲۰۰۱ء

م

۱۰۲ مثنوی مولانا روم، مولانا جلال الدین رومی، ۶۷۲ھ، الفیصل، اردو بازار لاہور

۱۰۳ مجمع الزوائد و منبع الفوائد، حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی، ۸۰۷ھ، دار الکتاب، بیروت، لبنان

۱۰۴ مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر، امام محمد بن مکرم، ابن منظور، ۷۱۱ھ، دار الفکر، دمشق، ۱۴۰۴ھ

۱۰۵ مختصر کتاب الموافقۃ بین اھل البیت و الصحابۃ، ابن زنجویہ الرازی، السمان، حافظ اسمٰعیل بن علی بن الحسن، ۴۴۵ھ، (اختصرہ جار اللہ ابوالقاسم محمود بن عمر الزمخشری، ۵۳۸ھ)، دار الکتب العلمیہ، بیروت، طبع اولیٰ، ۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹ء

۱۰۶ مخزن اخلاق، مولوی رحمت اللہ سبحانی، مسلم پرنٹنگ پریس، لاہور

۱۰۷ مدارج النبوۃ، علامہ عبدالحق محدث دہلوی، ۱۰۵۲ھ، مطبع منشی نول کشور، لکھنؤ

۱۰۸ مرآۃ الجنان، ابومحمد عبداللہ بن اسعد یافعی، ۷۶۸ھ، دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن

۱۰۹ مرقاۃ المفاتیح، علامہ ملا علی بن سلطان محمد قاری، ۱۰۱۴ھ، مکتبہ امدادیہ، ملتان

۱۱۰ المستدرک، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ، حاکم، ۴۰۵ھ، دائرۃ المعارف، حیدرآباد دکن

۱۱۱ المسجد النبوی و مزارات اھل البیت، اسماعیل احمد اسماعیل، جبر سراج، دار الشعب قاہرہ

۱۱۲ مسند امام احمد، امام احمد بن حنبل، ۲۴۱ھ، دار صادر، بیروت

۱۱۳ مشکل الآثار، امام ابوجعفر احمد بن محمد طحاوی، ۳۲۱ھ، دائرۃ المعارف، حیدرآباد دکن

۱۱۴ مشکوٰۃ المصابیح، امام ولی الدین الخطیب تبریزی، ۷۴۲ھ، ایچ ایم سعید، کراچی

۱۱۵ مصنف عبد الرزاق، امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی، ۲۱۱ھ، بیروت، ۱۳۹۰ھ

۱۱۶ مظہری (تفسیر)، قاضی ثناءاللہ پانی پتی، ۱۲۲۵ھ، فاروقی، دہلی

۱۱۷ معالم التنزیل، امام بغوی، ابومحمد الحسین بن مسعود الفراء، ۵۱۶ھ، مطبع مصطفیٰ محمد تجاریہ کبریٰ، مصر

۱۱۸ المعجم الاوسط، امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی، ۳۶۰ھ، مکتبہ المعارف، ریاض، ۱۴۱۵ھ

۱۱۹ معجم البلدان، علامہ شہاب الدین یاقوت حموی، ۶۲۶ھ، دار صادر، بیروت

۱۲۰ المعجم الصغیر، امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی، ۳۶۰ھ، مکتبہ سلفیہ، مدینہ منورہ

۱۲۱ المعجم الکبیر، امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی، ۳۶۰ھ، دار احیاء التراث العربی، ۱۴۲۲ھ

۱۲۲ الملفوظ، محمد مصطفیٰ رضا خان، ۱۳۴۰ھ، نوری کتب خانہ، لاہور

۱۲۳ مناقب الامام الاعظم للکردری، شیخ حافظ الدین محمد بن محمد المعروف ابن بزاز کروری حنفی، ۸۲۷ھ، دائرۃ المعارف حیدر آباد، دکن ۱۳۲۱ھ

۱۲۴ منتخب کنز العمال (علیٰ ھامش مسند احمد)، علامہ علی متقی ہندی، ۹۷۵ھ، دار صادر، بیروت

۱۲۵ المنتظم فی تاریخ الملوک و الامم، ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی، ابن الجوزی، ۵۹۷ھ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۱۵ھ

۱۲۶ المنن الکبریٰ، امام عبدالوہاب شعرانی، ۹۷۳ھ، مصطفی البابی الحلبی، مصر

۱۲۷ المواھب اللدنیۃ، علامہ احمد قسطلانی، ۹۱۱ھ، ازہر، مصر

ن

۱۲۸ نام ونسب، پیر سید نصیر الدین گولڑوی، ۲۰۰۹ء، پاکستان انٹرنیشنل پرنٹرز، لاہور

۱۲۹ نزهة المجالس، علامہ عبدالرحمٰن صفوری، ۸۹۴ھ، مصر

۱۳۰ نسیم اللغات، مرتضٰی حسین لکھنوی، قائم رضا امروہی، آغا محمد باقر، علی پرنٹنگ پریس، لاہور

۱۳۱ نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار، علامہ مومن بن حسن بن مومن شبلنجی، ۱۲۵۰ھ، مکتبہ یوسفیہ، مصر

۱۳۲ نور الحبیب، بصیر پور (ماہ نامہ)، صاحبزادہ محمد محبّ اللہ نوری (مدیر اعلیٰ)، مارچ ۱۹۹۸ء، گنج شکر پرنٹرز، لاہور

و

۱۳۳ الوفاء باحوال المصطفٰی، علامہ عبدالرحمٰن بن علی الجوزی، ۵۹۷ھ، مکتبہ نوریہ، لائل پور

۱۳۴ وفاء الوفاء، نور الدین علی بن احمد سمہودی، ۹۱۱ھ، دار الکتب العلمیہ، بیروت

۱۳۵ وفیات الاعیان، علامہ شمس الدین احمد بن محمد بن ابی بکر بن خلکان، ۶۸۱ھ، دار صادر، بیروت

مادہ ہائے تاریخ طباعت

(طبع اوّل)

''آن و احتشام بوتراب''	''پاکیزہ ذکر اوصاف و محاسن علی''
1418ھ	1418ھ
''بہشت فیض عرفاں''	''جلوہ گاہ عجائبات مرتضیٰ''
1998ء	1998ء
''حسن، جلالت، عظمت''	''محفل اوج فقر مرتضیٰ''
1998ء	1998ء

ان میں ہے ممتاز و اعلیٰ مرتضیٰ کا مرتبہ — وہ جو اصحابِ محمد ہیں ہدایت کے نجوم
ہے علاجِ وہم و ریب اس کا یقیں افروز علم — اس کی حق آگاہی کا نسخہ ہے تریاقِ سموم
داستاں ہر گوشۂ عالم میں اس کے فقر کی — آشنائے اوج عرفاں اس کی ہے ہر مرز و بوم
آج بھی ہے مطلعِ علم و ادب پرضوفگن — حیدرِ کرار کا خورشیدِ افکار و علوم
غلغلہ اس کی جواں مردی کا شرق و غرب میں — اس کی جی داری و جاں بازی کی ہے عالم میں دھوم
جس کے ملجا ہیں علی، مشکل کشا، شیر خدا — اس پہ غالب آ نہیں سکتے حوادث کے ہجوم

ان کی تحریروں کا گرویدہ ہوں اک مدت سے میں — ہے مؤثر ان کا اسلوب نگارش بالعموم
امتیازی شان رکھتی ہے یہ تحریر محبّ — ہے بیان زینت دروازۂ شہر علوم
ہے طباعت کا سن ''آن و احتشام بوتراب'' — اللہ اللہ رفعتِ دروازۂ شہرِ علوم

1418ھ

محترم طارق سلطان پوری

بندۂ پروردگارم امتِ احمد نبی
دوست دارِ چار یارم تابعِ ولدِ علی
مذہبِ حنفیہ دارم ملتِ حضرت خلیل
خاک پائے غوثِ اعظم زیرِ سایہ ہر ولی

جانشینِ حضرت فقیہ اعظم

صاحبزادہ مفتی محمد محبّ اللہ نوری زید مجدہ

کی ایمان افروز نگارشات

تصانیف

- رحمۃ للعالمین ﷺ کا پیغامِ امن
- گستاخِ رسول کا شرعی حکم
- ظہورِ نورِ مصطفیٰ ﷺ
- میلاد النبی — صاحبِ میلاد کی کرم نوازیاں
- جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
- رفعتِ شان رفعنا لک ذکرک
- افضلیتِ مدینہ منورہ
- ارمغانِ محبت (نعتیہ کلام)
- اسلام اور تصوف
- مخزنِ صدق وصفا — سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ
- باب مدینۃ العلم — مرتضیٰ مشکل کشا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم
- حبِّ اہلِ بیت
- بلال باکمال رضی اللہ عنہ
- چند روز مصر میں (سفرنامہ مصر)
- سفرِ محبت (حصہ اول) — بصیر پور شریف سے بغداد معلیٰ تک
- ورفعنا لك ذكرك کا ہے سایہ تجھ پر — (غوث الوریٰ بحیثیت مظہرِ مصطفیٰ)
- سلطان الہند خواجہ خواجگان معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ
- شہنشاہِ ولایت حضرت گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ
- بہشتی دروازہ
- امام بخاری رحمہ اللہ الباری
- حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ
- استاذ ابوالقاسم القشیری رحمۃ اللہ علیہ
- امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ
- امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ
- صاحبِ دلائل الخیرات رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت باباجی ابوالنور محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ
- فقیہ اعظم — پیکرِ شفقت
- وقت کی قدر کیجئے
- حضرت فقیہ اعظم کے استاذِ مکرم مفتی اعظم سیدی ابوالبرکات اپنے مکاتیب کے آئینے میں

ترتیب و تدوین

- فتاویٰ نوریہ (جلد اول، دوم ترتیبِ نو — جلد سوم تا ششم تدوین و تبویب)
- خطباتِ نوریہ
- سترہ تقریریں
- میلاد النبی ﷺ
- میلادِ مصطفیٰ ﷺ

تراجم

- افضلیتِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء عقل و نقل کے پیمانے میں (امام رازی)
- قرعہ مبارکہ (فال نامہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ)
- بشائر الخیرات (سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا مرتب کردہ مجموعہ درود و سلام)

فقیہ اعظم پبلی کیشنز بصیر پور (اوکاڑا)

ISBN 969-9079-01-0

9789699079016

قیمت 280/- روپے